رجسٹر در آمد اشیا کتب خانہ دارالریاست
رامپور از ۱ دسمبر ۱۹۰۵ء

# ان الله عزیز ذو انتقام

الحمد لله که بعون عنایات مکون کائنات درین وقت بابرکت سمات این کتاب مخزن تحقیقات در رد اعتقادات عمدة الکلمات مسمی به

# المشتهرات من اهل الضلالات فی جواب عمدة الکلمات

باهتمام تام و سعی و کوشش بالاکلام مخزن فتوت معدن مروت جناب سیٹھ حاجی اسمٰعیل صاحب و آقا صاحب بلندری

## در مطبع دت پرساد نبی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو عالم بالذات ومعین علی الکمال والاستقلال فمنہ لخدا الانبیاء والاولیاء
علم الغیب والاعانۃ للضعفاء بلا اختلال ؛ فجاز لنا الاستعانۃ بھم وان ابی واستکبر الجھال واھل
الضلال ؛ الذین یقرون اٰیاتہ فی غیر محلھا للخداع والاضلال فیحرمون الحلال الطیب من عند انفسھم
بتبدیل معنی الاھلال والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین الذی منع النساء من الکتابۃ
واباح للرجال ؛ وآلہ واصحابہ وتابعیھم الذین اقمعوا اساس الکفرۃ والمتبدعۃ الذین اتخذوا ربابا
من دون اللہ ذی الجلال واستاصلوا الخوارج الذین نسبوا المؤمنین الصالحین الی الکفر والشرک
فکانوھم من الحق ذوی الانسلال بعد حمد وصلوۃ کے پس کہتا ہی بندہ خاک پائی علماء ذیشان خاکسار نذیر احمد خان بن
مولانا محمد خان غفر لھما الرحمن متوطن رامپور افغانان اس زمانہ مین ایک رسالہ جسکا نام اسکو مولف نی عمدۃ النکات فی اقوال الثقات
موافق قول مشہور (برعکس نہند نام زنگی کافور) رکھا ہی دیکھا بعد دیکھنی چند مقامات کی معلوم ہوا کہ اس رسالہ کو قدوۃ الخرافات
وعمدۃ الخزعبیلات کہا جاوی تو نہایت موزون واسم بامسمی ہوجاوی کیونکہ مولف رسالہ نور محمد بن عبد الصمد ساکن دمن ضلع
سورت نی اسمین ایسی خرافات وخزعبیلات کا حق ہونا اپنی زعم فاسد مین ثابت کیا ہی کہ اگر اون خرافات وخزعبیلات کو کوئی بیچارہ
دھوکہ کھا کر حق اعتقاد کری تو دائرہ اہل حق وفرقہ ناجی اہل سنت وجماعت سی خارج ہوکر وہابی بدعتی ضال بنی اور اگر اسی پر
مری تو دوزخ مین گری اور مولف مذکور نی جہانتک ہوسکا ہی تو قرآن اور احادیث کو بی موقع وبی محل پیش کرکی اپنا مطلب ثابت
کیا جب بالکل عاجز ہوگیا تو قول ورواج یہود ومجوس ونصاری وہنود کو ہی اپنی مدعی کی اثبات کی دلیل قرار دیدیا ؛
چنانچہ رسالہ مذکورہ کی صفحہ ١٢٨ سطر ١٩ مین یہہ عبارت موجود ہی (اگر لکھنا سکھانیسی عورتین لڑکیین خراب ہوجاتین

تو اچھی اچھی نامی یہود و نصاریٰ و ہنود اپنی لڑکیونکو انگریزی گجراتی مرہٹی قلم نہ سکھاتی کیا اہل اسلام کا قلم ایسا منحوس ٹھہرا
کہ مسلمانون کی لڑکیین اور عورتین خراب ہوجائین ) مؤلف کے نزدیک جب یہ دلیل حق ہوئی تو اس دلیل سے
ابھی تو کتابت عورتون کا جواز ثابت کرتا ہے آیندہ کو اس دلیل سے تمام احکام شریعت کا انکار کرجاویگا اور دلیل اسطرح
پیش کردیگا کہ اگر احکام شریعت محمدیہ صلعم کے نعوذ باللہ من ذلک ناحق و باطل نہوتی تو اچھی اچھی نامی یہود و نصاریٰ و ہنود
کیون انکار کرتے اور اسطرح کہیگا کہ اگر باہر گلیون و بازارون مین منہہ کھولی ہوئی پھرنیسے لڑکیین خراب ہوجاتین تو یہہ
نصاریٰ و مجوس وغیرہ اپنی عورتون اور لڑکیونکو نہ پھراتی کیا اہل اسلام کا پھرنا ایسا منحوس ٹھہرا کہ مسلمانونکی لڑکیین
اور عورتین خراب ہوجائین الغرض اس دلیل پسندیدہ مؤلف رسالہ کی سے جس حکم شرع کا آدمی انکار کرے تو انکار ہوسکتا ہے
پس مؤلف مذکور نے تمام شریعت کی جڑ اس ایکہی دلیل سے اوکھاڑ دی اس مؤلف کے دلمین محبت دین یہود و نصاریٰ
و مجوس و ہنود اور اونکی چال چلن کی ایسی جمی ہوئی ہے کہ جس چیز کا علماء اہل اسلام عدم جواز ثابت کرتے ہین یہ مؤلف
اُسکا جواز انکی چال چلن و رواج سے ثابت کرتا ہے (اسیواسطے رسالہ کے صفحہ ۹۱ کے آخر مین یہ عبارت موجود ہے (ملکہ وکٹوریہ کے
اقبال اور بخت کے چمکتے ستارے کی روشنی مین سب اپنی اپنی راہ چلتے پھرتے ہین اور اوسکے عدل اور دبدبہ کے سایہ مین شیر بکری
اپنی اپنی نوبت ایک گھاٹ پانی پیتی ہے اللہ ہمکو اس سے بھی زیادہ اچھا دن دکھائے) اس قول کی شناعت و قباحت بھی
اہل اسلام پر واضح ہے کیونکہ شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری خلاصہ فتاوی صغریٰ سے ناقل ہین قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْمَنْصُوْرِ الْمَا
تُرِیْدِی مَنْ قَالَ لِسُلْطَانِ زَمَانِنَا عَادِلٌ فَقَدْ کَفَرَ لِاَنَّہٗ لَاشَکَّ فِیْ جَوْرِہٖ وَالْجَوْرُ حَرَامٌ انتہی یعنے امام ابومنصور
ماتریدی حنفی رح نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سلطان و بادشاہ ہمارے زمانہ کو عادل کہیگا تو کافر ہوجاویگا اسواسطے کہ اوسکے ظلم مین
شک نہین اور ظلم حرام ہے) اسیطرح اس مؤلف رسالہ نے صفحہ ۳۸ مین کہا ہے (اور خبر تار برقی کی ہمارے عرف مین مقبول
ہے خواہ معاملات دنیاوی مین ہو خواہ معاملات دینی مین کیونکہ وہ وضع کیا گیا ہے واسطے پہنچانے خبر کے ضابطونکے ساتھہ یعنے اگر مخبر
دروغگو ہو سخت سزا پاوے اور اسمین غالباً صدق ہے اور یہان اعتبار غالب کا ہے اور اگر کوئی کہے کہ واجب ہے روزہ افطار کرنے پر
گواہی عادل دو مردونکی اور وہ تو ایک ہی ہے جواب دیا جاوے یہہ کہ تحقیق وہ تار برقی قائم مقام جم غفیر کے ہے از روئے حکم کے
کیونکہ خبر دینے والا اوس چیز کی خبر دیتا ہے جو دیکھی اور سنی ہے اوسنے اپنے شہر والونسے رویت ہلال سے اور مشہور ہونا اوسکا
سچے طور پر اور مقبول ہونا نزدیک قاضی کے) اس کلام مؤلف رسالہ سے صراحۃً واضح ہے کہ جو خبر تار برقی کی بواسطہ نصاریٰ
کی ہوتی ہے اور نصرانی و نحوہ اوس خبر کو تار برقی کی حرکت دینے سے پہنچاتا ہے اور جہان خبر آتی ہے وہان بھی نصرانی و نحوہ اُس
خبر کا ناقل و کاتب ہوتا ہے دوسرے نصرانی روانہ کرنے اور حرکت دینے والے سے قبول کرکے تو یہہ خبر بواسطہ نصرانی کے

دین اسلام کی بارہ مین اور روزہ کی افطار کی بارہ مین بھی مقبول ہی اور ایک شخص کو جو مسلمان بھی نہین ہی اوسکو از روی حکم کی
جم غفیر بتاتا ہے نہ معلوم کہ یہہ مؤلف جواز روی حکم جم غفیر بتاتا ہی تو یہہ حکم اُسکی باپ دادا نی دیا ہی یا اسکی کسی مقتدی مانند
مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ نی دیا ہے یا اسکا قرین جو بائین کان دل پر بیٹھا ہی اوس نی دیا ہی یا ان حضرت کی نفس امارہ
بالسوء کیطرف سے یہہ حکم ہوا ہی کیونکہ شارع علیہ السلام نی تو یہہ حکم ہرگز نہین دیا اور نہ کوئی مسلمان آجتک اسکا قائل ہوا
کہ کافر کی گواہی فرض روزہ افطار کرنیکی بارہ مین درست ہی اور نہ اسکا کوئی مسلمان قائل ہوا ہی کہ ایک ہی کافر حکماً جم
غفیر کی ہے بلکہ علماء فقہاء صراحۃً فرماتی ہین کہ کافر ولی مسلمان کا نہین ہی اسیواسطی گواہی کافر کی مسلمان پر درست
نہین ہی اور کافر و مسلمان کی درمیان میراث بھی جاری نہین ہوتی ہی اور اسکا ثبوت علماء فقہاء آیت قرآنیہ سی کرتی ہین
چنانچہ ہدایہ کی ۲ جلد صفحہ ۲۹۸ مین ہی وَلَا وِلَایَۃَ لِکَافِرٍ عَلٰی مُسْلِمٍ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْ
مِنِیْنَ سَبِیْلًا وَلِھٰذَا لَا تُقْبَلُ شَھَادَتُہٗ عَلَیْہِ وَلَا یَتَوَارَثَانِ انتہی بلکہ شہادت مین عدل شرط ہونا آیت قرآن شریف سی
ثابت کرتی ہین چنانچہ ہدایہ کی کتاب الشہادۃ مین ہی اما العدالۃ فلقولہ تعالٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَاءِ وَالْمَرْضِیُّ
مِنَ الشَّاھِدِ ھُوَ الْعَدْلُ ولقولہ تعالٰی وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ انتہی اور کتاب الکراہۃ ہدایہ مین ہے
اما الدیانات لا یکثر وقوعھا حسب وقوع المعاملات فجاز ان یشترط فیھا زیادۃ شرط فلا یقبل فیھا
الا قول المسلم العدل لان الفاسق متہم والکافر لا یلزم الحکم فلیس لہ ان یلزم المسلم انتہی اس تمام عبارات سے
ثابت ہی کہ امر دینی مین ہرگز شہادت و قول کافر و فاسق کا مقبول نہین ہی اور جسطرح دوسرے حقوق مین دو عادل مسلمان
کی گواہی ضرور ہی ایسی ہی افطار روزہ کے بارہ مین بھی جب آسمان مین کوئی سبب چاند کو پوشیدہ کرنیوالا موجود ہو تو دو
عادل مسلمان کی گواہی ضرور ہے اور علت اور سبب مذکور آسمان مین نہو تو جماعت کثیر رمضان و افطار روزہ دونو مین
ضرور ہی چنانچہ کتب فقہ مین مصرح ہی پس یہہ مؤلف خبر تار برقی کی جو کافر پہنچاتی ہین امر دینی اور ترک روزہ فرض مین مقبول
کہتا ہی یہہ قول و عقیدہ اسکا مخالف قرآن و اجماع اہل حق کی ہے اور اسکا صدور و ظہور بھی اس مؤلف سے اسی سبب سی
ہوا ہی کہ اسکی نزدیک چال و چلن و قول و خبر کفار یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود سے مسئلہ شریعت محمدیہ ثابت ہو جاتا ہے
اسیواسطی انکو اسنی عادل بھی کہا ہے ایسی حالا تسی مؤلف کی ایمان و عقیدہ کو مسلمان لوگ پہچان رکھین ایسی اقوال کہدینی مین
کچھ مؤلف رسالہ مذکورہ متفرد و تنہا نہین ہی اس فرقہ کی لوگ ایسی ہی ہین کہ رای حاکم وقت کو ہی اپنا دین جانتی ہین اور
اپنی کو امور مذہبی مین موافق رای گورنمنٹ کی کہتی ہین چنانچہ مولوی صدیق حسن قنوجی جو بھوپال سے معزول کئی گئی تھی
وہ اپنی کتاب ترجمان وہابیہ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ کی صفحہ (۸۰ اور) ۸۱ و (۸۲ مین کہتی ہین - اہل سنت و اہل حدیث کو

زبردستی وہابی نام رکھتے ہین انتہی پھر کہتے ہین بعد چند سطور کے اور وہ اس نام کو اپنے واسطے پسند نہین کرتے اپنے امور مذہبی مین
موافق رائے گورنمنٹ ہین پھر کہا بعد چند سطور کے بلکہ مستحق اس لقب کے وہ لوگ ہین جو اپنا نام و مذہب حنفی و شافعی
وغیرہ بتلاتے ہین اور رات دن اہل حدیث کا رد کرتے ہین بلکہ زیادہ رد کرنیوالے مذہب عیسائی کے یہی لوگ ہین جنکو ہم
مقلد مذہب یا اہل بدعت کہتے ہین انتہی - اس سے واضح ہے کہ یہہ لوگ امور مذہبی مین موافق رائے گورنمنٹ کے ہین
اور یہہ بھی واضح ہے کہ اب یہہ لوگ اپنا نام وہابی رکھنا پسند نہین کرتے وہابی کہنے کے مستحق اہل سنت وجماعت مقلدین
مذاہب اربعہ کو قرار دیتے ہین اور انھین مقلدین مذاہب اربعہ کو زیادہ رد کرنیوالے مذہب عیسائی کے بتاتے ہین اور یہہ کام
مقلدین کا عیب مین شمار کرتے ہین پس مؤلف رسالہ و دیگر اسکے ہم مذہب لوگونکے اعتقاد و ایمان کو اہل اسلام معلوم کرلین اسکا نام
یعنی اسی عقیدہ کا اور عمل کا نام ان لوگون نے اتباع سنت و عمل بالحدیث و اسلام رکھا ہے یہہ کچھ تھوڑا سا حال مؤلف رسالہ کا
راقم الحروف نے ذکر کردیا ہے تاکہ مسلمان اول ہی خبردار ہوجاوین کہ یہہ شخص ایسے اعتقاد و ایسے مذہب کا آدمی ہے اور اسی
قسم کی باتین اسنے اس رسالہ مین داخل کردی ہین تاکہ عوام الناس کندہ ناتراش دھوکہ کھاکر بداعتقاد ہوکر دائرہ اہل حق
اہل سنت وجماعت بلکہ دائرہ اسلام سے خارج نہوجاوین اگرچہ اس بیان مختصر سے اجمال کے طور پر اس رسالہ مذکورہ مؤلفہ کا
بطلان واضح ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ اس رسالہ کے موافق اعتقاد رکھنے سے آخرت برباد ہوجاویگی اور عاقلین کو اس رسالہ سے
پرہیز کرنیکے واسطے یہی بیان اجمالی بطور اشارہ کے کافی ہے تاہم چند اقوال اس رسالہ کا رد تفصیلی کرنا اگرچہ ادنی تفصیل ہے
مناسب تر معلوم ہوا بعض بعض اقوال اس رسالہ کے نقل کرکے جوابات دئے جاتے ہین تاکہ اہل اسلام کو بخوبی مردودیت
اس رسالہ پر وقوف تام ہوجاوے اور کوئی بے علم دھوکہ مین نہ آوے اور یہہ مؤلف رسالہ اپنے کو سنی حنفی نقشبندی مجددی
اویسی بنوٹی سے ظاہر کرتا ہے تاکہ عوام لوگ دھوکہ کھاوین یہہ ہرگز حنفی سنی نقشبندی مجددی نہین ہے ایسے اقوال
و عقاید کسی سنی حنفی مجددی کے نہین ہین چنانچہ کچھ تو معلوم ہوگیا اور باقی اقوال آیندہ مین اسکا سنی و حنفی و مجددی
نہونا واضح ہوا جاتا ہے بحث الاستمداد من غیر اللہ تعالی رسالہ کے صفحہ ۴۵ مین قول مؤلف کا یہہ ہے
پس حاجت چاہنا اور مدد مانگنا اور تندرستی اور روزی اور اولاد سوائے اللہ کے مانگنا کھلا شرک ہے اقول وباللہ
التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق مؤلف رسالہ نے یہان مدد مانگنے کو کھلا شرک کہدیا اور اس پر کوئی دلیل قرآن و حدیث
و اجماع سے پیش نکی ہان اس قول سے پہلے صفحہ مذکورہ مین ایک یہہ ذکر کیا کہ سورۂ اخلاص توحید کی جامع اور کفر و شرک کے
اوکھیڑنیوالی ہے اور دوسری یہہ حکایت کسی مجہول کی ذکر کی کہ آنحضرت صلعم کو اوسنے خواب مین دیکھا آنحضرت صلعم نے
سوال کیا کہ مجھکو بھی اے فلان تو کبھی یاد کرتا ہے تو اوس دیکھنیوالے نے جواب دیا کہ ذکر مین مشغول ہوجاتا ہون تو آپکا

خیال نہین رہتا ہی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین اسی واسطے بھیجا گیا ہون کہ اوسکی خاص بندگی مین کسی کا تمکو خیال
نرہے ان دونو باتونسے جو مؤلف رسالہ نے ذکر کی ہین کسیطرح انسے یہہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی کہ مدد مانگنا شرک
کھلا ہوا ہے ان دونو باتونسے مدد مانگنے کا شرک ہونا ثابت کرنا دھوکہ دینا عوام کو ہی اور خواب جو ان حضرت مؤلف نے
ذکر کی ہی جس سے غرض مؤلف مذکور کی یہی ہے کہ عبادت خاص مین آنحضرت صلعم کا بھی خیال نرکھنا چاہئے اس سے
وہی عقیدہ وہابیہ کا ثابت ہوتا ہے جو انکے پیشوا کہتے ہین کہ نعوذ باللہ من ذلک انبیاء علیہم السلام کا خیال نماز مین آجانا
جانورونکے خیال آجانیسے بھی بدتر ہی یہہ سراسر وہابیہ کی حماقت و ضلالت ہے کیونکہ جب نماز مین قرأت قرآن
اور التحیات اور درود شریف پڑھنا ضرور ہے اور حضور سے نماز ادا کیجاوے تو ضرور ہے کہ معنی قرآن اور التحیات و درود کا
ضرور خیال آویگا اور قرآن شریف و التحیات و درود مین ذکر آنحضرت صلعم کا آتا ہی پس ضرور ہی آنحضرت صلعم کا خیال
آجانا بلکہ قرآن شریف مین دوسرے لوگون اور جانورون و دوسری چیزونکا بھی ذکر ہے پس وقت سمجھنے
معنی قرآن شریف کی نماز مین ضرور دوسری چیزونکا خیال آتا ہے اوس سے انفکاک و جدائی ممکن نہین ہے
اور نماز عبادت خاصہ ہی پس جب نماز مین ایسا خیال رہنا وقت سمجھنے معنی قرآن و التحیات و درود کی ضرور ہوا
اور اوس سے بچاؤ ممکن نہین بلکہ تدبر فی معنی القرآن کے وقت جو مطلوب شارع ہی بھی یہہ خیال ضرور ہی تو وہابیہ کا
ایسے خیال آجانے کو برا کہنا اور ناجائز بتانا گویا یہہ کہنا ہے کہ قرآن شریف وغیرہ نماز مین اسطرح پڑھنا چاہئے کہ اوسکی معنی کا
خیال کرکے اوسمین تدبر نکرنا چاہئے اور یہہ عقیدہ مخالف آیۃ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ کے ہے پس مولف مذکور کی حکایت
و خواب کا بطلان اور جھوٹ و غلط ہونا اس بیان سے واضح ہے اگر یہہ امر حق ہووے کہ عبادت خاصہ کے وقت ذکر
آنحضرت صلعم کا بھی نہ آوے تو کلمہ توحید و کلمہ شہادت بھی عبادت خاصہ ہی پس چاہئے کہ کلمہ مذکورہ مین آنحضرت
صلعم کا ذکر نہونا چاہئے نعوذ باللہ من ذلک عبادت خاصہ مین آنحضرت صلعم کا ذکر نہ آوے اسکا معتقد سوائے منافق
و زندیق کے کوئی نہین ہوسکتا ہے یہہ مولف رسالہ ایسے لغویات ذکر کرکے عوام کے دلسے عظمت آنحضرت صلعم کی
اوٹھانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلعم سے اونکا منہہ مڑواتا ہی اس حکایت کے بعد جو مؤلف مذکور نے یہہ تفریع کی کہ پس
حاجت چاہنا اور مدد مانگنا اور تندرستی اور روزی اور اولاد سوائے اللہ کے مانگنا کھلا شرک ہی یہہ تفریع ہرگز
درست و راست نہین ہوسکتی ہی جبتک یہہ اصل و قاعدہ مؤلف کے زعم فاسد مین حق نہو جاوے کہ خیال آجانا آنحضرت
صلعم کا عبادت خاصہ و ذکر اللہ مین شرک ہی اگر یہہ قاعدہ مؤلف کے نزدیک حق نہین تو اس تفریع کا لغو ہونا روشن
و ہویدا ہے اور کسی دلیل سے استمداد کا شرک ہونا ثابت نہین فقط باطل و افترا علی اللہ والرسول کے سبب سے

مؤلف نے استمداد کو شرک کہا ہے اور شاید مؤلف نے احسن الخالقین وآیت خیر الرازقین جنسے خالق ورازق
مجازی ہونا غیر اللہ کا ثبوت ہے قرآن شریف مین نہین پڑھی اسیواسطے کسی سے روزی واولاد کی طلب کو جو اسطرح
ہو کہ اس بارہ مین دعا کی مدد اور معونت چاہی ہو تو شرک کہتا ہے ان لوگونکا یہی ایمان ہے کہ خود آیات اور احادیث
واجماع کے خلاف عقیدہ رکھین اور مسائل اپنے نفس سے گھڑین دوسرونکو مشرک وبدعتی اپنے تقول باطل سے بتاوین انکے
مقتدی اور پیشوا مانند مولوی اسمٰعیل دہلوی کے خدا تعالیٰ کو کاذب بالامکان اور آنحضرت صلعم کو بڑا بھائی اپنا
کہدین تو انکو یہہ لوگ مشرک وبدعتی نہین کہتے اور طرح طرح کی تاویلاتسے ایسی ضلالات کو جائز بناتے ہین اور ولی
اور نبی سے کوئی مسلمان مدد دعا کی بارہ مین مانگے اور اولاد وروزی مانگنے مین یہی لحاظ رکھے کہ خدا تعالیٰ سے دعا اس
امر مین کرا وے نبی یا ولی تو اوسکو بدعت وشرک سے محمل نیک نکالکر نہین بچاتے ہین بلکہ اوسکے قول کے ظاہری معنی ہی
قرار دیکر اور باوجود امکان تاویل کے اوس سے منہہ موڑکر اوس بیچارہ کو کافر مشرک بدعتی بناتے ہین یہہ کونسی آیت
وحدیث واجماع امت وقیاس مجتہد پر انکا عمل ہے ہان اپنی خواہش نفسانی پر عمل ہے الغرض مؤلف نے جسپر
اس قول مذکور کی تفریع کی ہے اوس سے ہرگز استمداد کے شرک ہونیکا ثبوت نہین ہے اور اسکے بعد صفحہ ۴۶ مین
آیتہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اور آیتہ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اور آیت لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ اور آیت
لَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْہُمْ ذکر کی ہین انمین سے کسی سے استمداد کا شرک ہونا واضح ومفہوم ہرگز نہین ہے ان آیات سے
تو فقط مذمت شرک کی ثابت ہے اور یہہ آیات استمداد کی مذمت پر اوسوقت دال ہون کہ استمداد کا شرک ہونا کسی
دلیل عقلی نقلی قطعی سے ثابت ہو جاوے اور وہ نہ تو اس مؤلف نے اپنے اس قول مین ثابت کیا اور نہ آیندہ اقوال مین
جو کچھ اسنے کہا ہے اوس سے استمداد کی شرک ہونیکا ثبوت ہرگز نہین ہے پس یہہ مسئلہ شرک ہونے استمداد کا مؤلف
اور اوسکے ہم مشربون نے اپنی طرف سے نکالا ہے اور بمقتضائے آیت قرآنیہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ شرک وکفر وحلت وحرمت کا
ثبوت بغیر فرمانے خدا تعالیٰ یا اوسکے رسول پاک مبین کلام الٰہی کے یا مجتہدین مطہر مراد قول خدا تعالیٰ ورسول اللہ
صلعم کے ہرگز نہین ہو سکتا ہے اور جب خدا تعالیٰ ورسول اللہ صلعم ومجتہدین سے استمداد کا شرک ہونا ثابت
نہین ہوا تو اسکو شرک کہنا افترا خدا تعالیٰ پر ہوا اسیواسطے فقہائے کرام فرماتے ہین کہ ایسی آنکل بچو کوئی مسائل نہ بیان
کرے کہ اسمین خوف افترا ہو جانیکا خدا تعالیٰ پر ہے چنانچہ فتاوی قاضیخان مین بھی موجود ہے رسم مفتی کی بارہ مین
وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ مُقَلِّدًا غَیْرَ مُجْتَہِدٍ یَاْخُذُ بِقَوْلِ مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ النَّاسِ عِنْدَہٗ وَیُضِیْفُ الْجَوَابَ اِلَیْہِ
فَاِنْ کَانَ اَفْقَہُ النَّاسِ فِیْ مِصْرٍ آخَرَ یَرْجِعُ اِلَیْہِ بِالْکِتَابِ وَیُثْبِتُ فِی الْجَوَابِ وَلَا یُجَازِفُ خَوْفًا مِنَ الْاِفْتِرَاءِ

عَلَى اللهِ تَعَالَى بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَضِدِّهِ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ انتہی اور علامہ شامی بھی رسم مفتی مین
تصریح فرماتی ہین کہ مفتی کو چاہیے کہ مسائل کی بارہ مین کلام اٹکل پچو نکرے اور خدا تعالی سے خوف کرے مسائل مین کلام اٹکل پچو
کرنا بہت بڑا امر ہے اسپر جرات کوئی نہین کرتا ہے سوائے جاہل وشقی کے اونکی عبارت یہہ ہے وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا جَزَافًا
وَيَخْشَى اللهَ تَعَالَى وَيُرَاقِبُهُ فَإِنَّهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا يَتَجَاسَرُ عَلَيْهِ إِلَّا كُلُّ جَاهِلٍ وَشَقِيٍّ اھ انتہی پس جب
کلام مؤلف ودیگر وہابیہ شرک ہونے استمداد کی بارہ مین خدا تعالی ورسول اللہ صلعم سے ومجتہدین سے ثابت نہین اور مؤلف
ودیگر وہابیہ عالم کامل بھی نہین کجا مجتہد ہونا تو یہہ کلام مؤلف ووہابیہ کا اٹکل پچو وافترا علی اللہ وشقاوت وجہالت
ہوا نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قول مؤلف کا صفحہ ۵۱ مین جو یہہ ہے کہ اسماء الہی وآیات
قرآنی یا جو دعا شارع نے بتائی ہے اسکے سوائے کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشے اور مدد مانگنا واعانت چاہنا اور حاجت
طلب کرنا وغیرہا یہہ چیزین عبادتمین شمول ہین غیر ونسے چاہنا جائز نہین اور حجت قاطعہ اس پر الدعاء مخ العبادۃ
ہے یعنے دعا مغز کل عبادتونکا ہے اور اسکے بعد مؤلف نے آیتہ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ وآیتہ اَنِ اعْبُدُونِي
بھی ذکر کی اقول وباللہ التوفیق مولف نے اس قول مدد مانگنے کے شرک ہونے وعدم جواز پر اسطرح سے دلیل پکڑی کہ
استمداد اور حاجت چاہنا دعا ہے اور ہر دعا مغز عبادتونکا ہے تو مدد مانگنا اور حاجت چاہنا بھی مغز عبادت ہے
اور ان دو آیتونسے یہہ ثابت کیا کہ عبادت غیر خدا کی درست نہین بلکہ شرک ہے تو غیر خدا تعالی سے مدد مانگنا اور حاجت
چاہنا بھی درست نہین بلکہ شرک ہے پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ مؤلف نے سراسر دھوکہ کی بات بیان کی ہے
اور مطلق دعا کی اور پکارنیکی معنی اور حاجت چاہنے کی معنی اپنے دلسے بنا کر یہہ کہے کہ ہر دعا عبادت ہے یہہ بالکل دھوکہ
اس مؤلف نے دیا ہے دیکھو قرآن مین ہی موجود ہے وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ اور دوسری آیت مین ہے
ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ اگر مؤلف سچا ہے اور موافق زعم اس مؤلف کے ہر دعا عبادت بلکہ مغز عبادتونکا ہے اور سوائے خدا تعالی کے
کسیکو دعا کرنا درست نہین بلکہ شرک ہے تو آیت اولی سے آنحضرت صلعم کا صحابہ کرام کو دعا کرنا اور پکارنا ثابت ہے
اور خدا تعالی اس دعا کرنے آنحضرت کو بیان فرماتا ہے اور دوسری مین خدا تعالی خود امر فرماتا ہے لوگونکو کہ دعا کرو تم
اونکو واسطے باپون اونکے اور تیسری آیت اور موجود ہے وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا یعنے جب دعا کیے جاؤ تم
اور بلائے جاؤ تم پس داخل ہو جاؤ تم اور بھی بہت ایسی آیات تلاش کرنیوالے کو مل سکتی ہین پس اگر ہر جگہہ معنی دعا کی
عبادت کی ہین مؤلف کے زعم مین تو چاہیے کہ ان تینون آیتونکی معنی بھی عبادت کی کرے اور نعوذ باللہ من ذلک
آنحضرت صلعم کو عابد غیر اللہ قرار دے اور خدا تعالی کو آمر عبادت غیر اللہ اعتقاد کرے اس تقدیر پر معاملہ منعکس ہو جاویگا

اور عبادت غیر اللہ جائز ہو جاویگی نعوذ باللہ اور اسکا محال و باطل ہونا واضح ہی اور یہہ محال و باطل اس سی لازم آیا کہ جب دعا کی معنی مطلقا عبادت کر لئے اور جس چیز کو محال و باطل لازم ہوتا ہی تو وہ خود محال و باطل بالضرور ہوتی ہی پس دعا کی معنی مطلقا عبادت کی ہوتا جیساکہ زعم فاسد مؤلف کا ہی محال و باطل ہوا تو اسی دلیل پر جو یہہ مسئلہ مؤلف نی گھڑا تھا کہ استمداد شرک و ناجائز ہی اوسکا بطلان بھی ظاہر ہو گیا پس واضح ہو گیا کہ یہہ مؤلف نی واسطی دھوکہ دہی عوام کی بناء الفاسد علی الفاسد کی ہی اور آیات جو واسطی عدم جواز عبادت غیر اللہ کی ہین وہ آیات تو فی نفسہا حق ہین لکن اس محل مین ذکر کرنا مؤلف کا اونکو بی موقع و بی محل ہی کیونکہ جس مسئلہ مین کلام ہے وہ استمداد کا شرک ہونا اور عبادت غیر اللہ ہونا ہے اوسکا ان آیات سی ہرگز ثبوت نہین ہو سکتا اور آیات منزلہ ایک محل کو دوسری محل غیر مناسب پر قرار دینا اور غیر مصداق کو مصداق آیات بتانا یہہ بھی افترا علی اللہ ہی پس وہ جو مؤلف نے صفحہ ۵۹ مین آیت وَلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ لکھکر اوسکو بعد یہہ کہا ہی (ایسا ہی ہمارے زمانہ کی ناوان بھائی بی سمجھی بوجھی حکم کر بیٹھتی ہین جھوٹھ سچ مین امتیاز نہین کرتی) یہہ مؤلف پر ہی صادق آگیا کہ مؤلف ہی ایسا ہی کہ بی سمجھی بوجھی حکم کر بیٹھتا ہی جھوٹھ سچ مین امتیاز نہین کرتا ہی پس جیساکہ اس مؤلف نی دوسری لوگونکو مصداق اس آیت کا بنایا ہے ویسا مؤلف ہی مصداق اس آیت کا ہو گیا کہ بی سمجھی بوجھی استمداد از اولیاء و انبیا کو شرک و ناجائز و عبادت غیر اللہ کہدیا جھوٹھ سچ مین اوسنی امتیاز نکیا اور مؤلف نی جو صفحہ ۸۵ مین یہہ کہا ہی کہ (معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ وہ جھوٹھ لکھنی والی شاید مسلمان نہونگی) اس سی واضح ہی کہ مؤلف کی نزدیک جھوٹھ لکھنی والی مسلمان نہین جب مؤلف کا استمداد اولیاء کو شرک کہنا موافق واقع کی نہین ہی تو مؤلف کا جھوٹھ لکھنا واضح ہی پس مؤلف کی زعم کی موافق شاید مؤلف مسلمان نہوگا ایسی ہی مولف نی صفحہ ۱۷ مین آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لکھکر فائدہ مین یہہ لکھا ہی (جب کوئی تمسی دینی مسئلہ پوچھے تو تم کتاب اللہ یا احادیث رسول اللہ سے بتاؤ اپنی عقل سی مت جواب دی بیٹھو) جس سی واضح ہی کہ مؤلف کی نزدیک قرآن سی یہہ بات ممنوع و ناجائز ہی کہ بغیر قرآن و حدیث کی اپنی عقل سی مسئلہ کا جواب کوئی شخص دیوی اور یہہ امر ظاہر ہے کہ نہ کہین قرآن مین ہی اور نہ حدیث مین کہ مسلمانونکو اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام سی استمداد ناجائز ہے اور شرک ہی پس مولف نی استمداد مذکور کو شرک و ناجائز اپنی عقل سی کہا ہی پس جو قرآن حدیث سی منع ہی اوسکا مرتکب مولف ہی ہوا ہے الغرض مؤلف رسالہ کا ہی اعتقاد و قول مخالف قرآن و حدیث کی ہے دھوکہ دہی کیواسطی مؤلف مذکور استمداد کو شرک و ناجائز و مخالف قرآن و حدیث کی اپنی وہم فاسد کے اور عقیدہ کاسد کی سبب سی بتاتا ہی اور مؤلف نی یہہ جو کہا ہی کہ ہر کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشی اگر مراد یہہ ہی کہ بنفسہ اور بغیر اثر پیدا کرنی خدا تعالی کی کسی مخلوق مین اثر کو وہ مخلوق اثر نہین بخشتی ہی تو ہم کہتی ہین کہ اسمار الٰہی

وآیات اور جو دعا کہ شارع نے بتائی ہے جنکو اس حکم سے استثنا کرتی ہو وہ کب بنفسہا اثر بخشتی ہین بغیر اثر پیدا کرنے خدا تعالی کے
اونمین پھر مولف نے جو ان چیزونکو اس حکم سے استثنا کیا اور یہہ کہا کہ (سوائے انکے کسی مخلوق کو مقدور نہین کہ اثر بخشے)
جیسا کہ اوپر گذرا ہے یہہ باطل وغلط ہے اور اگر مولف کا یہی عقیدہ ہے کہ بغیر اثر پیدا کرنے خدا تعالی کے انمین یہہ چیزین
یعنے اسمار الہی وآیات اور جو دعا کہ شارع نے بتائی ہے خود بذاتہا موثر ہین تو مولف موثر بالذات ہونیکا ان چیزونکے
حق مین قائل ہوا اس عقیدہ کی حقیقت کا ثبوت قرآن یا احادیث یا اجماع اہل سنت وجماعت سے مولف کو دینا ضرور ہے
ورنہ یہہ بھی عقیدہ مولف کا تراشیدہ ہے اپنی خواہش نفسانی سے نکالا ہوا ہے اور اگر یہہ چیزین بھی موثر اسوقت ہوتی
ہین کہ خدا تعالی اثر بخشتا ہے انمین تو انکو استثنا کرنا مولف کا لغو وجہالت وسفاہت ہے پس جب یہہ چیزین اور دوسری
مخلوق جس مین خدا تعالی اثر پیدا کردے وہ اثر بخشتی ہین تو بزرگان دین کے نام اور وہ دعائین کہ شارع علیہ السلام نے بالخصوص
اونکو نہین فرمایا ہے وہ تمام اثر بخشنے کے لائق ہوئین انکار اسکا سفاہت ونادانی ہے اور اگر مولف کی مراد اس قول مذکور سے
یہہ ہے کہ خدا تعالی کسی مخلوق مین تاثیر نہین پیدا کرتا ہے اسواسطے کسی مخلوق کو مقدور اثر بخشنے کا نہین ہے تو یہہ مراد اس
قول کی مولف کے اوس قول کے مناقض ہے جو صفحہ ۲۳ مین کہا ہے کہ (ہم گروہ مومنین موحدین عقیدہ رکھتے ہین اور اقرار
کرتے ہین ساتھہ اس امر کے کہ تحقیق اللہ برتر پیدا کردیتا ہے ایک تاثیر سب چیزونمین اور اگر نہ پیدا کرے وہ اونمین کچھہ تاثیر
تو نہ اثر کرے کبھی کچھ اپنی ذات سے انتہی) جس سے صاف طور سے واضح ہے کہ مولف کے عقیدہ مین سب چیزونمین تاثیر ہے
خدا تعالی کے پیدا کردینے سے تاثیر اون سب چیزونمین پس جب دونو قول مولف مین تناقض وتعاند اس تقدیر پر ہوا
تو یہہ بھی علامت جہالت کی ہے الغرض مولف کے اقوال جہالت وسفاہت سے مملو ہین بلکہ صفحہ ۲۳ کے قول سے واضح ہے
کہ مولف کا عقیدہ اہل حق اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اسواسطے کہ مولف کے قول مذکور سے واضح ہے کہ سب
چیزونمین خدا تعالی تاثیر پیدا کردیتا ہے جب سب چیزون مین خدا تعالی تاثیر پیدا کردیتا ہے تو اس سے بحسب زعم مولف
ثابت ہے کہ سب چیزین دوسری چیزونمین تاثیر وفعل کرتی ہین اگرچہ انکی تاثیر وفعل کرنا اسطرح سے ہے کہ خدا تعالی نے
انمین تاثیر پیدا کردی ہے لکن چیزونکا موثر وفاعل ہونا مولف کے عقیدہ مین ثابت ہوا یہہ عقیدہ مولف کا اہل حق کے
خلاف ہے کیونکہ اہل حق اہل سنت وجماعت کے نزدیک کسی چیز مین تاثیر نہین ہے نہ بالذات اور نہ تاثیر کی قوت
خدا تعالی نے کسی چیز مین رکھی ہے کہ بواسطہ قوت کے وہ چیز موثر ہو رسالہ سنوسیہ مین ہے جسمین سے مولف نے بعضی امور
اعتقادیہ اول رسالہ مین نقل کئے ہین یہہ موجود ہے هُوَ الَّذِي يَجِبُ أَنْ يَفْتَقِرَ إِلَيْهِ كُلُّ مَا سِوَاهُ وَيَوْجَدُ بِمَعْنَاهُ
أَيْضًا أَنْ لَا تَأْثِيرَ لِشَيْءٍ مِنَ الْكَائِنَاتِ انتہی اسکی شرح مین اس بارہ مین چار مذہب ہونا بیان کئے ہین

اول اشیاء مانند نار وغیرہ مین تاثیر بالطبع اور بالذات ہونا اور یہہ مذہب بلانزاع کفر ہے اور دوسرا مذہب
یہہ کہ اشیاء مانند نار وغیرہ تاثیر ساتھہ اوس قوت کی کرتی ہین کہ وہ قوت خداتعالی نے اونمین رکھدی ہے
اس مذہب کی کفر ہونیمین اختلاف ہے اصح عدم کفر ہے تیسرا مذہب ذکر کرکے چوتھا یہہ مذہب واعتقاد صحیح ذکر
کیا ہے کہ سوای خداتعالی کی کسی مین تاثیر نہین ہے اور نار وغیرہ کی درمیان مین اور اونکی آثار کی درمیان مین جو انکی
بعد پائی جاتی ہین تخلف ممکن ہے اور یہہ اعتقاد و مذہب رکھنے والا فرقہ ناجیہ ہے عبارت شرح مذکور کی یہہ ہے
بطور اختصار موافق حاجت کی اَلنَّاسُ فِي ذٰلِكَ عَلٰى اَرْبَعِ فِرَقٍ اَلْاُوْلٰى تَعْتَقِدُ اَنَّ النَّارَ وَالسِّكِّيْنَ مَثَلًا
تُؤَثِّرُ بِطَبْعِهَا وَذَاتِهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ لَا نِزَاعَ فِي كُفْرِهَا وَالثَّانِيَةُ تَعْتَقِدُ اَنَّ النَّارَ وَالسِّكِّيْنَ مَثَلًا
تُؤَثِّرُ بِقُوَّةٍ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ اِخْتَلَفَ فِي كُفْرِهَا وَالْاَصَحُّ عَدَمُ الْكُفْرِ كَمَا قِيْلَ فِي الْمُعْتَزِلَةِ
الْقَائِلِيْنَ بِاَنَّ الْعَبْدَ يَخْلُقُ اَفْعَالَ نَفْسِهِ الْاِخْتِيَارِيَّةَ بِقُدْرَةٍ خَلَقَهَا اللّٰهُ فِيْهِ اِلٰى اَنْ قَالَ وَالرَّابِعَةُ
تَعْتَقِدُ اَنَّ التَّاثِيْرَ لَيْسَ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْتَقِدُ اِمْكَانَ التَّخَلُّفِ بَيْنَ النَّارِ وَالسِّكِّيْنِ مَثَلًا وَبَيْنَ
آثَارِهَا وَهٰذِهِ الْفِرْقَةُ هِيَ النَّاجِيَةُ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہے کہ یہہ اعتقاد رکھنا کہ چیزین اسطرح سے
تاثیر کرتی ہین کہ خداتعالی نے اونمین قوت تاثیر کی رکھدی ہے یہہ اعتقاد اہل سنت وجماعت کا نہین ہے
بلکہ معتزلہ کا ہے مولف کی قول سے ایسا ہی اعتقاد مولف کا مفہوم ہوتا ہے اور اہل سنت وجماعت کا یہہ عقیدہ ہے کہ کسی
چیز مین تاثیر نہین ہے خداتعالی کی ہی واسطے تاثیر ہے اور شرح مقاصد جلد اول صـ۳۴ مین علامہ تفتازانی فرماتے ہین
اِفَادَةُ النَّظَرِ لِلْعِلْمِ فَعِنْدَنَا هِيَ بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْعِلْمَ عَقِيْبَ تَمَامِ النَّظَرِ بِطَرِيْقِ اِجْرَاءِ الْعَادَةِ
اَيْ تَكَرُّرِ ذٰلِكَ دَائِمًا مِنْ غَيْرِ وُجُوْبٍ مَعَ جَوَازِ اَنْ لَا يَخْلُقَهُ عَلٰى طَرِيْقِ خَلْقِ الْعَادَةِ لِمَا سَيَجِيْءُ
مِنْ اِسْتِنَادِ جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ اِلٰى قُدْرَةِ اللّٰهِ وَاخْتِيَارِهِ اِبْتِدَاءً وَاَثَرُ الْمُخْتَارِ لَا يَكُوْنُ وَاجِبًا انتہی
اس سے واضح ہے کہ تمام ممکنات خداتعالی کی قدرت واختیار کیطرف ابتداءً منسوب و مستند ہین بغیر اسطرح سے
اوسکی طرف مستند نہین کہ درمیان اوسکی کوئی چیز واسطہ پڑے کہ اوس واسطہ کی تاثیر دوسری چیز مین ہو
اور اوس واسطہ مین تاثیر خداتعالی نے دی ہو اور پیدا کی ہو اسواسطے وہ دوسری چیز خداتعالی کیطرف بالواسطہ
مستند ہوئی ہو بلکہ ابتداءً خداتعالی کی ہی طرف مستند ہے وہ دوسری چیز بھی یہہ مسئلہ دوسری کتب عقائد
واصول مین بھی موجود ہے بلکہ حمداللہ شرح سلم معقول مین بھی یہہ مسئلہ اہل حق کا موجود ہے چنانچہ عبارت
حمداللہ کی یہہ ہے المذهب الاول وهو مذهب ابي الحسن الاشعري ان حصول العلم عقيب النظر

بالعادة بناء علی ان جمیع الممکنات عنده مستندة الیه سبحانه تعالی بلا واسطة وانه تعالی قادر
مختار تصدر الاشیاء منه بلا وجوب منه ولا علیه ولا علاقة بین الحوادث المتعاقبة الا بجری
العادة الالهیة بخلق بعضها عقیب بعض کالاحراق عقیب مماسة النار والری بعد شرب الماء
والشبع بعد اکل الطعام ولیس للمماسة والشرب والاکل دخل فی الاحراق والری والشبع بل
الکل واقعة بقدرته واختیاره فله ان یخلق الاحراق بلا مماسة والمماسة بلا احراق واذا
تکرر صدور فعل منه یقال انه فعل منه باجراء العادة واذا لم یتکرر فهو خارق للعادة ولا شک
ان العلم عقیب النظر ممکن حادث محتاج الی المؤثر فلا بد ان یستند الیه سبحانه وتعالی ویصدر
منه بلا وجوب منه ولا علیه وهو دائمی متکرر فیکون بالعادة انتہی پس اس سے واضح ہے کہ مؤلف کا عقیدہ
اہل حق اہل سنت وجماعت کے موافق نہین ہے سب چیزونمین تاثیر پیدا کرنا خدا تعالی کا جو مؤلف عقیدہ موحدین کا بتاتا ہے
تو یہہ عقیدہ وہابیہ کا ہی ہوگا جنھون نے اپنا لقب محمدی و موحدین رکھا ہے واسطے موافقت معتزلہ کہ وہ خود کو اہل العدل
والتوحید کہتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو مشرکین کہتے ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین ہے فقال الحسن قد اعتزل
عنا فسموا المعتزلة وهم سموا انفسهم اهل العدل والتوحید اس سے واضح ہے کہ معتزلہ نے اپنا لقب اہل توحید
رکھا ہے ایسے ہی یہہ وہابیہ خود کو موحد کہتے ہین اور اہل سنت وجماعت نے جو صفات باریتعالی کیواسطے صفات قدیمہ کا ثبوت تسلیم کیا
تو معتزلہ نے اونکے حق مین یہہ قول کہا قد کفرت النصاری باثبات ثلثة من القدماء فما بال الثمانیة او اکثر انتہی
جس سے اہل سنت وجماعت کو اپنے زعم مین مشرک قرار دیا ایسے ہی اہل سنت وجماعت پر بہتان باندھکر یہہ وہابیہ ہی اونکو
مشرک و بدعتی بناتے ہین اور خود اہل عدل و اہل توحید بنتے ہین مؤلف نے بھی خود کو موحدین مین ہی شمار کیا ہے اور یہی
لقب اپنا رکھا اور اس مین اشارہ اسی طرف کیا کہ یہہ عقیدہ سب چیزونمین تاثیر پیدا کر دینیکا مولف اور مولف کے
ہم مشربونکا عقیدہ ہے نہ اہل سنت اشاعرہ کا مسلمانونکو غور کرنا چاہئے اس مؤلف کے عقیدہ مین معلوم نہین یہ وہابیہ
لوگ اپنے واسطے لقب علیحدہ کیون تراشتے ہین اور اپنے کو محمدی اور موحد کیون کہتے ہین کیا مؤمنین و مسلمین و اہل سنت
وجماعت کہنے سے یہہ مطلب حاصل نہین ہوتا ہے کہ یہہ خود کو بزعم خود دین اسلام مین داخل کرنا چاہین اور فرقون
بدعیہ و رافضی و خوارج وغیرہا سے ممتاز کرنا چاہین اور باوجودیکہ انکا پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی بلکہ اسکے تمام
سلف و خلف نے بدعت سیئہ کی معنی اپنے نفس سے یہہ گھڑے ہوئے ہین کہ جو چیز زمانہ ثلاثہ مین نہو وہ بدعت
سیئہ ہے اور یہہ تعریف بدعت سیئہ کی انکے اس لقب محمدی و موحد رکھنے پر بھی صادق ہے کیونکہ قرآن شریف مین

خدا تعالی نے یا ایہا الموحدین کہکر فرمایا ہی اور نہ یا ایہا المحمدیین کہکر بیان کیا ہی بلکہ قرآن سی اہل ایمان و اہل اسلام و مومن و مسلم ہونا واضح ہوتا ہی اور ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ سی لقب مسلمین ہونا واضح ہی اور اسیطرح صحابہ رضی کی درمیان مین یہہ مروج نہ تھا کہ آپسمین صحابہ صحابہ کو موحدین یا محمدیین کہتی ہون اور نہ تابعین اور نہ تبع تابعین و نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر صالحین متاخرین مین ان لقبونکا رواج و جریان ہوا پس موافق زعم وہابیہ بھی یہہ لقب کہنا بدعت سیئہ ہوا اور ان وہابیہ کا انکی ہی قول کی موافق انکا بدعتی ضال ہونا ثابت ہوا پھر بھی اپنی واسطے ان لقبونکو پسند کرتی ہین تو اسکی وجہ سوا موافقت اہل اعتزال اور سوائی اسکی کہ یہہ محمد بن عبد الوہاب نجدی راس اہل بدعت کیطرف اپنی آپکو محمدی کہنی مین منسوب کرتی ہین اور بظاہر حیلہ و بہانہ کرتے ہین کہ محمد رسول اللہ صلعم کیطرف ہم اپنی کو منسوب کرتی ہین دوسری وجہ کوئی معلوم نہین ہوتی ہی ان لوگونکو اسقدر بھی فہم نہین کہ محمدی ہونیکا باین معنی کہ محمد رسول اللہ صلعم کیطرف منسوب ہین ہر رافضی و خارجی وغیرہما مدعی ہی اور ہر ایک فرقہ پر یہہ معنی صادق آسکتی ہین اس لقب سی دوسری فرقہ بدعیہ سی امتیاز و جدائی حاصل نہین ہوتی ہے اور اہل سنت و جماعت کہنی سی واضح ہوجاتا ہی کہ یہہ جو شخص خود کو اہل سنت و جماعت کہتا ہی وہ مسلمان ہی اور فرقہ ناجیہ سی خود کو قرار دیتا ہی کیونکہ صدہا سال سی یہہ لقب فرقہ ناجیہ کا مشہور و معروف ہے اور اس لقب سی دوسری فرقہ بدعیہ سی تمیز تمام ہوجاتی ہی ان حضرات وہابیہ نی اسہی واسطی اپنا لقب علیحدہ رکھا ہی کہ فرقہ ناجیہ سی نفس الامر مین جدا ہین ایسی ہی نام و لقب مین بھی جدا ہوجاوین جیسی نیچریہ جب اہل اسلام سی جدا ہوئی تو اونھون نی اپنا لقب نیچریہ قرار دیا خدا تعالی ایسی نادانونکی اعتقادیات اور اختراعیات سی اہل حق کو محفوظ رکھی۔ اسیطرح یہہ قول مؤلف صفحہ ۱۰۰ مین (مدد مانگنا قبرون والونسی تحقیق کی روسی جائز نہین اسواسطی کہ اصل طریقہ قبرونکی زیارت کا دعا مانگنا ہی اور مغفرت چاہنا ہے اور ثواب پہنچانا ہی صدقہ دیکر اور قرآن مجید پڑھکر اور نصیحت پکڑنا ہی اور دنیا سے منہہ موڑنا ہے اور اس باہمین وارد ہین اخبار و آثار رسول کریم صلعم اور اصحاب اخیار سی پس کیونکر حکم کیا جاوی خلاف اسکی) **اقول** و باللہ التوفیق مؤلف نی اپنے نفس سی یہہ ناجائز ہونا استمداد کا قبرون والونسی گھڑا ہی اور اپنی زعم فاسد مین دلیل اس عدم جواز کی یہہ گھڑی کہ اصل طریقہ قبرونکی زیارت کا دعا مانگنا اور مغفرت و ثواب پہنچانا وغیرہ ہی اتنی فہم مؤلف کو نہین کہ استمداد اہل قبور سی یہہ اصل طریقہ مرتفع کہان ہوتا ہی اور استمداد مین کسنی یہہ شرط کیا ہی کہ یہہ دعا مانگنا و مغفرت چاہنا وغیرہ نکیا جاوی تب استمداد کا تحقق ہوگا ورنہ نہوگا اور استمداد اس طریقہ مذکورہ کی خلاف کہان ہے جو مؤلف ہذیان بکتا ہی کہ کیونکر حکم کیا جاوے خلاف اسکی) خلاف تو اوسوقت ہوتا کہ استمداد سی یہ طریقہ مرتفع ہوتا، جب استمداد اس طریقہ کی مانع و رافع نہین ہے تو استمداد کو خلاف اس طریقہ کی کہنا جہالت و سفاہت مولف کی اور دعوی

بلا دلیل ہی اور اپنی نفس سے حکم شرعی کہ اسکی زعم مین جواز استمداد کا ہی یہہ مولف گھڑ کر مخالفت اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی
کرتا ہی اور خدا تعالی پر افترا ہو جانیسی و شقاوت و جہالت کی ارتکاب کرنیسی خوف نہین کرتا ہی اور یہہ دلیل جو مولف نے
گھڑی ہی یا دوسری لوگونکی کلام ضعیف کی یہہ دلیل ضعیف و غیر معتبر ہی سمجھ سوچ کر لکھدی ہی اسکا ضعیف اور غیر معتبر ہونا
اقوال آیندہ مین بھی آویگا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی قول کو استمداد کی جواز مین ہم نقل کرینگی اوس قول مین
اس دلیل کا بھی رد ہی مذکور ہی فانتظر اور عبارت مذکورہ مولف مین صفحہ ۱۷ مین جو مولف نی آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جسکا ذکر ہمنی اوپر بھی کیا ہی لکھی ہی اور اسکی بعد فائدہ وہی لکھا ہی جسکا ذکر
اوپر ہوا (یعنے جب کوئی تمسی دینی مسئلہ پوچھے تو کتاب اللہ یا احادیث رسول اللہ سی بتاؤ تم اپنی عقل سی جواب مت دو)
اوسکو مولف یاد کری اور منصفین کو اس مولف کی عقل و مذہب کو دیکھنا چاہئی کہ خود ہی اس آیت کی یہہ مراد بتاتا ہے
کہ اپنی عقل سی مسئلہ مت بتاؤ قرآن و حدیث سی بتاؤ اور خود ہی اپنی عقل سی بغیر قرآن و احادیث کی استمداد کو ناجائز کہتا ہے
مسلمانو نکو ذرا اس مولف کی بی انصافی پر غور کرنا چاہئی کہ باوجودیکہ کسی آیت و یا حدیث سی یہہ ثابت نہین کہ اولیا اور انبیا
علیہم السلام سی دعا مین بھی مدد مانگنا ناجائز ہی اور یہہ مولف ناجائز کہتا ہی تو اس آیت کی اوس مراد کی جو اسنی خود بیان
کی یہہ مخالف ہوا یا نہین پھر ایسی شخص کی عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی اور صفحہ ۱۷ مین مولف کا یہہ قول بعد ذکر کرنی اس حدیث
کی آنحضرت صلعم قبرستان بقیع مین اہل قبور مہاجرین و انصار پر آکر سلام و استغفار کرتی تھے موجود ہی (پس کسطرح
مدد لی جائی انکی غیر سے یعنی جب ایسی مقربین سی استمداد نہین تو غیر و سی استمداد لیجائی) **اقول** و باللہ التوفیق یہہ بھی وہی
ہذیان مولف نادان و قلیل الایمان کا ہی کہ حدیث مذکور پر مدد نلنی جانیکو متفرع کرتا ہی اس حدیث بقیع پر تو مدد نلینا متفرع
اوسوقت ہو سکتا ہی کہ حدیث سی ممانعت مدد لینی کی مفہوم و معلوم ہوتی اور یہہ حدیث مذکور سی ہرگز کسی طرح سی معلوم
نہین ہوتا ہی اور حدیث مین ذکر سلام و استغفار ہونا بھی عدم جواز استمداد کو اولیاء اللہ سی متلزم نہین ہی پس عدم جواز استمداد
حدیث مذکور پر متفرع کرنا سراسر سفاہت بلکہ ضلالت ہے اسواسطی کہ حدیث مذکور سی یہہ مراد لینا غیر مراد شارع علیہ السلام کو
مراد شارع علیہ السلام قرار دینا ہی اور اسکو شاہ عبد العزیز صاحب بھی اپنی عجالہ نافعہ مین ضلالت فرماتی ہین عبارت اونکی یہہ ہے

پس لابد آمد در تحصیل این علم از دو چیز یکی ملاحظہ حال رواۃ دوم احتیاط عظیم در فہم معانی آن زیرا کہ اگر در امر اول
مساہلہ رود کاذب با صادق ملتبس شود و اگر در امر ثانی احتیاط نباشد مراد با غیر مراد مشتبہ گردد علی التقدیرین فائدہ کہ
ازین علم شریف متوقع است میسر نگردد بلکہ ضد آن فائدہ بحصول انجامد و موجب ضلال و اضلال گردد معاذ اللہ من
ذلک انتہی مولف کو چاہئی کہ توبہ و استغفار کرکے ایسی ضلال و اضلال سی بچی اور صفحہ ۱۷ مین مولف نی یہہ حدیث

ذکر کی ہے کہ حضرت صلعم نے ابن عباس رض کو فرمایا کہ جب تو کچھ مانگ پس مانگ اللہ سے اور جب مدد چاہے پس مدد اللہ سے چاہ اقول
وباللہ التوفیق اس حدیث کو بھی اس مؤلف نے بے سمجھے بوجھے بے محل و بے موقع پیش کی ہے اگر مراد اس حدیث سے انحصار
مانگنے ہر نوع اور مدد چاہنے ہر قسم کا اللہ تعالی مین ہی ثابت ہوگا تو غیر اللہ سے ہر مانگنا و ہر مدد چاہنا ناجائز ہوگا تو زندون
اور حاضرین سے بھی کوئی چیز مانگنا اور کسی امر مین مدد چاہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اسمین کچھ اہل قبور کی خصوصیت نہین ہے
پھر تو مؤلف جو آپسمین کوئی چیز مانگتا ہے او اپنے شاگرد وغیرہ سے کہتا ہے کہ پانی پلادے یا فلان کے گھر سے روٹی لادے یا کپڑے
دھوبی سے لادے اور علی ہذا القیاس دوسری چیزین مانگتا ہے اور ایک شخص دوسرے سے مدد مثلاً بوجھ اوٹھا دینے وغیرہ مین
چاہتا ہے تو یہہ سب ناجائز و شرک مؤلف کے نزدیک ہونا چاہئے اور مؤلف کا مشرک و مرتکب عدم جواز ہونا لازم ہے موافق
زعم مؤلف کے کیونکہ ایسے مانگنے و مدد چاہنے سے کسی فرد بشر کو چارہ نہین ہے پس اگر یہہ مراد حدیث مذکور کی ہوگی تو تمام معہ
مؤلف و مقتدایان مؤلف مشرک و مرتکب ناجائز کی ہونگی بطلان اسکا واضح ہے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کی یہہ
مراد ہرگز نہین کہ کسی قسم و کسی نوع کا مانگنا اور مدد چاہنا غیر اللہ سے درست و جائز نہین ہے اور ہر قسم و ہر نوع کا مانگنا
اور مدد چاہنا اللہ تعالی مین ہی منحصر ہے جب مراد یہہ نہوئی تو اس حدیث سے استمداد اہل قبور کا بھی رد نہوا کیونکہ
اہل قبور سے بھی مانگنا اور مدد چاہنا اوسطرحکا جائز ہے جو انکے لائق و مناسب اونکی ہے کہ وہ ایسا مدد چاہنا و مانگنا ہے کہ مخلوق کی
نسبت جائز ہے کہ وہ مانگنا و مدد چاہنا بالاستقلال نہین ہے اور اونکو یعنی اہل قبور کو قادر بقدرت کن فیکون جانکر
نہین ہے اور متصرف حقیقی مانکر نہین ہے بلکہ اونکو مقربان درگاہ اور مستجاب الدعوات عند اللہ مانکر اونسے مانگنا اور مدد چاہنا ہے
اور اس مانگنے اور مدد چاہنے مین اونکو معبود بنانا نہین ہے بلکہ اونسے اپنے مطلوب و مقصود کی دعا کرانا منظور ہے اور انکو وسیلہ
ٹھہرانا ہے اور اونسے مانگنے کی یہی معنی ہین کہ خدا تعالی سے دعا کرکے دلوا دیجئے نہ یہہ کہ تم خود متصرف حقیقی ہو بغیر
دلائے خدا تعالی کے خود دیجئے ایسے مانگنے اور مدد چاہنے کا عدم جواز نہ تو اس حدیث ابن عباس رض سے مفہوم و معلوم ہے
اور نہ کسی اور دلیل عقلی نقلی سے واضح ہے اور ابن عباس رض کی حدیث کی مراد یہہ ہو سکتی کہ متصرف حقیقی و قادر
بقدرت کن فیکون جانکر خدا تعالی سے ہی مانگ اور ایسا جانکر اوسی سے مدد چاہ پس مراد اس حدیث عباس رض کی یہی ہے
جو مذکور ہوئی کیونکہ مطلقاً اور ہر قسم کی استمداد اور مانگنے کی ممانعت حدیث سے مراد ہوگی تو وہ خرابی لازم آویگی جسکا
ذکر اوپر ہوا کہ مؤلف و اوسکے مقتدا اونکو بھی اپنے مشرک اور مرتکب عدم جواز ہونیکا اقرار کرنا پڑیگا اور تمام جہان مشرک ہوگا
اور دوسری آیت تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى مین باہم معاونت و تعاون جو مامور بہ ہو رہا ہے جناب باری کیطرف سے
اوس سے یہہ مراد حدیث کی مناقض ہوگی پس استمداد بالمعنی اولیاء و اہل قبور سے جائز و برجائز خود ہے اوسکا رد

اس حدیث سے خیال کرنا خیالی پلاؤ پکانا ہے پس اس تقریر سے واضح ہوگیا بطلان اس قول مؤلف کا جو صفحہ ۲ ۷
سطر ۲ مین کہا ہی (کسی کی استمداد سے اور استعانت اور نذر و مانت سے کچھ نہین ہوسکتا ناحق شرک کرنا اور مشرک
بننا ہی) اور اسہی صفحہ کی سطر ۹ مین کہا ہے (اور وتر مین دعا قنوت پڑھنے والا اقرار کرتا ہی کہ ای بار الہ تحقیق ہم تجھ سے
مدد مانگتے ہین اور کہتا ہی ای بار الہ ہم خاص تیری بندگی کرتے ہین اور تیرے ہی لئے ہم نماز پڑھتے ہین اور سجدہ کرتے ہین
اور تیری طرف ہماری کوشش ہی پس اب کسطرح جائز ہووے مدد مانگنا اور استعانت چاہنا) وجہ بطلان ان
اقوال باطلہ مؤلف کی ہماری تقریر بالا سے اہل انصاف پر واضح ہی کہ مخلوق خدا تعالی سے یعنے انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء کرام سے خواہ وہ زندہ ہون خواہ وارفانی سے طرف دار جاودانی کے انتقال فرما گئے ہون جو مسلمان مدد
چاہتے ہین تو اونکو متصرف بالذات و متصرف حقیقی نہین مانتے ہین اور اونکو قادر بقدرت ذاتیہ و بقدرت کن فیکون
نہین اعتقاد کرتے ہین اور نہ اونکو معبود جانتے ہین بلکہ اونکو مقرب بارگاہ صمدی و مستجاب الدعوات جانکر اونسے دعا کرنے مین
مدد چاہتے ہین کہ ہماری قضاء حاجت کی دعا قاضی الحاجات حقیقی سے کرین اور خدا تعالی سے جب اہل اسلام
مدد مانگتے ہین خواہ نماز مین ہو جیسے وایاک نستعین سورۂ فاتحہ مین پڑھتے ہین یا دعاء قنوت مین اللّٰھم نستعینک
پڑھتے ہین تو یہہ مدد مانگنا خدا تعالی سے خدا تعالی کو متصرف بالذات و متصرف حقیقی و قادر بقدرت کن فیکون
اعتقاد کرکے ہوتا ہی یہہ قسم استمداد کی اور ہے اور وہ قسم استمداد کی جو اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام سے
ہوتی اور ہے دونو کی حقیقت و ماہیت غیر غیر ہی دونو کا نام ایک اور شرکت اسمی ہوئی تو کیا ہوا اس سے
یعنی نام ایک ہو جیسے اور دونون کو استعانت و استمداد کہنے سے نہ دونو کی معنی و حقیقت ایک ہوئی جاتی ہی
اور نہ دونو کا حکم ایک ہوا جاتا ہی اور ایک چیز خدا تعالی کے ساتھ خاص ہو جیسے یہہ کب لازم آتا ہی کہ دوسری چیز جو فقط
نام مین شرکت رکھتی ہی اور معنی و حقیقت مین غیر ہے وہ بھی خدا تعالی کے ساتھہ خاص ہووے اور مخلوق کی نسبت
وہ ناجائز ہووے یہہ سراسر حماقت و جہالت و ضلالت ہی ایسی حماقت و جہالت کے سبب سے کہین یہہ مؤلف اور دوسرے
وہابیہ یہہ نہ کہنے لگین کہ خدا تعالی کے بندونکو سمیع و بصیر و حکیم و قاضی و نحوہا کہنا بھی درست نہین ہی شرک ہی اور اپنے
اس قول باطل کی ایسی دلیلین پیش کرین جیسے کہ استمداد کے بارہ مین پیش کرتے ہین اور کہین کہ قرآن شریف مین سمیع
و بصیر و حکیم خدا تعالی کی صفت آئی ہی جب خدا تعالی کی صفت ہوئی تو دوسری کسی مخلوق کو سمیع بصیر و حکیم کہنا
درست نہین بلکہ دوسری کو سمیع بصیر و حکیم کہنے والا مشرک ہی کہ اوسنے خدا تعالی کی صفت کا اطلاق غیر خدا تعالی پر کیا اور غیر مین
بھی اوسنے صفت سمع و بصر و نحوہما قرار دی پھر ان احمقونکی حماقت پر جاہل بھی واقف بخوبی ہو جاویگا اگر یہہ حمقا یہہ کہین

کہ ہم ایسے احمق کہان ہین کہ سمیع و بصیر و حکیم و قاضی کا اطلاق مخلوق پر ناجائز کہین اور ان الفاظ کے کہنے والے کو مشرک
کہین کیونکہ خدا تعالی کو سمیع و بصیر و قاضی و حکیم و نحوہا اور معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور مخلوق کو اور معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے
جب معنی غیر غیر ہو گئی اگرچہ اسم کی شرکت ہے تو غیر خدا تعالی پر بھی اطلاق ان اسماء کا اس سبب سے جائز ہو گیا کہ وقت
اطلاق کے غیر خدا تعالی پر دوسری معنی مراد لئے جاتی ہین جو معنی خدا تعالی کے حق مین لئی جاتی ہین وہ یہان نہین لئی جاتی ہین
تو اون حمقاء کو مسلمان اہل سنت و جماعت یہی جواب دین کہ ای احمقو اسیطرح استمداد و استعانت کو بھی سمجھو کہ خدا تعالی کی
نسبت استمداد و استعانت جو ہوتی ہے تو مراد اوس سے اور ہوتی اور اور معنی کے اعتبار سے ہوتی ہے اور مخلوق سے جو ہوتی ہے
تو دوسری معنی کے اعتبار سے ہے چنانچہ اوسکا حال ابھی معلوم ہو چکا ہے پھر کیون مسلمانونکو مرتکب عدم جواز و شرک کا اپنی
جہالت سے قرار دیتے ہو اگر مولف یا کسی دوسرے وہابی کو یہہ وسواس پیدا ہو کہ انسان کی نسبت سمیع بصیر قرآن شریف مین وارد
ہوا ہے اسواسطے ان الفاظ کا اطلاق مخلوق پر بھی درست ہے اور استمداد و استعانت غیر خدا تعالی سے قرآن مین وارد و ثابت
نہین ہے تو مسلمانونکو چاہیے کہ ایسے وسواسیونکو یہہ جواب دین کہ تعاونوا علی البر والتقوی بھی قرآن مین وارد ہے جس سے
ایک دوسرے کی مدد کرنا ثابت ہے اور واستعینوا بالصبر بھی قرآن مین خدا تعالی نے فرمایا صبر بھی خدا تعالی سے
غیر ہے نہ خدا تعالی کی عین ذات ہے صبر کرنا تمہارا اور نہ تمہارا صبر کرنا خدا تعالی کی صفت ہے اور اس تمہارے صبر کے ساتھ استعانت
کرنیکا خدا تعالی تمکو حکم دیتا ہے پھر تم اپنی جہالت و حماقت سے غیر خدا تعالی کے ساتھ استعانت و مدد کو شرک بتاتے ہو اس قسم کی آیتون پر
کیا ابھی تک تم ایمان نہین لائے ہو اگر مولف یا کوئی وہابی دوسرا یہہ دھوکہ کسی مسلمانکو دے کہ ان آیات مین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء
کرام سے استمداد اور استعانت پکڑنیکا ذکر کہان ہے تو مسلمانونکو چاہیے کہ انکو یعنی مولف اور دوسرے وہابیونکو یہہ جواب دین کہ تمہارے
دلیل انبیاء اور اولیاء سے استمداد کے عدم جواز و شرک ہونیکے بارہ مین تو یہی ہے کہ یہہ استمداد غیر خدا تعالی سے ہے اور غیر خدا تعالی سے استمداد
ناجائز ہے پس جب قرآن سے غیر خدا تعالی سے استمداد و استعانت کا جواز ثابت ہوا تو جو دلیل تمہاری تھی وہ باطل ہو گئی اور کوئی
دلیل تمہارے پاس موجود نہین کہ جس سے یہہ ثابت ہو کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد ناجائز ہے اور شرک ہے
پس اوسی دلیل آیات مذکورہ بالا سے جس سے استمداد و استعانت غیر خدا تعالی سے ثابت ہے استمداد و استعانت انبیاء و اولیاء سے بھی ثابت
ہے بالفرض اگر عبارت نص سے ثابت نہین تو دلالت نص سے تو ثابت ہے باین طور کہ جب ہمکو آپس مین ایکدوسرے کی معاونت
کرنا اور ساتھ اپنے صبر کے ہمکو استعانت جائز ہوئی قرآن سے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہمسے اور ہمارے صبر سے بدرجہا
افضل ہین اونسے بطریق اولی استمداد درست ہوئی جیسے کہ آیت لا تقل لہما اف جب ادنی ایذاء والدین کو دینا ناجائز ہوئی
تو مارپیٹ کرنا والدین کو اسی آیت سے بطریق اولی ناجائز ہوئی پس جیسے بطور دلالت نص کی قرآن سے مارپیٹ والدین کو

کرنا ناجائز ہے اگرچہ قرآن مین اسکا نام نہین لیا ہو ایسی ہی استمداد اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے بطور دلالت نص کی قرآن سے
ثابت ہو اگرچہ قرآن مین اسکا نام نہین ہے بلکہ حدیث و فقہ سے یہہ بھی ثابت ہو کہ بوقت حاجت و ضرورت کی جہاد مین مشرک سے
بھی استعانت و مدد لینا جائز ہے چنانچہ درمختار مین ہو مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان
علیہ الصلوۃ والسلام بالیہود علی الیہود واضح یعنی جو استعانت و استمداد کا ساتھہ کافر کی ثابت ہو اور آنحضرت صلعم نے
استعانت پکڑی ہو ساتھہ یہود کی اوپر یہود کی اور کچھہ تھوڑا مال بھی اوس یہود کو جس سے استعانت لی تھی دیا تھا اس عبارت کی تحت مین
شامی مین ہو ان فی سندہ ضعفا وان جماعۃ قالوا لا یجوز لحدیث مسلم انہ علیہ الصلوۃ والسلام
خرج الی بدر فلحقہ رجل مشرک فقال ارجع فلن استعین بمشرک الحدیث وروی رجلان
ثم قال وقال الشافعی ردہ علیہ الصلوۃ والسلام المشرک والمشرکین کان فی غزوۃ بدر ثم انہ
علیہ الصلوۃ والسلام استعان فی غزوۃ خیبر بیہود من بنی قینقاع وفی غزوۃ حنین بصفوان
بن امیۃ وھو مشرک فالرد انکان لاجل انہ کان مخیرا بین الاستعانۃ وعدمہا فلا مخالفۃ
بین الحدیثین وانکان لاجل انہ مشرک فقد نسخہ ما بعدہ انتہی حاصل ترجمہ یہہ ہو کہ آنحضرت صلعم نے
غزوہ بدر مین مشرک کی ساتھہ استعانت پکڑنیکو قبول نکیا انکار فرمایا تھا غزوہ بدر کی بعد جو غزوہ خیبر اور اوس سے ایک مدت کی بعد
غزوہ حنین ہوا تو دونون غزوہ مین استعانت آپنے کافر کی ساتھہ پکڑی ہے غزوہ خیبر مین یہود سے مدد لی اور غزوہ حنین مین صفوان
بن امیہ مشرک سے مدد لی ہو پس بدر مین جو آپ صلعم نے مشرک سے مدد لینے کا انکار فرمایا تھا تو وہ یا اس سبب سے تھا کہ حاجت آپکو
نہ تھی پس دونو حدیثون مین مخالفت نرہی یا اسواسطے آپنے انکار فرمایا تھا کہ وہ شخص مشرک تھا جب اوسکی بعد مشرک سے مدد لی آپنے
تو مشرک سے مدد نہ لینا منسوخ ہوگیا اس آخر حدیث سے پس استمداد مشرک سے ثابت و جائز ہوئی جب مشرک سے بھی استمداد کا جواز حدیث
و فقہ سے ثابت ہوا اور اس استعانت کا ثبوت خود آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا تو اس مؤلف وہابیہ کا استعانت و استمداد کو مطلقا
ناجائز و شرک کہنا اپنے نفس سے جھوٹا مسئلہ بنانا ہے اور خدا رسول پر افترا کرنا ہو معلوم نہین کہ یہہ مؤلف و دیگر وہابیہ آنحضرت
صلعم و صحابہ کرام رض پر اس مدد لینے مشرک سے کیا حکم لگا دینگے انکے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور قولہ تعالی کونوا انصار اللہ
مین خدا تعالی نے اپنے بندونکو حکم مدد کرنیکا فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ بندگان خدا بھی مدد کرتے ہین شاید مؤلف اور دوسرے
وہابیونکا ایمان اس آیت پر نہوگا جب خدا تعالی کی فرمانیسے واضح و لائح ہے مدد کرنا بندونکا اور مؤلف و دیگر وہابیہ اس
اعتقاد رکھنے کو کہ غیر اللہ بھی مدد کرتے ہین شرک و کفر و بدعت و ناجائز بتاتے ہین تو یہہ عقیدہ انکا مخالف قرآن ہونیکے سبب سے کفر کہا
جاوے تو بجا ہو اور بخاری کی ابواب مظالم و قصاص مین ہو قال رسول اللہ صلعم انصر اخاک ظالما او مظلوما

قال یارسول اللہ ھذا ننصرہ مظلوماً فکیف ننصرہ ظالما قال تاخذ فوق یدیہ جس سے واضح ہے
کہ آنحضرت صلعم ہر مخاطب مسلمان کو ظالم و مظلوم دونونکی مدد اسطرح کرنیکو فرماتی ہین کہ مظلوم پر ظلم ظالم کا نکرنے دے اور ظالم کی مدد
اسطرح کرے کہ ظالم کو ظلم سے روکے جب آنحضرت صلعم نے قابل مدد کرنیکو مسلمانکو جانا جب یہہ حکم اوسکو مدد کرنیکا دیا اور غیر اللہ کو
قابل و لائق مدد کرنے جانا ایسے حمقار مانند مؤلف و وہابیہ کے نزدیک شرک ہوا تو ان حمقار نے نعوذ باللہ من ذلک شارع علیہ السلام پر
یہہ حکم لگایا اپنی ہوئی باطل سے تو ان ہی کے ایمان کا سلب لازم آتا ہے ایسے ہی بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب الصلوۃ مین
کہا ہے باب الاستعانۃ بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد یعنی یہہ باب ہے استعانت اور استمداد کا نجار یعنی ستار سے اور کاریگرونسے
اس باب کے تحت مین یہہ حدیث لکھی ہے قال بعث رسول اللہ صلعم الی امرأۃ مری غلامک النجار یعمل
اعواداً اجلس علیھن یعنی آنحضرت صلعم نے ایک عورت کے پاس کسی کو بھیجا کہ اپنے غلام ستار بڑھئی سے منبر بنوا دے کہ اوسپر
مین بیٹھا کرونگا اس سے امام بخاری کے اعتقاد مین بھی استعانت و استمداد اور مدد چاہنا آنحضرت صلعم کا ستار سے ثابت ہے
اب مؤلف و دیگر وہابیہ کو چاہئے یہان بھی یہی حکم جاری کردین کہ ستار سے مدد چاہنا جو غیر خدا تعالی کا شرک اور ناجائز ہے امام
بخاری بیچارہ کو بھی مشرک بنادین اور شارع علیہ السلام کے فعل کو بھی شرک کہکر اپنا نفاق قلبی ظاہر کردین اور بخاری کے
باب فرض الخمس مین ہے ان علیا قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر وکان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اعطانی شارفا من الخمس فلما اردت ان ابنی بفاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم واعدت
رجلا صواغا من بنی قینقاع ان یرتحل معی فناتی باذخر اردت ان ابیعہ من الصواغین
واستعین بہ فی ولیمۃ الحدیث یعنی حضرت علی رض نے فرمایا کہ ایک اونٹ تو مجھکو بدر کے مال غنیمت مین سے حصہ مین
ملا تھا دوسرا اونٹ آنحضرت صلعم نے مجھکو دیا تھا خمس مین سے یعنی پانچوین حصہ غنیمت مین سے جب مینے حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا کے ساتھ خلوت کا ارادہ کیا تو ایک زرگر سے کہا کہ میرے ساتھ چلنا کہ ہم اذخر جو ایک قسم کی گھاس ہے کاٹ کر اونٹوں پر
لاد کر لاوینگے میرا ارادہ اوس گھاس کے بیچ کرنیکا تھا زرگرونکے ہاتھ تاکہ اوسکی قیمت سے مدد پکڑون ضیافت ولیمہ کرنیمین دیکھو
خود حضرت علی رض نے لفظ استعین بہ فرمایا جس کے یہی معنی ہین کہ مدد اور معونت پکڑونگا مین ساتھ اوس اذخر کے جو گھاس ایک
قسم کی ہے یہان گھاس کے ساتھ بھی استمداد و استعانت درست ہوئی جو اوسکے لائق و مناسب ہے اب اس مؤلف و دیگر
وہابیہ کا اعتقاد مسلمان معلوم کرین کہ حضرت علی رض پر یہہ حکم شرک یا عدم جواز یا بدعت ضلالت لگاتے ہین یا نہین ایسے ہی
بخاری کی کتاب الدیات مین ہے باب من استعان عبدا او صبیا یعنی باب اوس شخص کا جس نے معونت و مدد چاہی غلام
و بچے سے اس باب کے تحت مین یہہ حدیث ہے ان ام سلمۃ بعثت الی معلم الکتاب ابعث الی غلمانا ینفشون

صُوفًا جس سے واضح ہے کہ حضرت اُم سلمہ بی بی آنحضرت صلعم نے غلامونسے مدد چاہی اُون دھنک والے مین علامہ قسطلانی
شارح بخاری فرماتے ہین ان الخدمة مستلزمة للاستعانة یعنی خدمت مستلزم مدد چاہنے کو ہے اب مؤلف
و دیگر وہابیہ کو چاہیے حضرت ام سلمہ اور امام بخاری دونو پر حکم اعتقاد شرک کا لگا دین اور علامہ قسطلانی کے قول سے بھی
خدمت کیواسطے مدد کا لازم ہونا واضح ہے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ کوئی خدمت کسی سے لینا خالی مدد چاہنے سے نہین ہے
پس علامہ قسطلانی پر بھی حکم مشرک ہونیکا مؤلف و دیگر وہابیہ کو چاہیے کہ کر دینگے اسیطرح بخاری کی کتاب الجہاد مین ہے
بَابُ من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب یعنی باب اوس شخص کا جس نے استعانت و استمداد کی اور مدد
چاہی ضعیفون اور صالحین کے ساتھہ قسطلانی مین ہے ای ببرکتہم ودعائہم یعنی مدد چاہی ساتھہ برکت اور دعا اُن ضعیفون
اور صالحین کے اس باب کے تحت مین یہہ حدیث ہے عن مصعب بن سعد قال رای سعد ان لہ فضلاً علی
من دونہ فقال النبی صلعم ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم یعنی جب گمان کیا سعدؓ نے کہ مجھکو دوسرے
اصحاب رسول اللہ صلعم پر بسبب غنا اور شجاعت اور حصول کمال تیراندازی کے فضیلت ہے اور اس فضیلت کے سبب سے مال
غنیمت مین حصہ بھی مجھکو بہ نسبت دوسرے اصحاب کے جنمین یہہ تمام امور نہین ہین زیادہ ملنا چاہیے تو آنحضرت صلعم نے سعدؓ کو
خبردار فرمایا کہ تمکو اگرچہ فضیلت ان چیزونمین ہے لیکن اونکو فضیلت اس امر مین ہے کہ تم مدد نہین دیے جاتے اور رزق نہین دیے
جاتے ہو مگر بسبب مدد دعا اونکی کے کہ دعا اونکی مقبول و مستجاب ہوتی ہے بسبب زیادتی اخلاص اور اکثریت خشوع فی العبادت
اور بباعث خالی ہونے دلون اونکے تعلقات دنیا سے چنانچہ یہہ مطلب قسطلانی و خیر الجاری وغیرہما سے حاصل ہے اور دوسری
حدیث اسی باب کے تحت مین یہہ ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی زمان یغزو فیہ فئام من الناس فیقال
فیکم من صحب النبی فیقال نعم فیفتح علیہ ثم یاتی زمان فیقال فیکم من صحب اصحاب النبی فیقال نعم
فیفتح ثم یاتی زمان فیقال فیکم من صحب صاحب اصحاب النبی فیقال نعم فیفتح یعنی آنحضرت صلعم سے روایت ہے
کہ ایک زمانہ آویگا کہ اوسمین غزا کریگی جماعت لوگونکی پس سوال کیا جاویگا کہ تم مین کوئی صحابی نبی صلعم کے ہین جواب دیا جاویگا
کہ ہین پس فتح کی جاویگی مسلمانونکی پھر ایک زمانہ آویگا تو اسیطرح جہاد کیوقت دریافت کیا جاویگا کہ تم مین کوئی صحابی کا
صحابی بھی ہے پس کہا جاویگا کہ ہین پس فتح ہو جاویگی مسلمانونکی پھر ایک زمانہ آویگا پھر اسیطرح سوال کیا جاویگا کہ کوئی تم مین
صحابی کے صحابی کا بھی صحابی ہے پس کہا جاویگا کہ ہان ہین پس فتح ہو جاویگی مسلمانونکی امام بخاریؒ کا اس حدیث کو اس
باب مین ذکر کرنا دلالت واضحہ کرتا ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ مدد چاہنے کو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اور امام
بدر الدین عینی حنفی رح بھی اس حدیث کے تحت مین یہی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ مدد پکڑنے کو فرماتے ہین ؛

چنانچہ بخاری مطبوع کے حاشیہ پر ہے قال العینی ومطابقۃ للترجمۃ من حیث ان من صحب النبی صلعم الخ
وھم ثلاثۃ الصحابۃ والتابعون واتباع التابعین حصلت بھم النصرۃ لکونھم ضعفاء فیما یتعلق
بامر الدنیا اقویا فیما یتعلق بالآخرۃ انتہی یعنی صحابہ و تابعین و اتباع تابعین کے سبب سے مدد و نصرت حاصل ہوگی اسلئے
کہ وہ اوسچیز مین جو امر دنیا سے متعلق ہے ضعیف ہین اور اوسچیز مین جو امر آخرت سے متعلق ہے قوی ہین پس اس باب سے اور اوسکی دونون
حدیثون سے مدد چاہنے کا جواز اور استعانت دعا کی ساتھ ضعفاء و صالحین کے ثابت ہے مؤلف اور دیگر وہابیہ کے ایمان کو دیکھنا چاہیے
کہ شارع علیہ السلام سے جو امر ثابت ہے اوسکو اپنے نفس امارہ سے شرک بتاتے ہین اور مشکوۃ شریف مین باب فضل الفقراء مین ہے عن النبی
صلعم انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین رواہ فی شرح السنۃ اس حدیث سے خود آنحضرت صلعم کا مدد
و فتح چاہنا ساتھ برکت دعاء فقراء مہاجرین کے ثابت ہے خدا تعالی اس مؤلف اور دیگر وہابیہ کو ہدایت کرے کہ فعل شارع علیہ
السلام کو شرک و کفر و ناجائز نہ بتاوین اور ایسے مسائل جھوٹے بیان کرکے لوگون عوام الناس کو گمراہ نکرین اور خدا رسول پر
افترا کرکے اپنا گھر دوزخ مین نہ بناوین الغرض استمداد و استعانت یعنی مدد چاہنا غیر اللہ سے بھی قول خدا تعالی و احادیث رسول اللہ
صلعم سے بخوبی ثابت ہے انکار استمداد کا قرآن شریف کی آیات و احادیث و اضحات کا انکار ہے اور حصن حصین مین یہہ حدیث نبوی ہے
واذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ ارحمکم اللہ مومص وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ
اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ط وقد جرب ذلک انتہی یعنی جانور کسی مسافر کا مثلاً
چھوٹ جاوے اور وہ مسافر دابہ کو پکڑنے مین مدد کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ ندا کرے اور چاہیے کہ کہے ای بندو اللہ کے جانور کے
پکڑنے اور میری طرف پھیرنے مین میری مدد کرو ای بندو اللہ کے میری مدد کرو ای بندو اللہ کے میری مدد کرو ملا علی قاری رح اس کتاب
حصن حصین کی شرح مین جسکا نام حرز ثمین ہے فرماتے ہین المراد بھم الملئکۃ او المسلمون من الجن ورجال الغیب
المسمون بالابدال یعنی جن بندون اللہ کے سے مدد چاہنے کا حکم اور اونکو ندا کرنیکا امر حدیث مین فرمایا ہے وہ بندے فرشتے ہین
یا مسلمان جن ہین یا رجال الغیب یعنی اولیاء اللہ ہین جو نظر نہین آتے ہین وہ ابدال نام رکھے جاتے ہین اور اوسی شرح مین یہہ بھی
فرماتے ہین رواہ البزار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وروی ابن السنی عن ابن مسعود مرفوعا
اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ اجیبوا فان للہ تعالی عبادا فی الارض تحسبہ
قلت حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انفلتت لہ دابۃ اظنہا بغلہ وکان ھذا الحدیث فقال
حبسہا اللہ علیہم فی الحال وکنت انا مرۃ مع جماعۃ فانفلتت بھیمۃ وعجزوا عنہا فقلتہ فوقفت
فی الحال بغیر سبب سوی ھذا الکلام ذکرہ النووی فی الاذکار انتہی اور اسی شرح حرز ثمین مین ہے

رواه الطبرانی عن زید بن علی عن عقبة بن غزوان عن النبی صلعم انه قال اذا اضل احدکم شیئاً
واراد عونا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی فان لله
عبادا لا نراهم انتهی ان تمام عبارات سے یہی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کی کوئی چیز ایسی جنگل مین گم
ہو جاوے یا جانور چھوٹ جاوے کہ وہان اس شخص کا کوئی دوست اور انس کرنیوالا اور مددگار نہو وے تو اوس شخص کو چاہئے کہ
یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی کہے جس کی معنی یہہ ہوئی کہ اے بندو خدا تعالی کی میری مدد کرو اے بندو
خدا تعالی کی میری مدد کرو کیونکہ خدا تعالی کی ایسی بندے ہین کہ تم اونکو نہین دیکھتے ہو یعنی وہ تمھاری مدد کرینگے اور تمکو جانور چھوٹا ہوا
پکڑ دینگے اور چیز گمی تمکو پہنچا دینگے اور اس حدیث پر عمل بھی بعض اہل علم نے کیا اور استمداد و استعانت کی اور مدد چاہی تو مقصود اونکا
حاصل ہو گیا اور اس عمل کو مجرب پایا دیکھو خود آنحضرت صلعم جو شرک و کفر و ناجائز کی جڑ کاٹنے کو دنیا مین تشریف لائے تھے وہی
فرماتے ہین کہ بندوں سے اللہ تعالی کی مدد مانگو اور یہہ مؤلف و دیگر وہابیہ اس استمداد و مدد چاہنے کو شرک و کفر و ناجائز بتاتے ہین تو معلوم ہوا
کہ انھون نے کوئی شریعت جدیدہ اپنے نفس سے گھڑی ہے اوسپر خود چلتے ہین اور اوسی پر دیگر لوگونکو بھی چلانا چاہتے ہین یہ شریعت
محمدیہ صلعم کو ہرگز نہین مانتے ہین جھوٹا دعوی شریعت محمدیہ پر چلنے کا کرتے ہین ورنہ اسقدر آیات و احادیث سے جو حکم ثابت و جائز ہو
اوسکو یہہ شرک بتاتے اگر یہہ مؤلف یا کوئی دوسرا وہابی مسلمانونکو یہہ دھوکہ دیوے کہ ان آیات و احادیث سے جو استمداد و استعانت
کا جائز ہونا ثابت ہے تو ایسے بندوں سے اللہ کے ثابت ہے جو زندہ ہون ایسے بندوں سے ثابت نہین جو دنیا سے انتقال کر گئے ہین اور ہم جو استعانت
و استمداد کا شرک و ناجائز ہونا کہتے ہین تو اہل قبور سے استمداد کا شرک و ناجائز ہونا کہتے ہین نہ زندوں سے مسلمانونکو چاہئے کہ ایسے دھوکہ
بازونکو یہہ جواب دین کہ تم جو استمداد کو ایسے بندوں سے جو انتقال دنیا سے کر گئے ہین شرک و کفر بتاتے ہو اور ناجائز کہتے ہو تو کوئی دلیل
خاص قرآن و حدیث سے یا اجماع امت سے بھی تمھارے پاس ہے یا فقط اپنے گمان فاسد و وہم کاسد سے کفر و شرک بتاتے ہو اور ناجائز
کہتے ہو جو دلیلین تمنے استمداد کے شرک ہونے اور عدم جواز کی قرار دی ہین مانند آیت ایاک نعبد اور دعا قنوت اللھم نستعینک کے
اور مانند اوس حدیث کے جسکا یہہ مضمون ہے کہ جب کوئی چیز مانگے تو اللہ سے ہی مانگ انکا تو حال معلوم ہو گیا کہ اونسے استمداد و استعانت
کا وہ فرد خاص مراد ہے جو سوائے خدا تعالی کے اور دوسرے کی نسبت متصور ہی نہین ہے کہ وہ استمداد و استعانت بالذات و بالاستقلال
اور متصرف حقیقی جانکر اور قادر بقدرت کن فیکون جانکر ہے اور غیر اللہ سے جو مدد مانگی جاتی ہے تو اسطرح نہین مانگی جاتی کہ کوئی
انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو معین بالذات و مستقل بالاعانۃ و متصرف حقیقی اور قادر بقدرت کن فیکون جانکر اونسے
مدد چاہتا ہو بلکہ جیسی اونکے لائق ہے ویسی مدد اونسے مانگی جاتی ہے اس قسم کی مدد کا شرک ہونا یا ناجائز ہونا اون دلیلونسے جو مؤلف نے
پیش کی ہین یا دوسرے وہابیہ پیش کرتے ہین جنکا ذکر ابھی ہمنے کر دیا ہے ہرگز مفہوم نہین ہوتا ہے اور بلکہ اوسکا جواز اُن آیات

واحادیث سی جو ہمنی پیش کی ہین ثابت ہی اور جیسی اون دلیلونسی جو مؤلف وہابیہ کی ہین استمداد واستعانت مذکور اولیاء
وانبیاء علیہم السلام کا دنیا مین جب وہ موجود ہون شرک و ناجائز ہونا معلوم نہین ہوتا ہی ایسی ہی بعد انتقال کی دنیا سی اونسی استمداد
واستعانت کا شرک و عدم جواز معلوم نہین ہوتا ہی بلکہ مدد جو اونکی لائق ہی اونسے مانگی جاوی پس مؤلف وہابیہ کا استمداد واستعانت کو
شرک و ناجائز بتانا بعد انتقال کی بھی بلا دلیل ہوا اور غلط محض اور جو ادلہ شرعیہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سی ہمنی پیش کی ہین
مانند آیت تعاونوا علی البر والتقوی اور مثل حدیث فلیقل یا عباد اللہ اعینونی الحدیث ونحوہما کی مطلق ہین
قید دنیا اور بعد انتقال کی دنیا سے اونمین نہین ہی اور قاعدہ اصول حنفیہ کا ہی المطلق یجری علی اطلاقہ پس
بمقتضائی اس قاعدہ کی آیت وحدیث دنیا مین بھی استمداد انبیاء واولیاء سی جائز ہوگی اور بعد انتقال کی بھی اس دنیا سے
اونسی استمداد واستعانت درست ہوگی پس مؤلف وہابیہ کا اس استمداد کو شرک و ناجائز کہنا ہر طرح سی باطل ہوگیا دوسرا
جواب یہہ ہے کہ جیسی سورۂ والنازعات مین ان الفاظ پانچ نازعات ونشطات وسابحات وسابقات
ومدبرات سے مفسرین نی مراد فرشتی وستارے وغیرہما ہونا بیان کیا ہی ایسی ہی ان الفاظ سی جانین پاک انسانونکی بھی
جو اس جہان فانی سی انتقال کر گئی ہین مراد لی ہین بایطور کہ وقت انتقال کی دنیا سے وہ جانین اور روحین کھینچنے والی
ہوتی ہین اپنی بدنونسی کھینچنا شدید اور کھینچنی کی بعد فرشتونسی ملکر وہ روحین خوشی ونشاط مین ہونیوالی ہوتی ہین اور اون
فرشتونمین ملکر تیرنی والی ہوتی ہین پھر جاتی ہین اور سبقت کرنیوالی ہوتی ہین خطائر قدس کیطرف یعنی جنتونکیطرف
پھر ہو جاتی ہین بسبب شرف وقوت اپنی کی مدبرات یعنی تدبیر کرنیوالونمین سی چنانچہ یہہ تفاسیر مین موجود ہی تفسیر بیضاوی کی
عبارت یہہ ہی او صفات النفوس الفاضلۃ حالۃ المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا
من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی خطائر القدس فتصیر
بشرفہا وقوتہا من المدبرات انتہی اس عبارت سی وہی مضمون واضح ہی جو اس سی پہلے ہمنے بیان کر دیا ہے
اور امام رازی رحمہ بھی اپنی تفسیر کبیر مین بہ مع شیئ زائد کی فرماتی ہین چنانچہ اونکی عبارت یہہ ہی الوجہ الثالث فی
تفسیر ہذہ الکلمات الخمسۃ انہا ہی الارواح وذلک لان نفس المیت تنزع یقال فلان فی النزع
وفلان ینزع اذا کان فی سیاق الموت والانفس نازعات عند السیاق ومعنی غرقا ای نزعا شدیدا
ابلغ ما یکون واشد من اغراق النازع فی القوس وکذلک تنشط لان النشط معناہ الخروج ثم ان
الارواح البشریۃ الخالیۃ عن العلائق الجسمانیۃ المشتاقۃ الی الاتصال بالعالم العلوی بعد خروجہا
عن ظلمۃ الاجساد تذہب الی عالم الملائکۃ ومنازل القدس علی اسرع الوجوہ فی روح وریحان

فعبر عن ذهابها على هذه الحالة بالسباحة ثم لاشك ان مراتب الارواح فى النفرة عن الدنيا
ومحبة الاتصال بالعالم العلوى مختلفة فكلما كانت اتم فى هذه الاحوال كان سيرها الى
هناك اسبق وكلما كانت اضعف كان سيرها الى هذا انقل ولا شك ان الارواح السابقة
الى هذه الاحوال اشرف فلاجرم وقع القسم بها ثم ان هذه الارواح الشريفة العالية لايبعد
ان يكون فيها ما يكون بقوتها وشرفها يظهر منها آثار فى احوال هذا العالم فهى المدبرات
امرا اليس الانسان قد يرى استاذه فى المنام ويساله عن مشكله فيرشده اليها اليس ان
الابن قد يرى اباه فى المنام فيهديه الى كنز مدفون اليس ان جالينوس قال كنت مريضا
فعجزت عن علاج نفسى فرائيت فى المنام واحدا ارشدنى الى كيفية العلاج اليس ان الغزالى
قال ان الارواح الشريفة اذا فارقت ابدانها ثم اتفق انسان مشابه للانسان الاول فى الروح
والبدن فانه لايبعد ان يحصل للنفس المفارقة تعلق بهذا البدن حتى تصير كالمعاونة
للنفس المتعلقة بذلك البدن على اعمال الخير فتسمى تلك المعاونة الهاما ونظيره فى جانب النفوس
الشريرة وسوسة وهذه المعانى وان لم تكن منقولة عن المفسرين الا ان اللفظ محتمل لها جدا

اس عبارت امام رازی سے بھی یہہ مطلب حاصل ہے کہ آیت قرآنیہ والنازعات غرقا الخ کی یہہ معنی اور مراد ہو سکتی ہے کہ روحین
فاضلہ مسلمانون کاملین اولیاء اللہ کی بعد موت کے بسبب قوت و بزرگی و شرافت کے ایسی ہو جاتی ہین کہ اونسے آثار اس عالم
دنیا مین ظاہر ہووین اور وہ تدبیر کامونکی کرین تو کچھ بعید نہین ہے اور اس مطلب و مقصود کی تائید کیواسطے اور اس
بات کی قوت دینے کیواسطے کہ بعد موت بھی ارواح صالحین کی اس عالم مین تدبیر کامونکی کرتی ہین امام رازی رح یہہ فرماتے
ہین کہ کبھی انسان اپنے استاد کو خواب مین دیکھتا ہے اور اوس سے کوئی مقام جو مشکل ہوتا ہے دریافت کرتا ہے وہ استاد اسکو
خواب مین بتا دیتا ہے اور ایسے ہی بیٹا اپنے باپ کو خواب مین دیکھتا ہے یعنے بعد موت کے اور وہ باپ بیٹے کو خزانہ دفن کیا ہوا بتاتا ہے
اور جالینوس نے کہا ہے کہ مین ایسا بیمار ہوا تھا کہ اپنے علاج سے عاجز ہو گیا یعنے ہر چند علاج کیا فائدہ نہوا ایک شخص کو خواب مین دیکھا
اوسنے کیفیت علاج بتائی اور امام غزالی رح جو حجۃ الاسلام مشہور ہین انہون نے فرمایا ہے کہ روحین شریفہ بزرگ جب اپنے بدنون سے جدا
ہو جاتی ہین یعنے بعد موت پھر اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ کوئی انسان اون روحون شریفہ و بزرگ کی مشابہ بدن و روح مین
اس دنیا مین موجود و زندہ ہوتا ہے تو وہ روحین جو جدا ہو چکی ہین اپنے بدنون سے وہ اس انسان مذکور کے بدن سے متعلق ہو کر اوسکی
روح و نفس کی معاونت کرنیوالی نیک اعمال مین ہوتی ہین یہہ بعید نہین ہے یہہ معاونت و مدد کرنا روحون شریفہ کا

انسان مذکور کی نفس و روح کیتئین الہام نام رکھا جاتا ہی یعنی اس معاونت کرنیکو اعمال نیک پر الہام کہتی ہین پس اس سے
واضح ہی کہ بعد انتقال کی بھی اس دنیا سی اولیا کرام وانبیا علیہم السلام مدد کر سکتی ہین اور شرعًا و عقلًا اسمین کوئی خرابی نہین ہی
پس انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام سی بعد انتقال کی مدد چاہنی کو کفر اور شرک قرار دینا مولف یا کسی دوسری وہابی ضال مضل کا
سراسر غلط و افترا شریعت نبویہ پر ہے اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی عوام الناس و ناقص العلم و ناقص الفہم کو یہہ دھوکہ دیوی
کہ امام رازی نی یہہ مراد ہونا آیت کی جو مذکور ہوئی اگرچہ بیان کی ہے لکن آخر مین یہہ بھی کہدیا ہی کہ مفسرین سی منقول نہین ہے
جب مفسرین سی یہہ منقول نہین تو یہہ مراد آیت کی لینا صحیح نہین ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اسکا جواب خود امام رازی رح دی
چکی ہین کہ اگرچہ مفسرین سی یہہ منقول نہین ہی لکن لفظ قرآن کا اس مراد کو محتمل بخوبی ہی پس یہہ مراد لینا غیر صحیح ہرگز نہین ہی
اور اس سی چند سطور کی بعد بھی امام رازی یہہ فرماتی ہین واعلم ان الوجوہ المنقولۃ عن المفسرین غیر منقولۃ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصًا حتی لا یمکن الزیادۃ علیہا بل ذکروہا لکون اللفظ محتملا لہا
فاذا کان احتمال اللفظ لما ذکرناہ لیس دون احتمالہ للوجوہ التی ذکروہا لم یکن ما ذکروہ اولی مما ذکرناہ
انتہی بقدر الحاجۃ یعنی جو کچھ مفسرین نی ذکر کیا ہے وہ منقول صراحۃً کچھ آنحضرت صلعم سی نہین ہی بلکہ مفسرین نی جو کچھ ذکر کیا ہی
تو وہ بھی اس سبب سے ذکر کیا ہی کہ قرآن کا لفظ اوسکو محتمل ہی پس جب قرآن کا لفظ اس معنی و مراد کو بھی محتمل ہوا جو مراد و معنی
ہمنی ذکر کی ہین اور ہماری ذکر کی ہوئی معنی و مراد کو محتمل ہونا لفظ قرآن کا کم نہین ہی مفسرین کی معنی و مراد کو محتمل ہونیسی
تو اونکی یعنی مفسرین کی معنی و مراد ذکر کی ہوئی ہماری مراد و معنی ذکر کی ہوئی سی بہتر و اولی نہوئی یعنی ہماری معنی و مراد برابر ہین مراد
و معنی مفسرین کی پس جو حال مفسرین کی معنی و مراد کا ہی وہی حال ہماری معنی و مراد کا ہی پس اس سی واضح ہی کہ مفسرین کی اس مراد
و معنی کو ذکر نکرنی سے اس معنی و مراد کا غیر صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا ہی پس اس تقدیر پر قرآن سی اولیا اللہ تعالی اور انبیا
علیہم السلام کا بعد موت کی بھی زندونکا مدد کرنا اور اس عالم مین مدبر و متصرف ہونا ثابت ہی اور علما کبار اسکی جائز رکھنی
والی ہین اور چونکہ شرع سی بعد موت بھی استمداد صالحین سی ثابت ہی اسیواسطی کتب عقائد مین علماء محققین نی اسکی ثبوت کی ہے
اور جو انکی قواعد اسلام سی تصریح فرمائی ہی چنانچہ شرح مقاصد عقائد کی معتبر و پرانی کتاب ہی علامہ تفتازانی رح جو مشہور و معروف
محقق ہین اوس مین تصریح کرتی ہین اونکی عبارت یہہ ہے جلد ثانی صفحہ ۴۳ مطبوع مصر من الظاہر من قواعد الاسلام
انہ یکون للنفس بعد المفارقۃ ادراکات متجددۃ جزئیۃ واطلاع علی بعض جزئیات احوال الاحیاء
سیما الذین کان بینہم وبین المیت تعارف فی الدنیا ولہذا ینتفع بزیارۃ القبور والاستعانۃ
بنفوس الاخیار من الاموات فی استنزال الخیرات واستدفاع الملمات فان للنفس بعد المفارقۃ

تعلقا ما بالبدن وبالتربة التی دفنت فیها فاذا زار الحی تلك التربة وتوجهت تلقاء نفس
المیت حصل بین النفسین ملاقاة وافاضاة انتہی یعنی قواعد سلام سی یہہ بات ظاہر وباہر ہی کہ روح انسانی کو
بعد جدا ہو جانیکی اپنی بدنسی یعنی بعد موت کی ادراکات وعلوم جدیدہ حاصل ہوتی ہین اور بعض خاص خاص احوال زندونکی خاصکر
اون زندونکی جنکی درمیان اور اس میت کی درمیان مین دنیا مین تعارف تہا اطلاع ہو جاتی ہی جب بعد موت کی ایسا حال روح کا
ہوتا ہی جیسا کہ مذکور ہوا تو اسیواسطے نفع حاصل ہوتا ہی ساتھہ زیارت قبور کی اور ساتھہ مدد چاہنی کے ساتھہ روحون نیک
وصالحین کی جو دنیا سی انتقال کر گئی ہین بیچ نازل کرنا اور اوتارنی نیکیون وخیرات کی اور دفع کرنے بیماریون مانند جنون وغیرہ کی
اسلئی کہ روح کو بعد جدا ہو جانیکی بدنسے تعلق بدن اور قبر دونو سی رہتا ہی جب کوئی زندہ اونکی قبر کی زیارت کرتا ہی اور متوجہ ہوتی
ہی روح اوسکی طرف روح میت کی تو روح زندہ اور میت کی درمیان ملاقات وفیض پہنچانا ہوتا ہی دیکھو علامہ تفتازانی کی کلام سی بخوبی
واضح ہے کہ قاعدون اسلام ودین کی سے استعانت واستمداد میت سی خیرات چاہنی مین یعنی نیکیونکی طلب کرنی اور بیماریونکی
دفع کرنیمین ثابت ہی اور علامہ شامی فقیہ نی اپنی رد المحتار حاشیہ در مختار کی ایک حاشیہ مین لکھا ہی اوس سی بہی بعد موت کے
اولیاء اللہ سی استمداد ومدد چاہنی کا ثبوت ہی چنانچہ جلد ثالث مطبوع استنبول قبیل کتاب الآیق صفحہ ۵۰۱ حاشیہ پر یہ عبارت
موجود ہے قرر الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شیی واراد ان یرده الله سبحانه علیه فلیقف
علی مکان عال مستقبل القبلة ویقرأ الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی صلی الله علیه وسلم
ثم یهدی ثواب ذلك لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم
تردّ علی ضالتی نزعتك من دیوان الاولیاء فان الله یرد علی من قال ذلك ضالته ببرکته الجمهوری
مع زیادة کذا فی حاشیة شرح المنهج للداؤدی رحمه الله اه منه انتہی اس عبارت سی واضح ہی کہ گمی
ہوئی چیز ملجانیکیواسطے بلند مکان پر کھڑی ہو کر سورہ فاتحہ پڑھکر اوسکا ثواب اول آنحضرت صلعم کو پہنچاوی پھر شیخ احمد بن علوان
ولی اللہ کی روح کو پہنچاوی اور اسطرح سی ندا کرے اور مدد چاہی کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان میری گمی ہوئی چیز کو مجھکو پہنچاوی
تو دفتر اولیاء سے تمکو خارج کرونگا اس عمل کرنیسی خدا تعالی گمی ہوئی چیز اون ولی اللہ کی برکت سی اوس شخص کو پہنچادے گا
اس عبارت علامہ شامی سی بہی ولی اللہ کو ندا اور سی کرنا اور مدد چاہنا ثابت ہوا اور لو صاحب قصیدہ بدء الامالی جو عقائد مین معتبر قصیدہ
ہی اور بڑے محققین نی اوسکی شروح لکھی ہین وہ خود مدد طلب کرتی ہین دعا مین چنانچہ فرماتی ہین ؎ وکونوا عون هذا العبد دهرا
بذکر الخیر فی حال الابتهال ؎ یعنی ہو جاؤ ای مسلمانون اہل سنت وجماعت معین ومدد اس بندہ یعنی مولف قصیدہ کی کسی زمانہ مین
ساتھہ ذکر خیر ودعا استغفار کی بیچ حالت تضرع وزاری کی اس شعر کی تحت مین ملا علی قاری رح فرماتی ہین والمعنی اعینوا

هذا العبد المصنف وساعد واهذا الفقير المصنف بذكر الخير له والدعا والاستغفار فی
حقه حال تضرعکم الی الله سبحانه مایتسر من الدهر کله او بعضه فان دعوة المؤمن
لاخیه بظهر الغیب مستجابة اسکا حاصل ترجمہ وہی ہی جو شعر کے بعد ہمنے ذکر کردیا ہی دیکھو صاحب قصیدہ جو پکا اہل سنت
وجماعت ہے چنانچہ اوسکی اس قصیدہ سے ہی اوسکا اہل سنت وجماعت ہونا واضح ہی اوسنے مدد غیر اللہ سے چاہی اور ملا علی
جو اہل سنت وجماعت مشہور ومعروف ہین اونھون نے اس مدد چاہنے کو جائز رکھا ہی پس آیات واحادیث اور اقوال فقہا
وعلما عقائد وکلام تمام سے استمداد انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام سے حالت حیات اور ممات مین ثابت ہی لکن مولف
رسالہ اور وہابیہ نے اپنا دین ومذہب نیا نرالا نکالا ہی کہ یہہ شرک بتاتی ہین اور مولف نے جو صفحہ ۲ مین یہہ کہا ہی کہ ہمارے نبی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم خارج ہین اس حکم سے) یعنی اس حکم سے کہ استمداد واستعانت غیر اللہ سے شرک اور ناجائز ہے ہمارے محمد رسول
اللہ صلعم مستثنی اور خارج ہین یعنی آنحضرت صلعم سے مدد چاہنا بعد انتقال کے بھی جائز ہے شرک وکفر وناجائز نہین ہی سوائے
آنحضرت صلعم دوسرے کسی سے استمداد شرک وکفر وناجائز ہے اور مولف نے اس مدعی کی ثبوت کیواسطے یہہ دو آیت
پیش کین قولہ تعالی اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ
یَسْتَكْبِرُوْنَ وقولہ تعالی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ان دو آیت کے بعد مولف نے روایت ونقل ایک بدوی کی ذکر کی کہ بعد وفات آنحضرت
صلعم کے آیا اور آپکی قبر پر گر پڑا روتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ خدا تعالی نے آپکی حق مین یہہ آیت فرمائی ہی
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الآیۃ یعنی اگر لوگ جب اپنی جانون پر ظلم کرکے یعنی گناہ کرکے آپکے پاس آوین اور خدا تعالی سے بخشش
گناہونکی چاہین اور رسول اللہ بھی اونکیواسطے بخشش خدا تعالی سے چاہین تو خدا تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا رحیم پاوینگے
مین اپنی جان پر ظلم کرکے آپکے پاس اسواسطے آیا تھا کہ آپ میری واسطے بخشش خدا تعالی سے چاہین پس رسول اللہ صلعم کی
قبر شریف سے آواز آئی کہ خدا تعالی نے تیرے گناہ بخشدیے وہ بدوی یہہ شعر کہتا ہوا چلا شعر یا خیر من دفنت اعظمہ
فطاب من طیبهن القاع والاکم ٭ نفسی فداک لقبر انت ساکنه ٭ فیه العفاف وفیه الجود والکرم ٭ ترجمہ اے
نیکذات کہ مدفون ہوئے ہین خاک پاک مین استخوان اونکی پس خوشبودار ہوگئی اونکی خوشبو سے زمین ہموار اور ٹیلے میری جان
قربان ہی ایسی قبر کیواسطے جسمین آپ آرام فرما ہین کہ اوسمین پاکیزگی اور بخشش اور کرم ہی اور کہا مولف نے کہ اللہ کیلیے
ہی خوبی اوس کلام کی جسنے ملائے اوسمین کئی شعر

| | |
|---|---|
| انت الحبیب الذی ترجی شفاعتکا<br>آپ محبوب ہین ایسے کہ امید کی گئی ہی شفاعت آپکی | عند الصراط اذا ما زلت القدم<br>نزدیک پل صراط کے جب پھسلینگے قدم |

لولاک ما خلقت شمس ولا قمر ولا سماء ولا لوح ولا قلم

اگر نہوتے آپ تو نہ پیدا کیے جاتے سورج و چاند اور نہ آسمان اور نہ لوح و قلم

انت البشیر النذیر المستغاث بہ وشافع الخلق اذ یغشاہم الندم

آپ خبر خوش سنانے والے اور ڈرانے والے اور طلب فرما کیے گئے ہین اور شفاعت مخلوق کی کرنیوالے جب ڈھانپیگی اونکو ندامت

تعطی الوسیلۃ یوم العرض مغتبطا عند المھیمن لما تحشر الامم

دیجاوینگے آپ وسیلہ دن قیامت کے غبطہ کیے گئے نزدیک اللہ کے جب جمع کی جاوینگی امتین

الحوض قد خصک الکریم بہ یوم القیمۃ یوم الخلق تزدحم

حوض کوثر البتہ خاص کر لیا اللہ بزرگ نے آپکو ساتھ اوس حوض کے دن قیامت کے کہ اوس دن مین مخلوق جمع کی جاویگی

تشفع لمن شئت یا خیر الانام وکم قوم لعظم شقا والبعد قد حرم

اللہ فرماویگا آپکو شفاعت کر جسکی چاہو تم اے بہتر مخلوق کے اور بہت قومین بسبب بڑی بدبختی و دوری کے محروم کی جاوینگے

فکن شفیعی اذا ما ثرت من جدث لانی ضیف والضیف محترم

پس ہو جائیے آپ شفیع میرے جب مین نشان مند ہوون قبر سے اسلیے کہ آپکا مہمان ہون اور مہمان احترام کیا جاتا ہے

صلی علیک الٰہ العرش ما طلعت شمس وحن الیہا الجزع والسلم

درود نازل فرماوے اللہ آپ پر جبتک طلوع کرے شمس اور زاری کرے آنحضرت کیطرف تنہ نخل و درخت سلم کا

وصاحباک فلا تنسٰھما ابدا منی السلام علیہما ما جری القلم

اور آپکے دو صحابی جو ہمراہ مدفون ہین پس اونکو نہیو لینگے ہم کبھی میری طرف سے سلام اون دونو پر جبتک قلم کا جاری رہین

یہہ دونون آیت جنکا اوپر ذکر ہوا اور روایت بدوی و شعر بدوی اور یہہ اشعا الحاقیہ ذکر کرکے صفحہ ۴ مین مؤلف نے یہہ کہا ہی (پس ان دونون آیتونسے خصوصیت رسول اللہ صلعم کی خاص کر ثابت ہوئی غیر کیلیے نہین اگر واسطے زید عمرو بکر خالد بندہ کی جائز کہی کوئی تو ہو جائیگی عموم اور عموم نفی کر دیتا ہے خصوص کی پس استمداد کی عموم ٹھہرانی مین نقص ٹھہرانا ہے نبی صلعم کی بلند شان مین اسیواسطے بہت محققون نے اوس استمداد کا انکار کیا ہے **اقول** وباللہ التوفیق مسلمانون کو چاہیے کہ ذرا اس مولف بیباک کی تقریر پر تزویر مین غور کرین اوپر اسکے اقوال مین چند مرتبہ استمداد و مدد چاہنے کا شرک ہونا گذر چکا ہی اور صفحہ ۱۰۱ مین اس مؤلف کی یہہ عبارت موجود ہے (بعض لوگ گور پرست یہہ گمان کرتے ہونگے کہ استمداد ارواح بزرگان کیون ناروا ہے اسکا سبب یہہ ہی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اوس استمداد کو شرک ٹھہراتا ہی) دیکھو اس

عبارت مؤلف سی واضح ہی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے استمداد کا شرک ہونا ثابت ہی اور یہہ واضح ہی کہ کلمہ مذکورہ مین نفی غیر اللہ کی
معبود اعتقاد کرنیکی ہے پس جب مؤلف کی زعم مین کلمہ مذکورہ سی رد استمداد ثابت ہی تو اسی تقدیر پر ثابت ہی کہ یہہ مؤلف کی
زعم مین ہی کہ جن بزرگان دین سی مدد مانگی جاتی ہی تو اون بزرگان دین کو بھی اعتقاد کیا جاتا ہی کہ یہہ معبود ہین نعوذ باللہ
من ذلک بلکہ مؤلف فی الدعا مخ العبادۃ کو دلیل بناکر استمداد کا عبادت ہونا ہی صفحہ مذکورہ مین ثابت کیا ہے
پس جب مؤلف کا زعم فاسد و وہم کاسد یہی ٹھہرا کہ استمداد عبادت ہی اور جو لوگ استمداد بزرگون سی کرتی ہین تو وہ یہی اعتقاد
کرتی ہین کہ وہ بزرگ معبود ہین تو واضح ہے کہ جب استمداد کیواسطی یہہ لازم ہوا کہ جس سی استمداد کی جاوی تو اوسکو معبود
اعتقاد کیا جاوی اور باوجود اسکی آنحضرت صلعم سی استمداد اس مؤلف نے جائز قرار دی تو اس سی ثابت ہوا کہ مؤلف کی
زعم مین نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلعم کو معبود بنانا اور معبود اعتقاد کرنا درست ہوا اب مؤلف نی یہہ اعتقاد اگر کیا
تو مؤلف ہی کا ایمان گیا اور مولف ہی کا مشرک ہونا ثابت ہوا نہ کسی دوسرے کا اور اگر مولف کہی کہ میرا یہہ اعتقاد
نہین ہی کہ آنحضرت صلعم معبود ہین ساتھہ اعتقاد معبود نہونے آنحضرت صلعم کی استمداد کو آنحضرت سی مین جائز کہتا ہون
تو یہی جواب اسطرف بھی ہی کہ جیسی تمنی ای مولف استمداد کو جائز کہا ہے اور معبود بنانیکا اعتقاد نرکھا ایسی ہی تمام مسلمان
جو دوسری بزرگان دین سی استمداد کو جائز جانتی ہین تو اونکو بھی معبود نہین جانتی ہین جب معبود بزرگان کو بھی مسلمانون نے
نہ جانا اور واجب الوجود بھی نہ مانا تو نہ شرک فی العبادۃ اونہون نی کیا نہ شرک فی الالوہیت اور شرک کی یہی دو قسم ہین
کتب عقائد اہل سنت مین جب یہہ دونون منتفی ہوئین تو پھر استمداد کو تمہارا شرک بنانا خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر
افترا کرنا ہی پس تم مفتری خدا و رسول پر ہوئی اور شرک کی فقط دو قسم ایک واجب الوجود غیر اللہ کو جاننا دوسری لائق
استحقاق عبادت سوی خدا کی کسی کو ماننا جو ہمنی بحوالہ کتب عقائد اہل سنت کہا ہی اسکی ثبوتکیواسطی عبارت شرح عقائد نسفی
کی ہم نقل کرتی ہین وہ یہہ ہی لا یقال فالقائل یکون العبد خالقا لافعالہ یکون من المشرکین دون
الموحدین لانا نقول الاشراک ھو اثبات الشریک فی اللالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما
للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام والمعتزلۃ لا یثبتون ذلک بل لا
یجعلون خالقیۃ العبد کخالقیۃ اللہ تعالی لافتقارہ الی الاسباب التی ھی بخلق اللہ
تعالی انتہی دیکھو محققین اہل سنت و جماعت تو معتزلہ کو بھی جو بندہ کو اپنی افعال کا خالق اعتقاد کرتی ہین
اور خدا تعالی کو افعال اختیاریہ عباد کا خالق نہین جانتی ہین مشرک نہین کہتی اسی واسطی کہ اشراک کی دو ہی قسم ہین
ایک اثبات شریک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود اور دوسری اشراک فی الالوہیۃ بمعنی استحقاق عبادت ان دونون سے

معتزلہ مین کوئی موجود نہین ہی بسبب خالقیۃ مذکورہ بندہ کی اور مولف بیباک اپنا نیا دین تراشتا ہی مانند دوسری وہابیہ کہ باوجودیکہ
استمداد بزرگان مین بہی ان دونو قسم اشراک سی کوئی بھی موجود نہین ہے وہ یعنی مولف و وہابیہ استمداد کرنیوالونکو مشرک بتاتی ہین
خدا و رسول پر افترا کرنیسی نہین ڈرتی دوسری یہہ کہ استمداد کو علی الاطلاق شرک کہتا ہی چنانچہ اول و آخر اقوال سی واضح ہی کہ استمداد کو
اسنی بغیر کسی قسم کی قید لگانیکی شرک کہا ہی اور کسی جگہہ یہہ تصریح اس مولف نی نکی کہ بزرگان دین کو کوئی معبود و متصرف
حقیقی نہ جانی اور فقط مقربان درگاہ الہی جانکر اور اونکو مستجاب الدعوات اعتقاد کرکے دعا مین استمداد چاہی تو درست ہے
جب ایسی تصریح مولف نی نکی تو واضح ہی کہ اس مولف کی نزدیک بغیر متصرف حقیقی جانیکی بھی فقط دعا مین بھی استمداد بزرگان
دین سی اسکی نزدیک شرک ہی باوجودیکہ یہہ عقیدہ و قول مولف کا قرآن و احادیث نبویہ اور فقہا علما عقائد اسلام کی بالکل
مخالف ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی اور ادلہ گذر چکی ہین جس سی مولف کا بی دین و خارج از جماعت اہل اسلام ہونا واضح ہے
پھر اسمین یعنی اس قول مولف مین کہ آنحضرت صلعم سی استمداد شرک نہین اور اولیا سی شرک ہی یہہ خرابی ہی کہ جو چیز فی نفسہ
کفر و شرک ہی تو وہ قبیح لذاتہ ہی اوسمین یہہ متصور نہین کہ کسی حالت مین اور کسی دین مین اور کسی کی نسبت اوسکا شرک ہونا
مرتفع ہو جاوی اور اوسکو جائز اعتقاد کرنا صحیح ہو جاوے حالت اکراہ مین بھی یہہ درست نہین کہ مکرہ دلمین بھی اوسکی شرک ہونیکا
اعتقاد نکرے بلکہ بدلیل آیۃ قرآنیہ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ سی مکرہ کو بھی حالت اکراہ مین شرک کی جواز کا اعتقاد کرنا درست
نہین ہی اور اسیواسطی کہ شرک قبیح لذاتہ ہی کسی شریعت مین اشراک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود اور اشراک فی الالوہیۃ بمعنی
استحقاق عبادت درست نہین ہوا ہی تمام انبیا علیہم السلام ان دو قسم کی اشراک کی مٹانیکو مبعوث ہوئی ہین جب مولف کی
اعتقاد فاسد مین بھی علی الاطلاق استمداد شرک ہوئی اور کسی طرحسی استمداد بزرگان دین سی جائز نہین ہی اگرچہ بغیر واجب الوجود
و بغیر مستحق العبادۃ اور بلا متصرف حقیقی و بغیر قادر بقدرت کن فیکون جانیکی ہو اور باوجود اسکی کہ استمداد بزرگان دین کو مولف نی
علی الاطلاق شرک کہا ہی پھر استمداد کو آنحضرت صلعم کی ساتھہ کرنا اس مولف نی جائز کہا تو اسکی نزدیک اور اسکی اعتقاد مین ایک ہی چیز
ایک کی نسبت تو شرک ہوئی دوسری کی نسبت شرک نہوئی یہہ عقیدہ تمام انبیا علیہم السلام کی شریعت کی خلاف ہی کسی
شریعت مین یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ ایک چیز ایک کی نسبت تو شرک نہو اور دوسری کی نسبت شرک ہووی اگر مولف سچا ہی
تو اسکا ثبوت دی ورنہ مولف کا ایسا مشرک ہونا لازم ہے کہ تمام شریعتونکی نسبت اسکا مشرک ہونا ثابت ہی یہہ تمام خرابی
اس سی مولف پر لازم آتی ہی کہ بزرگان دین سی کسی قسم کی استمداد کو بھی جائز نہین جانتا ہی علی الاطلاق شرک بتاتا ہے
اور اہل اسلام تو جیسی استمداد انبیا علیہم السلام سی جائز جانتی ہین ویسی ہی اوسی قسم کی استمداد اولیا اللہ سی بھی جو انبیا علیہم
السلام کی تابع ہین جائز اعتقاد کرتی ہین اور اس اعتقاد کی معتقد اسی سبب سی ہوئی ہین کہ قرآن و احادیث و اقوال علما سی

اسکا ثبوت ہی چنانچہ اوپر مذکور ہوئی ہین پس اہل اسلام اہل سنت وجماعت پر کچھ خرابی نہین ہی مولف پر قباحت شرعی لازم
ہر طرح سی ہی اور مولف نی جو کہا ہے کہ (ان دونو آیتونسی خصوصیت آنحضرت صلعم ثابت ہی) یہہ مولف کا آیتون پر افترا ہے
آیتونمین کوئی کلمہ اور کوئی قرینہ خصوصیت پر دلالت کرنیوالا ہرگز موجود نہین ہی اگر مولف اپنی جہالت وسفاہت یا عناد فی الدین
کی سبب سی یہہ دھوکہ عوام الناس کو دی کہ کلمہ واستغفر لہم الرسول جو آیتہ مین موجود ہے اوس سی خصوصیت ثابت ہی تو مولف کو
جواب مین مسلمانونکو یہہ کہنا چاہئی کہ رسول صلعم کا نام لینی سے خصوصیت جاننا اور یہہ اعتقاد کرنا کہ جو حکم ثابت اس آیت مین ہے
وہ خاص ہی آنحضرت صلعم کی ساتھہ اور کسی کو اسکا جواز نہین ہی بلکہ شرک ہی اول اسمین یہہ خرابی ہی کہ اس آیت مین ذکر اسکا ہی
کہ آنحضرت صلعم گناہگارونکیواسطی مغفرت خداتعالی سے چاہین اگر اس آیت مین رسول اللہ صلعم کی نام لینی سی مولف کے
زعم مین خصوصیت ہوگئی تو چاہئی کہ کسی مسلمان کو دوسری مسلمان گنہگار کی مغفرت خداتعالی سی چاہنا درست نہووی
بطلان اسکا واضح ہی کہ سلف سی خلف تک کوئی مسلمان اسکا قائل آجتک نہوا کہ فقط رسول اللہ صلعم کو ہی دوسرے
مسلمان گنہگار کی مغفرت خداتعالی سے طلب کرنا جائز اور دوسری کسی کو جائز نہین بلکہ تمام کا اتفاق ہی کہ کوئی مسلمان
دوسری مسلمان گنہگار کی مغفرت خداتعالی سی چاہے تو جائز ہی خود قرآن شریف اس جواز کی ساتھہ ناطق ہی قولہ تعالی
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اور بہت سی آیات واحادیث بی شمار سی اسکا جواز ثابت ہی شاید
مولف یہہ آیت مذکورہ بھی نہ پڑھتا ہوگا اور دعاء اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِاُسْتَاذِيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ زبان
پر نہ لیتا ہوگا اور نماز جنازہ دعاء اللهم اغفر لحينا وميتنا الخ بھی شاید نہ پڑھتا ہوگا کیونکہ مولف کی اعتقاد کی موافق گنہگار
کیواسطی مغفرت طلب کرنا آیتون مذکورہ مین بسبب نام لینی آنحضرت صلعم کی آنحضرت صلعم کی ساتھہ خاص ہوگیا ہی دوسری کیواسطی
جائز نہین کہ دعاء مغفرت کرے کسی مسلمان گنہگار کیواسطی بلکہ کوئی مسلمان کسی مسلمان دوسری کیواسطی جائز کہی تو نقص آنحضرت کا
مولف کی قول وزعم کی موافق لازم آویگا اور اسی قاعدہ مولف پر کہ نام لینی سے خصوصیت ہوجاتی ہی تو دوسری خرابی یہہ لازم
آتی ہی کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مین آنحضرت صلعم کا نام لیکر رسول اللہ آپکو کہا ہی پس بحسب زعم مولف خصوصیت
ہوگئی تو دوسری رسولونکو مثل موسی وعیسی وغیرہما علیہم السلام جو صدہا رسول اللہ تعالی کی ہین کسیکو مولف کی زعم کی موافق
رسول اللہ کہنا اور اونکی رسالت کا اعتقاد کرنا درست نہونا چاہئی ورنہ نقص آنحضرت صلعم کا مولف کی زعم مین لازم آویگا
اور دوسری رسولونکو رسول اعتقاد نکرنا اور رسول نکہنا صریح کفر ہی اور تیسری خرابی اسمین یہہ ہی کہ جب فقط آنحضرت
صلعم کا ذکر آیت مین ہونا موجب خصوصیت ہی اور ایسی ہی جس چیز کا ذکر ہو تو حکم اوسی چیز کی ساتھہ خاص ہوجاتا ہی اوسکی
غیر مین وہ حکم ثابت ماننا ناجائز ہے تو قولہ تعالی لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا مین نام ام القری یعنی مکہ کا ہے

اور جو اوسکے لوگ گرد ہون پس چاہئے کہ موافق مولف کے آنحضرت صلعم کا نذیر و نبی ہونا ساتھہ مکہ شریف اور اوسکے گرد والونکے ہی واسطے
ثابت ہووے اور مکہ شریف و اوسکے گرد سے جو دور ہین اونکے واسطے ثابت نہووے ایسا عقیدہ تو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہے پس مولف کو
بھی چاہئے کہ اس عقیدہ کی تصریح کرکے اونھین مین ملجاوے اسیطرح بہت سے احکام شریعت کا درہم برہم ہوجانا مولف کے زعم کے
موافق لازم آتا ہے اور مولف مصداق اس شعر کا ہے خیالات نادان خلوت گزین ٭ بہم برزند عاقبت کفر و دین ٭
ہوا جاتا ہے ایسے ہی مولف کا یہہ کہنا ہے کہ (استمداد کے عموم ٹھہرانے مین نقص ٹھہرانا ہے نبی صلعم کی بلند شان مین) یہہ بھی جہالت
و شقاوت سے خالی نہین ہے اور بنا فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ اسکو مبنی مولف نے اسی پر کیا ہے کہ استمداد خصوصیت آنحضرت
صلعم کی ہے دوسرے کے واسطے جائز نہین ہے جب خصوصیت کا بطلان ظاہر ہوگیا تو عموم مین نقص شان آنحضرت صلعم کا جو
اسپر یعنی خصوصیت پر مولف نے مبنی کیا تھا اوسکا بطلان بھی واضح ہوگیا اور بنا فاسد علی الفاسد ہونا ثابت ہوگیا پس
نہ ان دونو آیتون مین استمداد کی خصوصیت ہے اور نہ عموم مین نقص شان ہے اگر دوسرے سے استمداد مین نقص شان آنحضرت صلعم
کی ہوتی یا اشراک لازم آتا تو اسقدر علماء دین کی عبادات اوپر گذر چکی ہین اون تمام بزرگان دین کو کیا یہہ مولف نرالے دین والا
مشرک اور نقص شان آنحضرت صلعم کی کرنیوالی گمان کرتا ہے امام بخاری نے بھی استعانت غلام و صبی و استعانت بالضعفاء
و صالحین کی باب منعقد کئے ہین چنانچہ اوپر مذکور ہوئی ہین اور امام رازی و امام غزالی و علامہ تفتازانی و علامہ شامی
اور دیگر محققین مجوزین استمداد بغیر اللہ و بغیر رسول اللہ صلعم کو بھی یہہ مولف کافر و مشرک صراحۃً کہدے تاکہ اسکا خبث باطنی
تمام واضح ہوجاوے بلکہ خود خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر بھی کوئی ایسا بے ادبی کا حکم لگادے کیونکہ والنازعات و حدیث
یا عباد اللہ اعینونی سے بھی استمداد بزرگان دین کا ثبوت ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے دوسری یہہ کہ بعضی امور ایسے ہین کہ رسول اللہ
صلعم کو اللہ تعالی نے واسطے عظمت شان کے اصالۃً دئے ہین اور اولیاء اللہ چونکہ متبعین آنحضرت صلعم کے ہین سبب متابعت کے
اون اولیاء اللہ کو بھی خدا تعالی نے وہ امور عظمت شان والے دئے ہین چنانچہ قسطلانی شرح بخاری کی جلد ساتوین باب
قولہ تعالی عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ مین علامہ قسطلانی یہہ فرماتے ہین مستفاد من قولہ تعالی
عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیۃ و مقتضاہ اطلاع الرسول
علی بعض المغیب و الولی تابع للرسول یاخذ عنہ انتہی اس سے واضح ہے کہ بعض غیب کی اطلاع اللہ رسول
اللہ صلعم کو دیتا ہے ولی چونکہ تابع آنحضرت رسول اللہ صلعم کا ہے تو وہ ولی باذن خدا تعالی آنحضرت صلعم سے وہ غیب لیتا ہے
اور حاصل کرتا ہے ایسے ہی حدیث مین وارد ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی صدقہ کے اناج پر حفاظت کیواسطے متعین تھے ابلیس
ملعون چور بنکر آکر چورانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی نے پکڑ لیا تھا جب اوسنے عاجزی کی اور اپنی مسکینی ظاہر کی تو چھوڑ دیا

تکملہ مجمع صفحہ ۱۵۱ مین ہی تمکن ابو ہریرۃ ببرکۃ متابعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی یعنی حضرت ابو ہریرہ کو
جو قدرت ابلیس کی پکڑنیکی حاصل ہوئی تو بسبب متابعت آنحضرت صلعم کی حاصل ہوئی اس سے بھی واضح ہی کہ بعض چیز اصالۃً تو
حاصل آنحضرت صلعم کو ہی ہی لکن بسبب متابعت کی دوسرے اولیاء اللہ کو جو تابع آنحضرت صلعم کے ہوتے ہین اونکو بھی حاصل ہوتی ہی
ایسی حصول تبعی وطفیلی سے خصوصیت آنحضرت صلعم کی جو باعتبار اصالت کے ہے مرتفع نہین ہوتی ہی دیکھو کوئی بادشاہ اپنے ارکان دولت
اور امراء سلطنت مین سے اگر کسی کی دعوت خاص کرے اور جس امیر وزیر کی اوسنے دعوت کی ہی اوسی کو اپنا طعام خاص کھلاوے اور دوسرے
امیر وزیر کو اوس دعوت مین بالکل دخل نہ دے اور جس امیر کی پادشاہ نے دعوت خاص کی ہی اوس امیر کے خدمتگارون اور نعلین
بردارونکو جو اوس امیر کے تابع ہین اور اوسکی خدمت کیواسطے دربار شاہی وغیرہ مین اوس امیر کے ہمراہ رہتے ہین امیر مذکور کی متابعت
وخدمتگاری کے باعث اوس خاص کھانیمین سے اون خدمتگارونکو بھی کھلاوے تو یہہ کوئی اہل عقل واہل انصاف ہرگز خیال نکریگا
کہ یہہ دعوت بادشاہ خاص کی نرہی عام ہوگئی بلکہ دعوت خاص ہی قرار دینگے اور ان خدمتگارون ونعلین بردارون امیر کو جو
اوس کھانیمین سے کھلادیا ہی تو یہہ اوس امیر کی ہی دعوت قرار دیجاویگی نہ انکی بلکہ یہہ طفیلی عرف مین کھلاتے ہین انکا عدم وجود بسبب
خصوصیت کی برابر قرار دیا جاتا ہی انکا اوس کھانیمین شریک بطور تبعیت کے ہوجانا خصوصیت دعوت کو دور کرنیوالا نہین ہی اور نہ
اونکا ہونا خصوصیت کا ثابت کرنیوالا ہی ہون یا نہون ہر حالت مین وہ دعوت خاص ہی ہے پس اسیطرح بالفرض استمداد متنازع
فیہ اگر خاصہ آنحضرت صلعم کا بھی ہووے تب بھی اولیاء اللہ کی نسبت اس استمداد کی جائز ہونیسے خصوصیت مرتفع نہین ہوتی ہے
کیونکہ اولیاء کی نسبت یہہ استمداد بطور تبعیت آنحضرت صلعم کی جائز ہوگی نہ بطور اصالت کے اسیطرح جب آنحضرت صلعم معراج کو تشریف
لیگئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو آپنے آگے آگے جاتے ہوئے جنت مین دیکھا اس سے کوئی عاقل یہہ گمان نہین کرسکتا ہی کہ حضرت بلال رضہ کے
ہمراہ ہونیسے معراج خاص نرہی ساتھہ حضرت صلعم کے پس خصوصیت نرہنے کا وہم کرنا مولف کا استمداد اولیاء کی جواز ہونیسے اور نقص شان
بلند آنحضرت صلعم اس سے خیال کرنا مولف کی سراسر سفاہت یا عناد ہی اور یہہ جو کہا ہی مولف نے کہ بہت محققون نے اوس استمداد کا
انکار کیا ہی) اسکی وجہ مولف نے یہی قرار دی ہی اپنے زعم فاسد مین کہ استمداد خاص ہی ساتھہ آنحضرت صلعم کے اور اولیاء اللہ کے
ساتھہ استمداد جائز کہنے سے آنحضرت صلعم کی شان مین نقص آتا ہی پس جب اس دلیل مولف کا قلع وقمع منصفین نے بخوبی جانلیا کہ
اول تو مخصوص ہونا ساتھہ آنحضرت صلعم کے مسلم ہی نہین ہی اور اسکی سندین اوپر مذکور ہوئین اگر بالفرض خصوصیت استمداد کی
ساتھہ آنحضرت صلعم کے مان لی جاوے تو اولیاء اللہ کی استمداد جائز ہونیسے خصوصیت مذکورہ مرتفع ہونا مسلم نہین چنانچہ اوسکی
سند بھی ابھی معلوم ہوئی تو انکار محققین بھی مولف کے زعم مین جسکو اس دلیل مردود پر مولف نے مبنی کیا تھا اوسکا بطلان بھی ظاہر
ہوگیا پس استمداد ساتھہ اولیاء اللہ کے بادلہ کثیرہ مذکورہ بالا سے ثابت ہی اور منکرین کا انکار کسی دلیل معتمد پر مبنی نہین ہے اسیواسطے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اس انکار استمداد کردہ مین تطویل کی اور بلا دلیل قرار دیا ہی اور جواز استمداد ثابت کیا ہی اول تو
بہت احادیث کی حوالہ سے میت کا علم وسماع ثابت کیا ہی اور آخر مین یہہ کہا کہ کتاب وسنت بھری ہوئی ہین ایسی اخبار وآثار سے
کہ جو اس پر دلالت کرتی ہین کہ موتی کو دنیا اور اہل دنیا کا علم ہی منکر اوسکا کوئی نہوگا مگر وہ شخص جو جاہل ہوگا اخبار سے اور منکر ہوگا دین کا
اسکی بعد استمداد مین کلام کیا ہی تطویل وبسط کی ساتھہ اوس سے جو عبارت متعلق ہی وہ ہم نقل کرتے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث کی
عبارت ترجمہ فارسی مشکوۃ کتاب الجہاد کی یہہ ہی - وبالجملہ کتاب وسنت مملو مشحونند باخبار وآثار کہ دلالت میکنند بر وجود علم
مر موتی را بدنیا واہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار ومنکر دین وگفتم من بتوفیق خدا واما استمداد باہل قبور منکر شدہ اند آنرا بعض فقہا
اگر انکار از جہت آن است کہ سماع وعلم نیست ایشانرا بزائران واحوال ایشان پس بطلان او ثابت شد واگر بسبب آنست
کہ قدرت وتصرف نیست مر ایشان را دران موطن تا مدد کنند بلکہ محبوس وممنوع اند ومشغول اند بآنچہ عارض شدہ است
مر ایشانرا از محنت وشدت وآنچہ باز داشتہ است از دیگران کہ این کلیہ نمی ماند خصوصا در شان متقین کہ دوستان خدا اند شاید کہ
حاصل شود ارواح ایشانرا از قرب در برزخ ومنزلت وقدرت بر شفاعت ودعا وطلب حاجات مر زائران را کہ متوسل اند
بایشان چنانکہ در روز قیامت خواہد بود چیست دلیل بر نفی آن وتفسیر کردہ است بیضاوی آیۃ کریمہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا
الآیۃ بصفات نفوس فاضلہ در حال مفارقت از بدن کہ کشیدہ میشوند از ابدان ونشاط میکنند بسوی عالم ملکوت وسباحت
میکنند دران پس سبقت میکنند بخطائر قدس پس میگردند بشرف وقوت از مدبرات ولیت شعری چہ میخواہند ایشان
باستمداد وامداد کہ فرقہ منکر اند آنرا آنچہ ما می فہمیم ازان این است کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند خدا را وطلب میکند حاجت
خود را از جناب عزت وغنای وی وتوسل میکند بروحانیت این بندہ مقرب ومکرم در درگاہ عزت وی ومیگوید خداوندا بسبب
این بندہ تو کہ رحمت کردہ بروی واکرام کردہ او را بلطف وکرمی کہ بوی داری برآوردہ گردان حاجت مرا کہ معطی کریمی باندا میکند
این بندہ مکرم ومقرب را کہ ای بندہ خدا ای ولی وی شفاعت کن مرا وبخواہ از خدا کہ بدہد مسئول ومطلوب مرا وقضا کند حاجت
مرا پس معطی ومسئول ومامول پروردگار است تعالی وتقدس ونیست این بندہ درمیان مگر وسیلہ ونیست قادر وفاعل متصرف
در وجود مگر حق سبحانہ واولیا خدا فانی وہالک اند در فعل الٰہی وقدرت وسطوت وی ونیست ایشانرا فعل وقدرت وتصرف
نہ اکنون کہ در قبور اند ونہ دران ہنگام کہ زندہ بودند در دنیا واگر این معنی کہ در امداد واستمداد ذکر کردیم موجب شرک وتوجہ بماسوای
حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل وطلب دعا از صالحان ودوستان خدا در حالت حیات نیز
واین ممنوع نیست بلکہ مستحب ومستحسن است باتفاق وشائع است در دین واگر میگویند کہ ایشان بعد از موت معزول شدند
وبیرون آوردہ شدند ازان حالت وکرامت کہ بود ایشانرا در حالت حیات چیست دلیل بر آن یا گویند کہ مشغول

وممنوع شدند بآنچه عارض شد از آفات بعد از ممات پس این کلیه نیست و دلیل نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت
نهایت آنکه این کلیه نباشد و فائده استمداد عام نباشد بلکه ممکن است که بعضی منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند
در لاهوت حق چنانکه ایشان را شعوری و توجهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفی و تدبیری در وی نه چنانکه درین عالم نیز
از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اهل قبور متصرف و مستبد و قادرند بی توجه
بحضرت حق و التجا بجناب وی تعالی چنانکه عوام و جاهلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه میکنند آنچه حرام و منهی عنه است
در دین از تقبیل قبر و سجده مر آنرا و نماز بسوی وی و جز آن از آن چه نهی و تحذیر واقع شده است این اعتقاد و این افعال
ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتباری ندارد و خارج مبحث است و حاشا از عالم بشریعت و عارف باحکام دین که اعتقاد
بکند و آنچه مروی و محکی است از مشائخ اهل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفاده از آن خارج از حصر است و مذکور است
در کتب و رسائل ایشان و مشهور است میان ایشان حاجت نیست که آنرا ذکر کنیم و شاید که منکر و متعصب سود نکند او را
کلمات ایشان عافانا الله من ذلک سخن درینجا از وجه علم و شریعت است آری مروی و مسنون در زیارت سلام بر موتی
و استغفار مر ایشان را و قراءة قرآن است و لیکن درینجا نهی از استمداد نیست پس زیارت برای امداد مر موتی را و استمداد
از ایشان هر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور و باید دانست که خلاف در غیر انبیاء است صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین
که ایشان احیا اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق در اولیاء بحیات اخروی معنوی و کلام درین مقام بحد اطناب و تطویل کشید
بر رغم منکران که در قریب این زمان فرقه پیدا شده اند که منکر اند استمداد و استعانت را از اولیای خدا تعالی که نقل کرده شده اند
از دار فانی بدار بقا و زنده اند نزد پروردگار خود و خوشحال اند و مردم را از آن شعور نیست و متوجهان بجناب ایشان را
مشرک بخدا و عبده اصنام میدانند و میگویند آنچه می گویند انتهی اس سی واضح و لائح ہی منکرین استمداد کی زعم کا باطل ہونا
چنانچہ شیخ محدث دہلوی رح فرماتی ہین کہ اگر منکرین استمداد کا انکار اس سبب سی کرتی ہین کہ اہل قبور اپنی زیارت کرنیوالونکی
قول کو نہین سن سکتی ہین اور نہین جانتی ہین اونکی اقوال و حالات کو تو اس نہ سننی اور نہ جاننی کا بطلان ظاہر ہو چکا ہی
چنانچہ شیخ موصوف نی ادلہ نقلیہ احادیث سے علم و سماع میت کا ثابت کر دیا ہی پس جب عدم علم و عدم سماع باطل ہو گیا
تو انکار استمداد جو اس عدم سماع و عدم علم پر مبنی تہا وہ بھی باطل ہو گیا اور اگر یہہ انکار استمداد اس سبب سی ہے کہ منکرین کی زعم مین
اہل قبور اولیاء اللہ تعالی کو اوس مقام مین قدرت و تصرف نہین ہی جو وہ مدد کرین بلکہ مقید و ممنوع ہین قدرت و تصرف سے
اور وہ خود اپنی محنت و سختی مین جو اونکو بعد موت کی عارض ہوئی ہی مشغول ہین تو یہہ کلیۃً نہین ہی اور ہر ایک کیواسطے
ہر وقت خصوصاً شان صالحین و متقین مین جو خدا تعالی کی دوست ہین یہہ محنت و سختی نہین ہی جو اونکو زیارت

کرنیوالونکیطرف توجہ والتفات کرنیسی اونکو روکی اور لائق ہی کہ متقین واولیاء اللہ کی ارواح کو قرب الہی اور منزلت و قدرت اوپر
شفاعت کرنیکی اور دعا کرنیکی اور حاجت طلب کرنے پر اون زیارت کرنیوالونکیواسطی حاصل ہووی کہ جو اون اولیاء اللہ
اہل قبور کا وسیلہ پکڑتی ہین جیسا کہ یہہ منزلت وقدرت شفاعت ودعا وطلب حاجت کی دن قیامت کی اون اولیاء اللہ
تعالی کو حاصل ہوگی بعد موت وقبل قیامت کی جو زمانہ ہی جسکو برزخ کہتی ہین اوسمین بھی حاصل ہووی تو اسکی نفی وانکار پر
کونسی دلیل منکرین کی نزدیک قائم ہے جو اسکی نفی وانکار کرتی ہین اور اولیاء اللہ کی متصرف ومدبر ہونے پر بعد موت کی تو یہہ
دلیل ہوسکتی ہی کہ بیضاوی نی آیتہ کریمہ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا الآیتہ کی یہہ تفسیر کی ہی کہ نفوس فاضلہ یعنی جانین فضیلت وبزرگی
والی وقت جدا ہونیکی بدنون سی کھینچی جاتی ہین اور نشاط وخوشی کرتی ہین طرف عالم ملکوت کی اور سیاحت وتیرنا کرتی ہین
اوس عالم ملکوت یعنی فرشتونمین پھر سبقت کرتی ہین بیچ خطائر قدس کی یعنی جنت کی پھر ہوجاتی ہین بسبب حاصل ہوجانے
بزرگی وقوت کی اللہ کی جانب سی تدبیر وتصرف کرنیوالون مین سے معلوم نہین کہ وہ استمداد وامداد سی کیا چاہتی ہین اور کیا ارادہ
کرتے ہین جو اوسکی منکر ہوئی ہین اور ہم جو کچھہ سمجھتی ہین استمداد وامداد کو تو وہ یہہ ہی کہ مدد چاہنی والا خدا تعالی کیطرف محتاج
ہوتا ہی اور خدا تعالی سی دعا کرتا ہی اور اپنی حاجت کو خدا تعالی سی طلب کرتا ہے اور وسیلہ پکڑتا ہی ساتھہ روحانیت اس بندہ
مقرب ومکرم ولی اللہ کی خدا تعالی کی درگاہ عزت مین اور کہتا ہی کہ ساتھہ برکت اس بندہ کی کہ تو ذاہی جناب باری اوسپر اپنی لطف
وکرم سی رحم کیا ہی اور اوسکو تو نی بزرگ کیا ہی میری حاجت کو پورا کردی کہ تو دینی وبخشش کرنیوالا ہی یا وہ مدد چاہنی والا اوس
بزرگ ولی اللہ مکرم ومقرب کو ندا کرتا ہی اور پکارتا ہے کہ ای ولی اللہ کی اور ای بندہ مقرب اوسکی میری شفاعت وسفارش کر
اور خدا تعالی سی میری واسطی چاہ یعنی دعا کر اور مانگ کہ خدا تعالی میرا مطلوب ومقصود حاصل کرے اور حاجت میری پوری
کرے پس دینی والا اور سوال کیا گیا اور امید کیا گیا خدا تعالی پاک پروردگار ہی ہی اور یہہ بندہ مقرب ولی اللہ فقط
درمیان مین ایک وسیلہ ہی اور قادر وفاعل ومتصرف حقیقی عالم مین سوائی خدا تعالی کی کوئی نہین ہی اور اولیاء اللہ تعالی کو قدرت
وتصرف حقیقی نہ وقت زندگانی دنیا کی تہا اور نہ اب اسحالت مین ہی کہ وہ قبور مین ہین اگر ایسی استمداد وامداد بھی جسکا ہمنی
ذکر کیا ہی کوئی چیز موجب شرک وموجب توجہ بماسوا خدا تعالی منکرین کی زعم وگمان مین ہی تو چاہئی کہ حالت حیات مین بھی
خدا تعالی کی دوستون اور اولیاء وصالحین سی دعا نکرائی جاوی اور اونکو وسیلہ نہ ٹھہرایا جاوی بلکہ اونسی دعا کرانیسی بھی لوگونکو
منع کرنا چاہئی اور حال آنکہ یہہ ممنوع نہین بلکہ مستحب ومستحسن ہی سب کی نزدیک اور سبکا اسپر اتفاق ہی کوئی اسکا مانع نہین ہے
اور یہہ مشہور ومعروف ہی دین مین اگر منکرین استمداد یہہ کہین کہ بعد موت کی صالحین واولیاء مرتبہ ولایت سی اوتار دی
گئی اور معزول کردی گئی ہین اور وہ حالت وکرامت کہ دنیا مین اونکو حاصل تہی وہ اونسی چھینلی گئی اور اوس سے اونکو

بعد موت کی خارج کر دیا ہی اسلئی بعد موت استمداد و طلب دعا اونسی کرنا جائز نہین تو ہم کہینگے کہ اونکی کرامت چھنجانی اور اونکی مرتبہ کی
جاتی رہنی پر بعد موت کی کوئی دلیل پیش کرنا چاہئی ورنہ دعوی بلا دلیل باطل ہی اور ویسی ہی کرامت اور مرتبہ اونکا باقی ہی
اور جسطرح حالت حیات دنیا مین اونکو وسیلہ ٹھہرانا اور اونسی طلب دعا کی کرنا جائز ہے اب بھی جبکہ وہ قبرونمین ہین جائز ہی
اگر وہ منکرین استمداد یہہ کہین کہ وہ اولیاء اللہ دعا کرنیمین بھی کسی کی مدد اسواسطی نہین کرسکتی ہین کہ اس سی ممنوع و مشغول
ہوگئی ہین سبب عارض ہونی آفتونکی بعد موت کی تو ہم کہینگے کہ یہہ کلیہ نہین اور یہہ نہین کہ اونکو مشغول و ممنوع رہنا سبب
آفات بعد موت کی ہمیشہ کیواسطی ہے اور قیامت تک کبھی اونکو اون آفاتسی فرصت ہی نہین ہوگی اور نہ ہوتی ہی اگر منکرین
اس ممنوعیت و مشغولیت کی ہمیشہ قیامت تک رہنی کی اور کبھی فرصت آفاتسی نہونیکی مدعی ہین تو اسپر دلیل قائم کرین ورنہ
مدعی اونکا ثابت نہین ہی اور انکار استمداد بلا دلیل ہونیکی سبب سے قابل التفات نہین ہی نہایت یہہ ہی کہ فائدہ استمداد کا
عام نہوگا سبب عارض ہونی آفات کی اور مشغولیت کی بعض اوقات مین بلکہ ممکن ہی کہ بعض اولیاء اللہ منجذب و کھنچنے والے
ہوجاوین طرف عالم قدس و عالم فرشتونکی اور مستہلک ہوجاوین لاہوت حق یعنی ذات حق تعالی مین اسطرحسی کہ اونکو
کچھ شعور اور کچھ توجہ عالم دنیا کیطرف نرہے اور کوئی تصرف و کوئی تدبیر اونکی دنیا مین نہ جاری ہو جیسا کہ اس عالم
دنیا مین بھی تفاوت حال مجذوبون و سالکین سی ظاہر ہوتا ہے پس کسی وقت ایسا حال ہونیسی یا بعض کا ایسا حال
ہونیسی یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی بھی قابل مدد و تصرف و تدبیر کی کسی وقت نہو اور استمداد تمام سی ممنوع ہوجاوی ہان اگر
زیارت قبور اولیاء کی کرنیوالی یہہ اعتقاد رکھینگے کہ اولیاء اللہ تعالی جو اہل قبور ہین و متصرف و قادر ہین بغیر متوجہ ہونیکی طرف
درگاہ حق تعالی کی اور بغیر التجا کی اور بی امید کرنیکے جناب باریتعالی مین جیسی کہ عوام جاہلون و غافلونمین سی کوئی یہہ اعتقاد رکھی
تو حرام و منع ہی دین مین جیسا کہ حرام و منع ہی کہ عوام جاہل و غافل قبر کو بوسہ دیتی ہین اور سجدہ کرتی ہین اور اوسکی طرف
نماز پڑھتی ہین ایسی فعل عوام کا کیا اعتبار ہی وہ خارج بحث ہی کوئی عالم شریعت و عارف احکام دین تو یہہ اعتقاد ہرگز نہین
کرتا ہے پھر مطلقا استمداد کیونکر منع و ناجائز ہوسکتی ہی اور سب کی حق مین استمداد کی عدم جواز کا حکم کسطرح ہوسکتا ہے
اور مشائخ اہل کشف سی استمداد کا ثبوت اسقدر منقول ہی کہ حصر سی باہر ہے یعنی بی شمار نقول مشائخ سی ثابت ہے
اور اونکی کتابونمین مذکور ہے اور اونکی درمیان مشہور ہی اونکی نقول کی ذکر کی حاجت نہین ہی اور شاید منکر و متعصب کو
اونکی نقول سی فائدہ نہو ہان مروی اور مسنون زیارت قبورمین سلام موتی پر اور استغفار اونکی واسطی اور پڑھنا قرآن کا ہی لکن
اس سی منع ہونا استمداد کا ثابت نہین ہوتا ہے پس زیارت قبور واسطی مدد دینی موتی کی ساتھہ سلام و استغفار و قراۃ قرآن کی
اور واسطی مدد چاہنی کی اونسی اپنی حاجت طلب کرنیمین خدا تعالی اسی دونونکی واسطی ہی موافق اختلاف حال زیارت کرنیوالی

اور زیارت کئی گئی کے اور درازی کلام مین در بارہ اثبات استمداد کی اسواسطی ہوئی کہ قریب اس زمانہ سی ایک فرقہ نیا پیدا
ہوا ہی جو منکر استمداد و استعانت کا ہے اولیاء اللہ تعالی سی یہہ تمام مطلب ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی عبارت کا
جس سی واضح ہی کہ استمداد ساتھہ بزرگان دین کی فقط اونکا وسیلہ پکڑنا ہی اور اسکی ممنوعیت و عدم جواز پر کوئی دلیل
قائم نہین ہی اور تمام خدشات جو اسکی بارہ مین کوئی کرے وہ سب مدفوع ہین بلکہ دلیل شرعی سی ایسی استمداد کا ثبوت ہے
پس مولف نی جو محققین اپنی نزدیک قرار دئی تھی اور اونکو منکرین استمداد بتایا تھا اور اونکی انکار کی دلیل اپنی طرف سی
گھڑی تھی تو اوسکی محققین کی زعم کا بطلان بھی شیخ دہلوی رح کی قول سی اور اون ادلہ شرعیہ سی ہوگیا جنکا ذکر اوپر گذرا ہی
اور مولف کی جہالت و حماقت و بے دینی معلوم ہوگئی اور جب قول شیخ دہلوی رح سی صاف واضح ہی کہ استمداد فقط توسل ہی
اور اولیاء اللہ کو وسیلہ گردانا ہی اسکی سوا اوسمین کچھ نہین ہی اور مولف بھی وسیلہ ٹھہرانیکی جواز کا قائل ہی چنانچہ چند مواضع پر
مولف نی وسیلہ کی جواز کی تصریح کی ہی اون مواضع مین سی ایک یہہ موضع ہی کہ صفحہ ۵۹ کی آخیر سی یہہ عبارت شروع ہی
(ہان اولیاء اللہ کا توسل درست ہی پھر بھی یہہ اعتقاد نرکھی کہ بغیر توسل کی دعا قبول نہین ہوتی) اس عبارت مولف سی
واضح ہی کہ اولیاء اللہ کو وسیلہ ٹھہرانا درست ہی تو استمداد کی جواز کا ثبوت بھی واضح ہی پس استمداد کو شرک قرار دینا سراسر
حماقت و جہالت و ضلالت مولف کی ہے اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی کسی مسلمان کو یہہ دھوکہ دی کہ جو لوگ اولیاء اللہ
تعالی سی مدد چاہتی ہین تو وہ یہی اعتقاد کرتی ہین کہ اولیاء متصرف حقیقی اور مدبر حقیقی امور عالم مین ہین اور وہ قادر بقدرت
کن فیکون اور بغیر التجا کی طرف خدا تعالی کی اور بدون توجہ کی طرف درگاہ الہی کی خود ہی تصرف امور دنیا مین کرتی ہین اسواسطی
استمداد بزرگان دین سی شرک و کفر و ناجائز ہے تو مسلمانونکو چاہئی کہ یہہ جواب دیوین کہ ہر ایک مدد چاہنی والی کی حق مین
خواہ عارف احکام شرع شریف ہو یا نہو خواہ وہ صحبت یافتہ علماء کا ہو یا نہو یہہ گمان کرنا اور ہر ایک کا اعتقاد جو دلمین
ہوتا ہے ایسا ہی بتانا ہر ایک کی اعتقاد و امر باطنی کی خبر دینا ہی اور امر قلبی و باطنی و اعتقاد کی خبر بغیر اظہار اون لوگونکی دینا
ادعاء غیب دانی کا ہی اور مولف اور وہابیہ دوسری آنحضرت صلعم کو بھی غیب دان نہین جانتی ہین بلکہ جو ایسا اعتقاد رکھی اونکو
کافر و مشرک قرار دیتی ہین پس جب مولف و وہابیہ دوسری ایسی خبر دوسرونکی اعتقاد کی دینگی تو خود ہی کافر ہونگی اور دوسرا
جواب یہہ ہی کہ مسلمانونکی حق مین ایسا گمان بد کرنا حرام ہی قال اللہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ تفسیر بیضاوی مین ہی اس آیت کی تحت مین ہی کونوا علی جانب منہ وابھام الکثیر
لیحتاط فی کل ظن ویتامل حتی یعلم من ای القبیل فان من الظن ما یجب اتباعہ کالظن حیث
لا قاطع فیہ من العملیات وحسن الظن باللہ وما یحرم کالظن فی الالہیات والنبوات وحیث

یخالفہ قاطع وظن السوء بالمؤمنین ومایباح کالظن فی الامور المعاشیۃ انتہی پس آیت قرآنیہ کی
یہہ معنی ہین کہ ای مسلمانون پرہیز کرو اور بچو بہت سی گمانونسی اسواسطی کہ بعضی گمانونمین گناہ ہوتا ہی اور عبارت تفسیر بیضاوی کا
یہہ مطلب ہے کہ خدا تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر گمان مین احتیاط کرنا اور فکر و تامل کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جاوی کہ جو گمان تم کرنا
چاہتی ہو وہ کونسی قسم کا گمان ہی اسلئی کہ گمان کی کئی قسمین ہین ایک گمان ایسا ہی کہ جسکی اتباع واجب ہی یعنی اوس گمان کا
کرنا ضرور ہی جیسی گمان ایسی عمل مین علمیات شرعیہ سی کہ جسکی بارہ مین کوئی دلیل قطعی وارد نہین ہی جس سی حکم اوس عمل کا
معلوم ہووے تو وہان گمان مثلاً مجتہدین کو کرنا واجب ہی اور ایسی قبلہ معلوم نہونیکی وقت بھی تحری و گمان واجب ہی اور اللہ
تعالی کی ساتھ بھی گمان نیک کرنا واجب دوسری قسم گمان کی حرام ہی جیسی خدا تعالی کی ذات وصفات ونبوتون انبیاء
علیہم السلام مین گمان کرنا اور جس محل مین دلیل قطعی موجود ہووے وہان یقین نکرنا موافق دلیل قطعی بلکہ گمان کرنا
اور بدگمانی مسلمانونکی ساتھ کرنا یہہ تمام حرام ہے اور تیسری قسم گمان کی مباح ہی کہ اپنی کامون معیشت دنیاوی مین
گمان کرنا ہی اور تفسیر حسینی مین گمان کی چار قسم لکھی ہین عبارت یہہ ہی باید دانست کہ گمان بر چہار قسم است اول مامور بہ
وآن حسن ظن است بخدا و مومنان در خبر آمدہ است کہ اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنَ الْاِیْمَانِ دوم حرام وآن گمان بد بخدا و مومنان است
کہ موجب اثم است سیوم مندوب الیہ وآن تحری باشد در امر قبلہ و بنا نہادن بر غلبہ ظن در امور اجتہادیہ چہارم مباح وآن ظن است
در امور دنیا و مہمات معیشتی انتہی پس بنا بر بیان اہل تفسیر کی آیت قرآنیہ سی مسلمانونکی ساتھہ گمان نیک کرنا فرض و واجب ہے
اور بدگمانی کرنا حرام ہے کیا مؤلف اور دیگر وہابیہ اپنی حق مین یہہ پسند کرتی ہین کہ مولف و دیگر وہابیہ کی عقائد کو کوئی کفر
و شرک قرار دی و ضلالت بتادی باینطور کہ قولہ تعالی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا
ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ کا مصداق کوئی اونکو بتادی اور اقرار توحید و رسالت کا جو یہہ وہابیہ و مولف ظاہر مین کرتی ہین وہ بطور
نفاق قرار دی اور وہابیہ کو منافق کہی اور ایسا ہی معاملہ ساتھہ مؤلف کی کرے تو مولف و دیگر وہابیہ کو اپنا منافق ہونا پسند کرنا
پڑیگا اور اگر پسند نہین کرتی ہین باوجودیکہ ایسی امور اہل سنت وجماعت کی نزدیک ثابت ہین جنسی وہابیہ و مولف کا
منافق ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ مؤلف کی اقوال مردودہ بالا کو دیکھکر ہر ذی شعور منصف یہہ جان سکتا ہی اور باین ہمہ
مؤلف و وہابیہ کو دعوی ایمان واتباع حدیث نبوی کا ہے اور حدیث نبوی سی یہہ ثابت ہی کہ کوئی بندہ مؤمن نہین ہوتا ہے
جبتک جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی وہ اپنی بھائی مسلمان کیواسطی پسند نکرے عن النبی قال قال علیہ الصلوۃ والسلام
لا یؤمن العبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ من الخیر اور وہابیہ نی جیسی بدگمانی و کفر و شرک کیطرف
نسبت کرنا دوسرے مسلمانونکیواسطی پسند کیا ہی وہ خود کیواسطی پسند نکیا یا اسطرح کہا جاوی کہ اپنی حق مین ایسی بدگمانی نہونا

یہہ مؤلف وہابیہ پسند کرتی ہین اور دوسرے مسلمانونکی حق مین یہہ بدگمانی نہونا پسند نہین کرتی ہین بلکہ یہہ بدگمانی ہونا
پسند کرتی ہین تو بفحوائے حدیث نبوی یہہ مؤمن وایمان والی نہوئے اور حدیث کی خلاف کیا تو یہہ بدعتی ضال بہی ٹھہری
اور سنت پر عمل نکرنیوالا و بدعت اختیار کرنیوالا مؤلف کی عقیدہ مین تو اُمتی نہین ہے اور نماز روزہ وکلمہ پڑھنا اوسکا مانند
نماز وروزہ وکلمہ پڑھنی منافقین کی ہے چنانچہ مؤلف نی صفحہ ۹۱ مین یہہ عبارت لکھی ہی (اُمتی جبہی بنیگا کہ سنت نبوی پر
عمل کرے اور بدعتونکو چھوڑے اور باپ دادا کی رسمونسی منہہ موڑی نہین تو منافق پیغمبر خدا صلعم کی حضور کیا کلمہ اور نماز
پنجگانہ نہین پڑھتی تہے) پس جب مؤلف نی اس حدیث کی خلاف کیا اور اسکی خلاف عقیدہ رکھا بلکہ استمداد کی بارہ مین قرآن
کی خلاف اور بہت سی احادیث کی خلاف عقیدہ رکھنا مولف کا واضح ہوچکا ہی پس تو اپنی ہی قول کی موافق اُمتی آنحضرت صلعم کا
ہونیسی یہہ مؤلف خارج ہوگیا اور اوسکا کلمہ ونماز منافقانہ ہونا اوسکی ہی قول کی موافق قرار پایا اور ہماری فقہا نامدار وائمہ ذوی
الاقتدار تو احتمال بعید بھی اگر نکل سکتی اور فقط امکان ہی ہووی ایسی امر کا کہ جس سی مسلمان سی قباحت دفع ہوجاوے
تو اوسہی احتمال کو اوس محل مین قرار دیتی ہین تاکہ مسلمان کا حال نیک وخیر پر محمول ہووے اور بدی اوس سی دفع
ہووی چنانچہ درمختار کی فصل ثبوت النسب مین ہی وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی
بمشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ واستحذاما
فتح لکن فی النہر الاقتصار علی الثانی اولی لان طی المسافۃ لیس من الکرامۃ عندنا قلت
لکن فی عقائد التفتازانی جزم بالاول تبعا لمفتی الثقلین النسفی بل سئل عما یحکی ان الکعبۃ
کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال خرق العادۃ علی سبیل الکرامۃ
لاہل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ ولیس بالمعجزۃ لانہا اثر دعوی الرسالۃ وبادعائہا
یکفر فورا فلا کرامۃ انتہی یعنی کوئی شخص مغرب مین مثلاً رہتا ہووی اور عورت مشرق مین ہووی اور وہ شخص
اوس عورت سی نکاح کری اور اون دونو مرد اور عورت کی درمیان راستہ ایک سال کا ہووی اور وقت نکاح سی پورے
چھہ مہینی مین اوس عورت کی بچہ پیدا ہووی تو اوسکا نسب اوس مرد سی ہی ثابت ہوجاویگا اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہی
کہ جب دونونکی درمیان مین راستہ سال بھر کا ہی اور عورت کا حمل چھہ ماہ مین پیدا ہوا ہی تو وہ مرد اوس عورت کی پاس
نہین گیا ہے اور دخول نہین ہوا ہی تب بہی اوس مرد سی بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اگرچہ اس موقع ومحل مین بظاہر
نہ پہنچنا اوس عورت کی پاس اور دخول نہونا معلوم ہوتا ہی لکن اسکا یہان احتمال وامکان ہی کہ وہ شخص صاحب
کرامت ہو یا جن اوسکی تابع ہون یا وہ نہایت تیز رفو ہو کہ جسکی سبب سے اوسنی اس مسافت بعیدہ کو تھوڑی سی ہی عرصہ مین

قطع کیا ہووے اور وہان جاکر اوس عورتسی ملا ہووے اور دخول ہوا ہووے اور نطفہ قرار پایا ہووے اور پھر یہہ واپس آگیا
ہووے اور اسقدر مسافت بعیدہ کو تھوڑی عرصہ مین طی کر لینا بطور کرامت کی شرح عقائد تفتازانی مین جائز لکھا ہی اور مفتی
امام نسفی اسکی جواز کی قائل ہین اونسی جب ایسا سوال کیا تھا کہ کعبہ شریفہ بھی کسی ولی کی زیارت کو جاتا ہی اور اسکا قائل
ہونا جائز ہی تو امام نسفی رح نی جواب دیا کہ خرق عادت بطور کرامت کی اولیاء اللہ کیواسطی جائز ہے اہل سنت وجماعت کی
نزدیک اور اوسکو التباس ومشابہت معجزہ سی نہین رہتا ہی کیونکہ معجزہ اثر دعوی رسالت کا ہوتا ہے اور دعوی رسالت
کرنیسی کافر ہوجاویگا فی الحال تو کرامت نہوگی اس عبارت در مختار سی چند مطالب کا ثبوت ہوا ایک تو وہی کہ احتمال بعید بھی
ہو تو مسلمان کی حال کو نیکی پر حمل کرنا ضرور ہے اسیواسطی مغربی مرد اور مشرقیہ عورت کی بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہی دوسرا
یہہ مطلب ثابت ہی کہ وہ خرق عادات جو جنس بڑی بڑی معجزا تسی ہو اوسکا صدور بھی اولیاء اللہ تعالی سی جائز ہی ہان وہ
خرق عادت جسکا عدم امکان دلیل قطعی سی بہ نسبت اولیاء اللہ کی ثابت ہوا ہوی وہ ناجائز ہے جیسی لانا کسی سورت کا
مانند سورت قرآن شریف کی البتہ یہہ اولیاء نہین لاسکتی ہین اور جو ایسی خرق عادات نہین ہین وہ اولیاء اللہ تعالی سی
بطور کرامت صادر ہوسکتی ہین اسواسطی امام نسفی رح فرماتی ہین کہ ظاہر ہوتی ہی کرامت ولی سی اوپر طریق خلاف عادت کی
وہ یہہ ہی جیسی مسافت بعیدہ کا تھوڑی عرصہ مین طی کر لینا اور ظاہر ہونا کھانی اور پینے کا اور لباس کا وقت حاجت کی اور پانی
اور ہوا پر چلنا اور کلام کرنا جمادات پتھر مٹی وغیرہ کا اور کلام اور بات کرنا بی زبان کا خواہ جانور ہو یا بچہ چھوٹا اور دفع ہوجانا
بلا وآفت کا جو متوجہ ہوئی ہووے اور آگئی ہو اور کافی ہونا اعداء کی مہمات کی واسطے اور سوای اسکی دوسری چیزین عبارت
امام نسفی کی اس عبارت در مختار کی قول لکن فی عقائد تفتازانی کی تحت مین علامہ شامی نی ذکر کی ہی یہہ ہے
حیث قال وعبارت النسفی فی عقائدہ وکرامات الاولیاء حق فتظہر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی
من قطع المسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ وظہور الطعام والشراب واللباس عند الحاجۃ والمشی
علی الماء والہواء وکلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجہ من البلاء وکفایۃ المہم من الاعداء وغیر ذلک
من الاشیاء اھ انتہی اس عبارت کا مطلب وہی ہے جو اس سی پہلی مذکور ہوا اور عبارت در مختار کی قول لا لبس بالمعجزۃ
کی تحت مین شامی مین ہی جواب عن قول المعتزلۃ المنکرین لکرامات الاولیاء لانہا لو ظہرت لاشتبہت
بالمعجزۃ فلم یتمیز النبی عن غیرہ والجواب ان المعجزۃ لابد ان تکون ممن یدعی الرسالۃ تصدیقا
لدعواہ والولی لابد من ان یکون تابعا للنبی وتکون کرامتہ معجزۃ لنبیہ لانہ لا یکون ولیا ما لم
یکن محققا فی دیانتہ واتباعہ لنبیہ حتی لو ادعی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعۃ لم یکن ولیا

بل یکون کافرا ولا تظهر له کرامة فالحاصل ان الامر الخارق للعادة بالنسبة الی النبی معجزة
سواء ظهر من قبله او قبل احاد امته وبالنسبة الی الولی کرامة لخلوه عن دعوی النبوة وتمامها
فی العقائد وشرحها انتہی اور شامی کی اسی صفحہ مین دوسری قول کی تحت مین ہی وفی التاتارخانیة ان
مسئلة تزوج المغربی بمشرقیة تؤید الجواز ای فانها نص المذهب والحاصل انه لا خلاف عندنا
فی ثبوت الکرامة وانما الخلاف فیما کان من جنس المعجزات الکبار والمعتمد الجواز مطلقا الا فیما
ثبت بالدلیل عدم امکانه کالاتیان بسورة انتہی عبارت اول کا مطلب یہہ ہی کہ امام نسفی رح نی جو یہہ فرمایا
ہی کہ کرامت کو التباس معجزہ سی نہین ہی یہہ جواب ہے معتزلہ کی قول کا جو منکر ہین کرامت اولیاء اللہ تعالی کی اونکا یعنی معتزلہ کا
قول یہہ ہے کہ اگر کرامت اولیاء اللہ سی ظاہر ہوگی اور مثلا قطع مسافت بعیدہ تھوڑی مدت مین وہ کر سکینگی تو وہ کرامت اونکی
معجزہ کی ساتھ ملتبس ومتشابہ ہوجاویگی پس نبی کو فرق غیر نبی سی نہوگا تو اونکی قول کا یہہ جواب امام نسفی رح نی دیا ہی کہ معجزہ کے
واسطی یہہ بات ضرور ہی کہ اوس شخص سی ظاہر وصادر ہووی جو دعوی رسول ہونیکا کرے اور ظاہر ہونا معجزہ کا اوسکی دعوی رسالت کے
تصدیق کیواسطے ہوتا ہی اور ولی کیواسطی یہہ بات ضرور ہے کہ وہ تابع نبی کا ہووی اور اوس سی جو کرامت ظاہر ہوتی ہے
وہ معجزہ اوس نبی کا ہوتا ہے کہ ولی جسکا تابع ہی اسواسطی کہ وہ ولی جبتک دین داری اور اپنی نبی کی اتباع مین محق وصادق
نہووے تو وہ ولی نہین ہوتا ہی اگر وہ دعوی مستقل بنفسہ ہونیکا کریگا اور دعوی عدم متابعت نبی کا کریگا تو ولی نہوگا بلکہ کافر
ہوجاویگا اور اوس سی کرامت ظاہر نہوگی پس حاصل یہہ ہے کہ امر خلاف عادت کی بہ نسبت نبی کی معجزہ ہی برابر ہے کہ نبی کی
جانب سی ظاہر ہووے یا امت مین سی کسی کی طرف سی ظاہر ہووی اور بہ نسبت ولی کی کرامت ہے بسبب خالی ہونیکی دعوی
نبوت سی اور دوسری عبارت کا یہہ مطلب ہی کہ مسئلہ نکاح مغربی کا ساتھ مشرقیہ کی ایسی کرامت کی ظہور کی تائید کرتا ہے
اسواسطی کہ وہ تصریح مذہب کی ہے اور حاصل یہہ ہی کہ ہماری نزدیک کرامت کی ثبوت مین خلاف نہین ہے خلاف اوس کرامت مین ہی
جو جنس معجزات کبار سی ہے اور معتمد یہی ہی کہ ایسی کرامت کا ظہور بھی ولی سی جائز ہے یعنی ولی سی مطلقا کرامت کا ظہور جائز ہی لیکن
ایسی کرامت کا ظہور جائز نہین ہے جسکا عدم امکان دلیل سی ثابت ہوچکا ہی مانند لانی سورت قرآن کی یہہ ولی کی نسبت ممکن نہین ہے
کہ ایسی سورت بھی بطور کرامت کے لاوی اس سی ہمارا وہ مطلب بھی حاصل ہوا جو ہم اول بیان کر آئی ہین مولف کی اس قول کی کہ —
(استمداد غیر نبی صلعم سی کوئی جائز کہے تو آنحضرت صلعم کی خصوصیت نرہیگی عموم ہوجاویگا اور آنحضرت صلعم کی بلند شان مین
نقص ٹھہریگا) جواب مین کہ ولی نبی کا تابع ہوتا ہی جو وصف بطور تبعیت ولی مین پائی جاتی ہی اور وہ وصف اصلی نبی کی ہوتی
ہی تو وہ بطور تبعیت کی ولی مین بھی پائی جانیسی نبی کی ساتھہ اوس وصف کو جو خصوصیت ہی وہ خصوصیت مرتفع نہین ہوتی ہے

کیونکہ بطور اصالت جب کوئی نبی کا شریک نہین ہی اوس وصف مین تو خصوصیت باقی ہے وہی مطلب یہانسی مفہوم
ومعلوم ہوتا ہی کہ تمام خرق عادات جو ولی سی ظہور مین آتی ہین اون تمام مین ولی نبی کا تابع ہے اور وہ تمام بنسبت نبی کے
معجزات قرار دیے جاتی ہین اگرچہ اونکا ظہور ولی سی ہوا ہووے نہ نبی پس ایسی ہی بالفرض اگر استمداد خاص ہووی ساتھہ آنحضرت
صلعم کی جیساکہ زعم مولف کا ہے اور ولی سی مدد چاہنی والا ولی کو تابع نبی کا اعتقاد کرتا ہے اس وصف امداد مین بھی تو خصوصیت
نبی کی مرتفع نہوئی خیر یہہ تو جملہ معترضہ کی طور پر درمیان مین بات آگئی اس محل مین تو اسقدر ثابت کرنا منظور ہے
کہ مسلمان کی حال کو نیک و خیر پر حمل کرنا واجب ہے اگرچہ یہہ حمل کرنا ساتھہ احتمال بعید کی ہو وہ مسئلہ مغربی و مشرقیہ سی
ثابت ہے جیسا اوپر بالتفصیل مذکور ہوا پس یہہ گمان بد مولف کا کرنا یا کسی دوسری وہابی کا کرنا کہ ہر مدد چاہنی والا
بزرگان دین سے اونکو متصرف حقیقی و بغیر توجہ الی اللہ کی قادر مدد کرنے پر جانتا ہی حرام و ناجائز ہی ایسی ہی ہدایہ مین
ہے من باع درھمین ودینارا بدرھم ودینارین جاز البیع وجعل کل جنس منہما بخلافہ یعنی جو شخص دو
درہم اور ایک اشرفی کو بیع کرے بمقابلہ ایک درہم و دو اشرفی کی تو بیع درست اور دو درہم کی مقابلہ مین دو اشرفی قرار دیجاوینگی
اور ایک اشرفی کی مقابلہ مین ایک درہم قرار دیا خلاف جنس اسواسطی قرار دیا جاویگا تاکہ بیع درست ہوجاوی اسکو ذکر کرنے کے
صاحب ہدایہ نی خلاف زفر و شافعی رح کا اور اونکی دلیل عدم جواز بیع کی ذکر کی اوسکی بعد ہم حنفیہ کی یہہ دلیل گذری
لنا ان المقابلۃ المطلقۃ تحتمل مقابلۃ الفرد بالفرد کما فی الجنس بالجنس وانہ طریق متعین لتصحیحہ
فتحمل علیہ تصحیحا للتصرف یعنی مقابلہ مطلقہ محتمل ہی مقابلہ فرد کو ساتھہ فرد باینطور کہ ایک جنس یعنی دو درہم بمقابلہ دوسری
جنس یعنی مقابلہ مین اشرفیونکی ہون اور ایک اشرفی بمقابلہ ایک درہم کی ہو جیسی کہ جنس مقابلہ مین جنس کی ہوتی ہی باینطور کہ جب
کوئی دو اشرفی کو مثلاً دو اشرفی سی بیع کرے اور وہ مقابلہ فرد کا ساتھہ فرد کے طریق متعین ہی واسطی تصحیح عقد کی باینطور
کہ ایک کے مقابلہ مین ایک اور دو کی مقابلہ مین دو ہون اسصورت مین خلاف جنس ہوجاتا ہی اور عقد جائز ہوجاتی ہے
پس اسی مقابلہ فرد پر حمل کیا جاویگا امام بدرالدین عینی اسکی دلیل یہہ فرماتی ہین کہ تصحیح کرنا کلام عاقل کا حتی الامکان
واجب ہی چنانچہ اونکی یہ عبارت ہی اذ تصحیح کلام العاقد تقتضیہ دیانتہ وعقلہ واجب ما امکن انتہی اور ہدایہ
کی اس عبارت کی تحت مین من باع احد عشر درھما بعشرۃ دراھم ودینار جاز البیع ویکون العشرۃ بمثلھا
والدینار بدرھم لان شرط البیع فی الدراھم التماثل علی ما روینا فالظاھر انہ اراد بہ ذلک فبقی الدرھم
بالدینار وھما جنسان الخ امام بدرالدین عینی رح فرماتی ہین لاختلاف الجنسین وانما جوزنا علی ھذا الوجہ
حملا لامور المسلمین علی الصلاح اس سی بھی یہی ثابت ہی کہ ایسی احتمال پر بیع کو ہمنی محمول کرکی جو جائز کہا ہے

تو اسیواسطی جائز کہا ہے کہ اسمین امور مسلمانونکو صلاح اور درستی پر حمل کرنا ہی پس ان عبارات فقہہ سی واضح ہی کہ جہانتک
ممکن ہووے مسلمان کی امور کو صلاح و درستی اور صحت پر ہی حمل کرنا ضرور و واجب ہی اور امام رازی رح اپنی تفسیر کبیر مین
تحت آیۃ مذکور یاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ فرماتے ہین وقولہ کثیرا
اخراج للظنون التی علیہا تبتنی الخیرات قال النبی صلعم ظنوا بالمؤمن خیرا و بالجملۃ کل امر لا یکون
بناءہ علی الیقین فالظن فیہ غیر مجتنب مثالہ حکم الحاکم علی قول الشہود وبرأۃ الذمۃ عند
عدم الشہود الی غیر ذلک فقولہ اجتنبوا کثیرا وقولہ تعالی اِنَّ بعض الظن اثم اشارۃ الی الاخذ
بالاحوط کما ان الطریق المخوفۃ لا یتفق فی کل مرۃ فیہ قاطع طریق لکنک لا تسلک لاتفاق
ذلک فیہ مرۃ ومرتین الا اذا تعین فتسلکہ مع رفقۃ کذلک الظن ینبغی بعد اجتہاد تام ووثوق
بالغ ثم قال تعالی وَلَا تَجَسَّسُوْا اتماما لما سبق لانہ تعالی لما قال اجتنبوا کثیرا من الظن فہم
منہ ان المعتبر الیقین فیقول القائل انا اکشف فلانا یعنی اعلمہ یقینا واطلع علی عیبہ مشاہدۃ
فاعیب فاکون قد اجتنب الظن فقال ولا تتبعوا الظن ولا تجتہدوا فی طلب الیقین فی معائب
الناس انتہی اس عبارت سی یہ بھی ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا ہے کہ مسلمانونکو ساتھہ نیک گمان رکھو اور یہہ بھی اس
عبارت سی ثابت ہی کہ خدا تعالی نے جو یہہ فرمایا ہی کہ بعض گمان مین گناہ ہی تو اسمین اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ اس بارہ مین
احتیاط کرنا چاہیے اور جسمین احتیاط ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے جیسی کہ راستہ خوف ناک مین ہر دفع راہزن لوگ نہین ہوا کرتی ہین
لکن جب ایک یا دو دفع اتفاق اوس راستہ مین راہزنونکا ہو جاتا ہی تو تو ای مخاطب اوسمین جب چلتا ہے تو احتیاط کرتا ہی تنہا
نہین جاتا ہی اپنے رفیقونکی ہمراہ جاتا ہی تاکہ راہزنونسی بی خوف ہووے اور اونکی ایذا سی بچے ایسی ہی بعد کوشش تمام اور اعتماد
و بھروسہ سخت کی گمان بھی کرنا چاہیے پھر اسکی بعد جو خدا تعالی نی یہ فرمایا ہی کہ وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی تجسس و تلاش کسی مسلمانکی
عیب کی مت کرو تو یہہ اسواسطی فرمایا ہے کہ جب خدا تعالی نی یہہ فرمایا کہ بہت سی گمانونسی تم پرہیز کرو تو اس سی یہہ مفہوم ہوا کہ گمان کا
اعتبار نہین ہی یقین کا اعتبار ہی پس کوئی قائل یہہ کہی کہ جب مین فلان شخص کی حال کو خوب تلاش کرکے اوسکا حال معلوم کرون اور یقین
حاصل کرون اور اوسکی عیب پر اطلاع ساتھہ مشاہدہ کی کرون اور اوسکی بعد اوسکا عیب بیان کرون تو اوسوقت مین نی گمان سی پرہیز کیا
تو مین گنہگار اوسکی عیب ظاہر کرنیمین نہونگا تو خدا تعالی نی اپنی اس قول کی ساتھہ لَا تَجَسَّسُوْا تلاش کرنی اور لوگونکی عیب کا یقین حاصل
کرنیسی بھی منع فرمایا اور یہہ کہا کہ گمان کی تابع بھی مت ہو اور کوشش یقین حاصل کرنیکی بھی عیوب لوگونمین مت کرو پس بدلیل
قرآن و حدیث و اقوال علما بدگمانی کرنا مسلمانونکی حق مین حرام ہوا تو یہہ گمان بد کرنا مولف و دیگر وہابیہ کا مسلمانونکی بارہ مین کہ ہر مدد

چاہنے والا اولیاء اللہ تعالیٰ سے یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ اولیاء اللہ متصرف حقیقی اور مدبر بالذات اور قادر بقدرت کن فیکون ہین نہ
اور بغیر توجہ الی اللہ کے بالاستقلال کام کرتے ہین یہہ مؤلف کی اور دیگر وہابیہ کی مسلمانونکے حق مین بدگمانی ہے جو قرآن وحدیث
واقوال سے حرام ہے اور بدگمانی کی حرمت کی اثبات مین اس محل مین قدرے تطویل ہمنے اسواسطے کی کہ وہابیہ کا اکثر یہی قاعدہ ہے
کہ ایسی ایسی بدگمانیونسے مسلمانون اہل سنت وجماعت کے اعمال واقوال کو حرام وبدعت ضلالت وشرک بنایا کرتے ہین یہہ خود
مسلمانون پر ایسے بہتانات لگانے اور بدگمانی کرنیسے ضال ومضل وبدعتی وکافر بنتے ہین اور اہل سنت وجماعت اوس حرمت
وضلالت وشرک وکفر سے بری ہین پس مدد چاہنا اولیاء اللہ تعالیٰ سے جائز ہے اور جسقدر شبہات وخدشات فاسدہ اور توہمات
کاسدہ اس پر وارد ہین وہابیہ کیطرفسے اور جو کچھہ مولف نے اپنے نفس سے ادلہ باطلہ عدم جواز کی گھڑی تھین اون تمام کا مردود ہونا
واضح ہوگیا اور حدیث یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی سے اولیاء اللہ تعالیٰ کو ندا کرنا بھی بقول آنحضرت
صلعم کے واضح ہوگیا اور عبارتسے جسمین شیخ ابن علوان کا ذکر اوپر گذرا ہے اوس سے بھی ندا اولیاء اللہ تعالیٰ کو دور سے کرنا ثابت
ہوگیا اور ندا کی بارہ مین اور پکارنیکی عدم جواز مین جو مؤلف نے ہذیان بکا تھا اور ہر دعا کرنے اور پکارنیکو عبادت قرار دیا جس سے
غرض ومطلب یہہ تھا کہ مدد چاہنا اور پکارنا غیر اللہ کو ناجائز ہے بلکہ حرام وشرک ہے سب کا بطلان ظاہر ہوگیا پس ہماری تقریر
ماسبق سے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا جواز بھی واضح ہوگیا اگرچہ حاجت تفصیل کی نہین ہے اسیقدر اجمالاً اشارہ
کرنیسے ہر ادنی عقل والا بھی اوسکے جواز کو جان سکتا ہے لکن چونکہ مؤلف نے اپنی حماقت سے اس بارہ مین زبان درازی کی ہے
اور مسلمانونکو اسبارہ مین مانند یہود کی تحریف کرنیوالے قرار دیا ہے بلکہ خدا تعالیٰ پر اسبارہ مین اس نادان نے یہہ افترا کیا
کہ خدا تعالیٰ حضرت غوث اعظم رح سے اسبارہ مین سوال کریگا قیامت مین بلکہ اس مفتری نے خود جناب رسالت مآب صلعم سے
بھی خدا تعالیٰ کا سوال کرنا اپنی ہذیان مین بکدیا اسواسطے بطور اجمال کے کچھ بحث اسمین بھی کی جاتی ہے تاکہ مؤلف واوسکے
ہم مشرب دوسرے وہابیونکا افترا خدا تعالیٰ ورسول اللہ صلعم وبزرگان پر کرنا واضح ہوجاوے **بحث سوال** انبیاء
واولیاء اور وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ قال المولف فی صفحہ ۴۳ پوچھے جائینگے سب نبی اور کل ولی قیامتکے دن
مخالفون پر حجت قائم کرنیکے لئے الزاماً پس گویا کہ فرمائیگا اللہ حبیب محمد صلعم سے کہ ای محمد کیا تو نے کہا تھا کہ مین احمد بلا میم اور مین
عرب بلا عین ہون پس گویا کہ کہیگا اللہ کا حبیب اوپر اوسکے درود اور سلام مین نے نہین کہا لوگون نے مجھپر جھوٹھ باندھا ہے
مین تو اونکو خبر کر چکا ہون کہ ڈرو اللہ سے حدیث بیان کرتے وقت میری طرفسے جو کوئی جھوٹھ بولے مجھپر جان بوجھکر چاہئے
اوسکو کہ اپنی جائے دوزخ مین کرلے اور پوچھیگا حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا تمنے کہا تھا آدمیونکو کہ ہماری شہادت کی دونونکو
ماتم کرکے پکارو گویا وہ دونون جواب دینگے کہ ہمنے یہہ بات اونکو نہین کہی ہمنے ہمارے نانا رسول اللہ صلعم کی سنت کی

پیروی کا حکم کیا تھا وہ بدعتین جھوٹونکی نکالی ہوئی ہین اور کہیگا اللہ برتر واسطی محی الدین کی پاک کرے اللہ اوسکی بھیدونکو
کیا تونی کہا تھا اپنی خادمون اور مریدونکو کہ گیارہ ناموں کی تسبیح کریں اور ختم غوثیہ مین یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
کہیو پس گویا کہ جناب غوث اعظم یون فرماوینگے ای پروردگار میری مینی کچھ خلاف شریعت نہین کہا مگر موافق تیری کتاب
اور مطابق تیری نبی کی سنت کی درود اللہ کا اوسپر اور سلام **فائدہ** واضح ہو کہ اصل عبارت یون تھی کہ یا شیخ سید عبد القادر
جیلانی شیئاً یا اللہ جہلانی اوسمین مانند یہود کی تحریف کردی فقط والدلیل علی ذلک قولہ تعالی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الی ان قال مؤلف ہذہ الرسالۃ
المردودۃ اور پوچھی جائینگی بت جیسا کہ بیچ قول اللہ کی وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ مَا یَنْبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ اَوْلِیَآءَ
الآیۃ انتہی ملخصاً اقول وباللہ التوفیق ان وہابیہ مانند مؤلف کو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم و بزرگان دین پر افترا کرنی
اور جھوٹ بنانی مین نہ خوف خدا ہی اور نہ شرم بندونکی مولف کو اس افترا علی اللہ تعالی والرسول والاولیاء کی سبب سی مصداق
آیت وَلٰكِنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ کا کہا جاوی تو بجا ہی اس بیباک و ضلال و اضلال ناک سی
پوچھنا چاہیے کہ اری کذاب و مفتری کس آیت یا حدیث صریح سی ثابت ہی کہ اللہ تعالی آنحضرت صلعم سی بھی وہ سوال کرے گا
جو تونی بیان کیا ہی اور آنحضرت صلعم وہ جواب دینگی جو تونی گھڑا ہی قرآن شریف مین تو فقط حضرت عیسی علیہ السلام اور معبودین
مشرکین سی سوال کرنا خدا تعالی کا اور اونکا جواب دینا ثابت ہی اوس مین ایسا عموم کہان ہی جو آنحضرت صلعم سے
و اہل بیت سی اور اولیاء سی بھی سوال کرنیکو شامل ہووی پس اوس آیت کو جسمین عیسی علیہ السلام سوال ہونیکا اور معبودین
مشرکین سی سوال ہونیکا ذکر ہی مولف نی جو دلیل اسکی قرار دی ہی کہ آنحضرت صلعم و اہل بیت و حضرت غوث اعظم رض سی بھی
سوال ہوگا یہہ سراسر حماقت و جہالت و ضلالت و افترا آیت قرآنیہ پر ہی اگر مولف سچا اور مسلمان اور موافق اہل حق کے
عقیدہ رکھتا ہی تو علماء اہل حق اہل سنت و جماعت معتبرین کی اقوال سی اسکی تصریح دیکھاوی کہ آنحضرت صلعم و حسنین رض
اور حضرت غوث اعظم رح سی بھی بدلیل ہر دو آیت مذکورہ سوال ہوگا ورنہ مولف کا تمام اہل حق اور سبیل مؤمنین کی
خلاف ہو کر ضال و مضل ہونا ثابت ہے اور یہہ قیاس مؤلف کا ایسا ہی جیسا کہ منکرین قرآن و معاندین دین نے
ربا یعنی سود کو بیع پر قیاس کیا اور مانند بیع کی سود کو بھی حلال جانا اور کہا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا جیسی شیخ نجدی نے
خود کو حضرت آدم علیہ السلام سی خیر بہتر اس قیاس سی جانا تھا کہ مین نار سی پیدا ہوا ہون اور آدم علیہ السلام مٹی سی
پیدا ہوئی ہین اور سجدہ کرنیکا آدم علیہ السلام کو انکار کیا تھا جیسی کفار نی اِنْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہکر نزول احکام الٰہی کا

انبیاء علیہم السلام پر انکار کیا اور اپنے اوپر قیاس کر کے اپنا سا بشر جانکے یہہ جانا کہ جیسے ہمپر احکام نہین نازل ہوتے ہین بلکہ نازل نہین ہوسکتے ہین ایسے ہی انبیاء علیہم السلام پر بہی نازل نہین ہوسکتے ہین اس مؤلف نادان و بے ادب کو اسقدر بہی پاس ادب ساتہہ حبیب خدا تعالی کے نہین کہ آنحضرت صلعم کو ایسے سوال و جواب سے جسکا ثبوت نہ قرآن مین نہ حدیث مین ہے نہ کسی عالم معتبر کے قول سے ہے بری و محفوظ جانے نعوذ باللہ من ذلک کیا یہہ بے باک تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ پر بہی ایمان نہین لایا ہے جس سے فضیلت بعض رسول کی بعض پر اور بعض کے درجات بعض پر بلند ہونا واضح ہے اور مفسرین نے تحت اس آیت کے آنحضرت صلعم کی تمام انبیاء و رسل سے افضل ہونیکی تصریح کی ہے اور تمام امت محمدیہ صلعم کا اجماع و اتفاق بلا خلاف کی ہے کہ آنحضرت صلعم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین بلکہ خود آنحضرت صلعم نے بطور وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے اپنے افضل ہونے کے اور اکرم ہونیکی تمام اولین اور آخرین سے تصریح فرمائی ہے چنانچہ حدیث مروی ترمذی و داری کی روایت ابن عباس رض یہہ ہے کہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین انا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر وانا اکثرھم تبعا اور حدیث بخاری و مسلم کی بروایت انس رض ہے کہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین انا سید الناس یوم القیمۃ اور حدیث ابی ہریرہ کی ہے کہ آن سرور علیہ السلام فرماتے ہین انا اطمع ان اکون اعظم الانبیاء اجرا یوم القیمۃ بلکہ ایک حدیث ترمذی مین اسطرح بہی فرمایا ہے آن سرور کائنات صلعم نے انا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی اور ایک حدیث دارمی مین ہے ان النبی صلعم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر اور ایک حدیث مین اسطرح بہی ہے اما ترضون ان یکون ابراھیم وعیسی کلمۃ اللہ فیکم یوم القیمۃ وقال الھما فی امتی یوم القیمۃ ان تمام احادیث سے آنحضرت صلعم کا بزرگ زیادہ ہونا تمام انبیاء و رسل اولین و آخرین سے اور قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار ہونا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا آنحضرت صلعم کے نشان کے نیچے ہونا اور تمام انبیاء علیہم السلام سے آپکا اجر و ثواب مین قیامت کے دن زیادہ ہونا اور آپکا تمام رسول کے پیشوا ہونا ثابت ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کا دن قیامت کے آنحضرت صلعم کی امت مین داخل ہونا ثابت ہے پس جب آنحضرت صلعم کو عیسی علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام پر ایسا شرف و بزرگی اور فضیلت ہے اور آنحضرت صلعم کی امت مین مانند ابراہیم و عیسی علیہ السلام سے اولو العزم پیغمبر داخل ہوئے تو دوسرے انبیاء علیہم السلام پر آنحضرت صلعم کو قیاس کرکے

جو سوال اون دوسرونسی ہوگا ویسا ہی سوال آنحضرت صلعم سی ہونیکا اعتقاد کرنا قیاس مع الفارق ہی اور باطل ہی اور بطور
دلالت مساوات یا دلالت اولی بہی اون آیاتسی جنمین عیسی علیہ السلام سی اور معبود مشرکین سی سوال ہونیکا ذکر ہی آنحضرت
صلعم کی حق مین ویسا سوال ہونا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہی کیونکہ یہ تو جب ثابت ہوتا کہ آنحضرت صلعم سی عیسی علیہ السلام
ومعبودین ومشرکین کا برابر ہونا یا اولی واعلی ہونا فضیلت وکرم مین ثابت ہوتا جب یہہ ثابت نہین ہی تو بطور دلالت
نص بہی ثبوت اسکا ہرگز نہین ہوسکتا ہی پس مؤلف کا خدا تعالی اور آنحضرت پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا واضح ہی
اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانا موجب استحقاق دخول نار کا ہی بلکہ بعض کی نزدیک تو کفر ہی ملا علی قاری رح نے
حدیث نبوی (مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ) کو بہت سی طرق سی ساتہہ الفاظ متفاوتہ کی نقل کیا ہے
اپنی موضوعات کبیر مین پھر بحوالہ جلال الدین سیوطی رح کی صفحہ ۹ مین یہہ نقل کیا کہ اس حدیث کو سو صحابہ سی زیادہ نے
روایت کیا ہی اونکی عبارت یہہ ہی قال الحافظ السیوطی روی ھذا الحدیث اکثر من مائۃ من الصحابۃ
انتہی اور اسی صفحہ مین ہی قال شیخ مشائخنا الحافظ جلال الدین السیوطی لا اعلم شیئا من الکبائر
قال احد من اھل السنۃ بتکفیر مرتکبہ الا الکذب علی رسول اللہ صلعم فان الشیخ ابا محمد
الجوینی من اصحاب الشافعی وھو والد امام الحرمین قال ان من تعمد الکذب علیہ علیہ
السلام یکفر کفرا یخرجہ عن الملۃ وتبعہ علی ذلک طائفۃ منھم الامام ناصر الدین بن المنیر
من ائمۃ المالکیۃ قلت ویؤیدھما قولہ علیہ السلام لیس الکذب علی ککذب علی غیری
وکذا امرہ بقتل من کذب علیہ ولحراقہ بعد موتہ وذلک لان الافتراء علیہ افتراء علی اللہ
فانہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) ویقویہ قولہ فی ما تقدم ما اقول الا ما نزل
من السماء فاذا کان کذلک (فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا) وانما یفتری الکذب الذین
لا یؤمنون بآیات اللہ ای الکذب علی اللہ ورسولہ فان الکذب علی غیرھما لا یخرجہ عن الایمان
باجماع اھل السنۃ والجماعۃ انتہی یعنی کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ اہل سنت وجماعت مین سی کسی نی اوس گناہ کی
کرنیوالی کو کافر کہا ہووے سوائی جھوٹ بنانیکی اوپر آنحضرت صلعم کی کہ شیخ ابو محمد جوینی رح نی جو امام شافعی صاحب کی اصحابمین سی
ہین اور وہ والد ہین امام الحرمین کی اونہون نی فرمایا ہے کہ جو آنحضرت صلعم پر تعمدا جھوٹ بناوی تو وہ ایسا کافر ہوجاتا ہے
کہ اسلام سی نکل جاتا ہی اور امام جوینی کی قول کی موافق ایک گروہ دوسرے نی بہی کہا اوس گروہ مین سی ایک امام ناصر الدین ہین
جو ائمہ مالکیہ مین سی ہین اور ملا علی قاری صاحب فرماتی ہین کہ مین کہتا ہون کہ امام جوینی اور امام ناصر الدین نے

و
اقوال النبی صلعم ۱۲ منہ

جو آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنی والیکو کافر فرمایا ہی تو اونکی قول کی یہہ حدیث رسول اللہ صلعم کی بھی تائید کرتی ہی لیس الکذب علی ککذب علی غیری یعنی آنحضرت صلعم فرماتی ہین کہ مجھپر جھوٹ باندھنا مانند جھوٹ باندھنی کی اوپر غیر میری کی نہین ہی اور ایسی ہی اون دونون امامونکی قول کی تائید یہہ بھی کرتا ہی کہ آنسرور علیہ السلام نی اوس شخص کی قتل کرنیکا حکم دیا اور بعد موت کی جلا دینی کا حکم دیا تھا جس نی آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھا تھا اور یہہ حکم آنحضرت صلعم کا جھوٹ باندھنی والی پر اسواسطی ہے کہ آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنا اور افترا کرنا خدا تعالی پر جھوٹ باندھنا اور افترا کرنا ہی کیونکہ جو کچھ آنحضرت صلعم احکام شرعیہ بیان فرماتی ہین تو وہ سوائی وحی کی اللہ تعالی کیطرفسی دوسرا کچھ نہین ہے اور اوسکی وحی الہی ہونیکی یہہ حدیث بھی تائید کرتی ہی کہ جو کچھہ مین کہتا ہون وہ تمام آسمان سی ہی نازل ہوا ہے پس جب ایسا ہوا کہ آنحضرت صلعم پر افترا کرنا اور جھوٹ بنانا خدا تعالی پر افترا کرنا اور جھوٹ بنانا ہی اور خدا تعالی پر افترا کرنیوالا بہت بڑا ظالم ہے اور خدائی تعالی اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بنانیوالی ایسی ہی لوگ ہوتی ہین جو خدا تعالی کی آیات و کلام پر ایمان نہین رکھتی ہین خدا اور رسول پر ہی جھوٹ بنانیسی آدمی کافر ہوتا ہی انکی غیر پر جھوٹ بناوی تو کافر نہین ہوتا ہی اور انکی یعنی خدا رسول کی غیر پر جھوٹ بنانا جھوٹ بنانیوالی کو ایمان سی خارج نہین کرتا ہی اور اس خارج نکرنی پر اجماع اہل سنت و جماعت کا ہی اس تقریر ملا علی قاری رح سی بھی آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانیوالیکا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنی کی حرمت سخت ہونیمین اور حرمت قطعی ہونیمین تو کسی کو کلام ہی نہین ہے اور ایسی حرمت کی حلال جاننی سے کافر ہونا بخوبی کتب دینیہ سی ثابت ہی پس مولف رسالہ نی سوال و جواب مذکورین کی بارہ مین خدا تعالی اور رسول اللہ پر جھوٹ باندھا ہی کیونکہ کسیطرح سی اون سوال و جواب کا ثبوت قرآن و حدیث و اجماع سی نہین ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ مولف ایسا کہدینی اور ایسی سوال و جواب کی نسبت خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم کی طرف کرنیکو حرام بھی نہین جانتا ہوگا بلکہ عین حق و حلال اعتقاد کرتا ہی اسیواسطی اوسکی بارہ مین وہ آیت جسمین عیسی علیہ السلام سی سوال ہونی اور اونکی جواب دینی کا ذکر ہے اور دوسری آیت جسمین معبودین مشرکین کی سوال و جواب کا ذکر ہے مولف نی پیش کی ہے پس مولف کو اب ایمانسی لوگونکو خبردار ہو جانا چاہئی دیکھو آنحضرت صلعم و صحابہ تو ایسی احتیاط کرتی تھے کہ حتی الامکان جو حدیث کہ اپنی کانونسی آنحضرت صلعم کی زبانی سنی ہوتی تھی وہ بھی اس خوف سی روایت اور نقل نہین کرتی کہ کہین زیادہ و کم اوسمین نہو جاوی اور ہم آنحضرت صلعم پر جھوٹ بنانی والونمین نہ داخل ہو جاوین چنانچہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دار قطنی مین ہی عن انس انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا ان النبی صلعم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس حدیث سے

واضح ہو کہ حضرت انس رضی صحابی آنحضرت صلعم کی فرماتی ہین کہ مین اسواسطے بہت حدیث نہین روایت کرتا کہ آنحضرت صلعم نے
یہہ فرمادیا ہی کہ جو مجھپر قصد جھوٹ بولنیکا کرے تو چاہیے اوسکو کہ اپنی جگہہ دوزخ قرار دیلے اور بخاری ابی داؤد نسائی ابن ماجہ
دارقطنی مین ہی عن عبد اللہ بن الزبیر قال قلت للزبیر انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللہ
صلعم کما یحدث فلان وفلان قال اما انی لم افارقہ منذ اسلمت ولکنی سمعتہ یقول من کذب
علی فلیتبوأ مقعدہ من النار زاد الدارقطنی واللہ ما قال متعمدًا وانتم تقولون متعمدًا
یعنی عبد اللہ بن زبیر رضی کہتے ہین کہ مین نے زبیر رضی اللہ تعالی صحابی رسول اللہ صلعم سے کہا کہ جسطرح فلان فلان صحابی روایت
حدیث کی کرتی ہین اسطرح تمکو مین نے روایت حدیث کرتے نہین سنا زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہہ جواب دیا کہ جبسے کہ مین
اسلام لایا ہون آنحضرت صلعم سے جدا نہین ہوا ہون لکن مین نے آنحضرت صلعم کو یہہ حدیث فرماتے ہوئے سنا ہی کہ جو شخص
مجھپر جھوٹ بولے تو وہ اپنی جگہہ دوزخکو بنالے یعنے چونکہ رسول اللہ صلعم نے ایسا فرمادیا ہے تو کمی زیادتی ہوجانیکے خوف سے
اور اس حدیث کی مصداق بنجانیکے ڈر سے مین روایت حدیث رسول اللہ کی نہین کرتا ہون اور دارقطنی کی روایت
اسقدر اور زیادہ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ یہہ بھی فرماتے ہین کہ تم متعمدًا کی قید لگاتے ہو قسم اللہ تعالی کی رسول اللہ
صلعم نے متعمدًا نہین فرمایا ہے یعنی آنحضرت صلعم نے جو یہہ وعید فرمائی ہی تو یہہ وعید تعمد و قصد پر موقوف نہین کی بلا اس قید کے
بھی یہی وعید ہی اور امام احمد و بزار و ابی یعلی و دارقطنی و حاکم کی روایت مین ہی عن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ انہ کان
یقول ما یمنعنی ان احدث عن رسول اللہ صلعم ان لا اکون ادعی اصحابہ عنہ ولکنی اشہد
لسمعتہ یقول من قال علی کذبًا فلیتبوأ بیتًا فی النار یعنی حضرت عثمان رضی فرماتے ہین کہ مجھکو حدیث آنحضرت
صلعم کی بیان کرنیسے یہہ امر مانع نہین ہی کہ مجھکو حدیث رسول اللہ صلعم کی یاد و حفظ نہین ہی بلکہ مجھکو آنحضرت صلعم کی حدیث
بیان کرنیسے یہہ بات مانع ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا ہی کہ جو مجھپر جھوٹ کہے تو اپنا گھر آگ مین چاہیے کہ بنالے طبرانی کی
اوسط مین یہہ روایت ہی عن ابی خلدۃ قال سمعت میمون الکردی وھو عند مالک بن دینار وقال
لہ مالک بن دینار ما للشیخ لا یحدث عن ابیہ فان اباک قد ادرک النبی علیہ السلام وسمع منہ
فقال کان ابی لا یحدثنا عنہ علیہ السلام مخافۃ ان یزید او ینقص فی الکلام وقال سمعتہ علیہ
السلام یقول من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس سے بھی واضح ہی کہ شیخ میمون کردی رح کے والد
صحابی تھے رسول اللہ صلعم کے وہ بھی آنحضرت صلعم کی حدیث روایت اس خوف سے نہین کرتے تھے کہ کہین کمی بیشی کلام مین
ہوجاوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ نہوجاوے اور اس حدیث کی مصداق نہ بنجاوین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو مجھپر

جھوٹ بولے تو اپنی جگہہ آگ مین بناوے اور ابن عدی کی روایت مین ہی عن صہیب ولفظہ من کذب علی کلف یوم
القیمہ ان یعقد بین شعیرتین فذالک الذی یمنعنی من الحدیث اس سی بہی واضح ہی کہ صہیب صحابی رضی
رسول اللہ صلعم کی فرماتی ہین کہ مین اس خوف سی روایت حدیث رسول اللہ صلعم کی نہین کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے
یہہ فرمایا ہی جو شخص مجھپر جھوٹ بولے تو قیامت کی دن اوسکو یہہ تکلیف دیجاویگی کہ درمیان جو کے دانہ کی گرہ لگاوی یہہ روایات
موضوعات کبیر ملا علی قاری سی نقل کی گئی ہین ایک عبارت دوسری اوسی کتاب کی یہہ ہی ثم من روی عن النبی
علیہ السلام حدیثا وھو شاک فیہ اصحیح او غیر صحیح تکون کاحد الکاذبین لقولہ علیہ السلام
من کذب علی حدیثا وھو یری انہ کذب حیث لم یقل وھو یستیقن انہ کذب للتحرز عن
مثل ذلک کان الخلفاء الراشدون والصحابۃ المنتخبون یتقون کثرۃ الحدیث عنہ علیہ السلام
وکان ابوبکر وعمر یطالبان من روی لہما حدیثا عنہ علیہ السلام لم یسمعاہ عنہ باقامۃ البینۃ
علیہ ویتواعدانہ فی ذلک وکان علی یستحلفہ علیہ وکان بعض المحتاطین من المحدثین
من الصحابۃ والتابعین کان یقول قریبا من ھذا او نحو ھذا او شبہ ھذا کل ذلک خوفا من
الزیادۃ والنقصان او السھو والنسیان وکان من جملۃ المحتاطین فی ھذا الامر والشان ابو حنیفۃ
النعمان وقد اخبر علیہ السلام بما یقع فی اخر الزمان فی امتہ من الروایات الکاذبۃ والاحادیث
الباطلۃ فحذرھم عن ذلک خوفا ان یقع ھالک ھناک فقال سیکون فی آخر الزمان اناس
من امتی یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم اخرجہ مسلم من حدیث ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالی عنہ ومن ھذا قیل الاسناد من الدین لانہ مدار المجتھدین انتہی یعنی جو شخص
حدیث رسول اللہ صلعم کی بیان کرے اسحالت مین کہ اوسکو شک ہو کہ آیا یہہ حدیث صحیح ہی یا غیر صحیح ہی تو وہ جھوٹون مین سی ہے
یا اون دو جھوٹون مین سی ہے کہ وہ راوی اور مروی عنہ اوس حدیث کی ہین بسبب فرمانی آنحضرت صلعم کی کہ جو شخص حدیث میری
طرف سی نقل کرے اسحالمین کہ اوسکی رائے مین یہہ ہووے کہ وہ جھوٹ ہی اس حدیث مین آنحضرت صلعم نی یہہ نہین فرمایا کہ وہ یقین
رکھتا ہووے کہ وہ جھوٹ ہی یعنی جب آنحضرت صلعم نی یہہ قید نہین لگائی کہ اوس حدیث کی جھوٹی ہونیکا اوسکو یقین ہووے
اوسوقت اوسکی حق مین یہہ وعید ہی تو حالت گمان وشک جھوٹ کا ہونیمین بہی اوسکی حق مین وہی وعید ہی جو آنحضرت
صلعم نی فرمائی ہے اور واسطی پرہیز کرنی اور بچنی کی ایسی وعید سی خلفاء راشدون اور دوسری صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
آنحضرت صلعم سی زیادہ روایت کرنیکی بارہ مین پرہیز کرتی تہی اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی

سامنے جو کوئی ایسی حدیث آنحضرت صلعم کی بیان کرتا تھا کہ وہ حدیث ان دونون صاحبون نے آنحضرت صلعم سے خود نہ سنی
ہوتی تھی تو اوس حدیث کی روایت کرنیوالے سے گواہ طلب کرتے تھے اور اس بارہ مین اوسکو ڈراتے تھے اور حضرت علیؓ اوس
حدیث کی روایت کرنیوالے سے حلف اور قسم لیتے تھے اور بعضے صحابہ و تابعین جو احتیاط والے تھے حدیث آنحضرت صلعم کی روایت
کرکے فرماتے تھے کہ آنحضرت صلعم اسکے قریب یعنی جیسا کہ ہمنے کہا ہے اسکے قریب قریب آپ فرماتے تھے یا مانند اسکے فرماتے تھے یا مشابہ
اسکے فرماتے تھے ایسے کلمات روایت کرتے وقت وہ صحابہ و تابعین احتیاط والے بسبب خوف کمی بیشی اور سہو و نسیان کے فرماتے تھے اور ایسے
امر مین احتیاط کرنیوالون مین سے امام اعظم امام حنیفہ رح بھی تھے اور آنحضرت صلعم نے اول سے ہی ایسی خبر دی تھی کہ آخر زمانہ مین آپکی
اُمت کے درمیان ایسا واقع ہوگا کہ روایات کاذبہ و احادیث باطلہ لوگ روایت کرینگے اسیواسطے کہ کوئی ایسی روایات کاذبہ
اور احادیث باطلہ بیان کرکے ہلاک نہووے آپنے اول ہی ڈرایا اور فرمایا تھا کہ آخر زمانہ مین میری اُمت مین سے بعضے لوگ ایسی
حدیثین تمکو سناوینگے کہ تمنے اور تمھارے باپون نے بھی نہ سنین ہونگی اونسے تم بچو اور پرہیز کرو اسیواسطے اسناد حدیث دین مین
قرار دی گئی ہے اوسی کتاب ملا علی قاری صاحب مین یہہ عبارت بھی ہے وقد حکی الحافظ ابو بکر بن الخیر اتفق العلماء
علی انہ لا یصح لمسلم ان یقول قال رسول اللہ صلعم کذا حتی یکون عندہ ذلک القول مرویا ولو علی
اقل وجوہ الروایات لقولہ علیہ السلام من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی بعض الروایات
من کذب علی مطلقا من غیر تقیید انتہی یعنی تمام علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ کسی مسلمان کے واسطے صحیح اور جائز نہین
یہہ کہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا فرمایا ہے جبتک اوس مسلمان کے نزدیک وہ فرمانا آنحضرت صلعم کا روایات سے ثابت نہوا ہووے
اگرچہ اقل وجہ روایت کے ہووے اور یہہ اسواسطے جائز نہین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمادیا ہے کہ جو شخص جھوٹ بولے مجھپر قصداً
پس چاہیے کہ وہ اپنی جگہہ دوزخ کو بنالے اور بعض روایات مین اسیقدر آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو جھوٹ بناوے مجھپر تو چاہیے کہ جگہہ دوزخ مین
بنالے اوسمین قید قصد اور عمد کی آپنے نہین فرمائی ہے اب مسلمان غور کرین مؤلف کے حال مین کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے
اون احادیث کی روایت کرنے اور بیان کرنے مین بھی خوف کرتے تھے جو اون صحابہؓ نے خود آنحضرت صلعم سے سنی تھین اور کمی بیشی
ہوجانیکے خوف سے جو موجب استحقاق وخول نار ہے لوگونکے سامنے نہین بیان کرتے تھے اور یہی عذر پیش کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے
جھوٹ بنانیوالے کے حق مین ایسا فرمایا ہے جیسا کہ مکرر اوپر گذرا ہے اور یہہ مؤلف ایسا بیباک و نڈر بلکہ مفتری خدا تعالی اور رسول
اللہ صلعم پر ہے کہ جس سوال و جواب کے ہونیکو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم نے نہین فرمایا ہے اور کسیطرح سے اوسکا ثبوت کسی روایت قوی
وضعیف سے ہرگز نہین ہے وہ بھی خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم پر اپنی نفس امارہ سے لگائے دیتا ہے اور خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر
جھوٹ باندھتا ہے اور افترا کرتا ہے کہ اللہ تعالی یہہ سوال آنحضرت صلعم سے کریگا اور رسول اللہ صلعم یہہ جواب دینگے

نعوذ باللہ من ہذہ الکذب علی اللہ ورسولہ مؤلف کو اونہین لوگونمین سی جاننا چاہیئے کہ جنکی حق مین آنحضرت صلعم نی یہہ فرمایا ہے
کہ آخر زمانہ مین ایسی حدیثین بیان کرینگے کہ تمنی اور تمہاری باپون نی بہی کبھی نہ سنی ہونگی بلاشبہہ مولف اسکا مصداق ہی
کہ یہہ اسنی ایسی حدیث بیان کی کہ کسی مسلمان کی دادا اور پردادا نی بہی ہرگز نہین سنی ہوگی پس موافق فرمانی آنحضرت
صلعم کی مسلمانونکو چاہیئے کہ مؤلف کو ایسی کذابونمین سی جانکر مؤلف سی اشد پرہیز کرین اور اس سوال وجواب کا چونکہ ثبوت
کسی قسم کی روایت سی نہین اور باوجود اسکی مولف اسکا قائل ہوا تو جو امر غیر صحیح وغیر جائز باتفاق تمام علمار کی ہی اوسکا مولف
مرتکب بلکہ مستحل ہوا تو مولف کی ایمان کا حال مسلمان معلوم کرین اگر مولف واسطے دفع الوقتی اور اپنی برأت عن القباحت
کیواسطی یہہ دھوکہ عوام کو دی کہ آنحضرت صلعم پر کذب وافترا کرنا حرام سخت اور بعض کی نزدیک کفر اور مخالف حدیث
من کذب علی الحدیث کی اوسوقت ہی کہ کوئی قصداً اور عمداً آنحضرت صلعم پر جھوٹ بولی اور افترا کرے اور مین نی قصداً
اور عمداً آنحضرت صلعم پر جھوٹ نہین باندھا اور افترا قصداً و عمداً نہین کیا پس ارتکاب حرام وکفر عند البعض
ومخالفت حدیث کا مین نے نہین کیا تو مؤلف کی دھوکہ کا جواب یہہ ہی کہ جب مولف کی نزدیک ایسی سوال وجواب کا
ثبوت روایات کسی قسم کی سی نہین ہے اور باوجود اس عدم ثبوت مذکور کی مولف اسکا قائل ومعتقد ہی تو یہی قصداً
وعمداً جھوٹ آنحضرت صلعم پر بلکہ خدا تعالی پر بھی باندھنا مولف کا ثابت پس قلع وقمع ایمان مولف کا ہونا ثابت ہے
دوسرا جواب یہہ ہی کہ بہت روایات حدیث من کذب علی الحدیث مین لفظ تعمداً و متعمداً کا نہین چنانچہ اوپر چند روایات
ایسی بہی گذرین ہین کہ اونمین قید متعمداً کی نہین ہے اس قید سی وہ روایات مطلقہ ہین اور اسیواسطی کہ بعض وقت آنحضرت
صلعم نی یہہ قید متعمداً کی نہین فرمائی ہی روایت دارقطنی مین زبیر رضی اللہ تعالی اسی اوپر گذر چکا ہی کہ وہ یعنی زبیر رضی اللہ تعالی
بالتصریح یہہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلعم نی متعمداً نہین فرمایا ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ کہنا حضرت زبیرؓ کا موافق اپنی
اپنی علم کی ہے اور موافق اپنی سماعت کی ہی یعنی آنحضرت صلعم نی جسوقت حدیث مذکور حضرت زبیرؓ کی روبرو بیان فرمائی
اوسوقت یہہ قید متعمداً نہین فرمائی ہوگی اسیواسطی حضرت زبیرؓ آپکی اس قید متعمداً کی فرمانیکا قسم کھاکر انکار کرتے ہین
اور دوسری صحابہؓ کی روبرو حدیث مذکور فرماتی وقت آپنی یہہ قید بہی فرمائی ہوگی اور ایک مضمون کی حدیث کئی مرتبہ
فرمانا اور بعض مرتبہ ایک قید کی ساتھہ فرمانا اور بعض مرتبہ بلا قید کی فرمانا عقلاً وشرعاً وعرفاً کچھ بعید نہین ہی پس جب
حدیث مذکور بلا قید متعمداً کی اور مع قید متعمداً کی دونون طرحسی وارد ہی اور یہی یعنی بعض روایات کا اس قید سی مطلق ہونا
ملا علی قاری رح کی اوس عبارتسی جو ابھی آخر مین منقول ہوئی ہے ثابت ہی تو ہم حنفیہ کی اصول وقواعد کی موافق جس حدیث
مین قید متعمداً کی ہی اوس سی متعمداً آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنی کی حرمت کا ثبوت ہی اور بعض کی نزدیک کفر کا ثبوت ہے

اور اوس حدیث سی جسمین متعمداً کذب آنحضرت صلعم پر باندھنی کی حرمت و کفر کا ثبوت ہی اوسمین اسپر دلالت نہین ہی موافق مذہب
حنفیہ کی کہ بلا تعمد کی آنحضرت صلعم پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا درست ہی غایت یہہ ہی کہ یہہ مسکوت عنہ ہی یعنی اوس حدیث مین بلا تعمد کی
آنحضرت صلعم پر افترا کرنے اور جھوٹ باندھنی سی حرمت و کفر ہونی اور نہونیسی سکوت ہی نہ اوسمین سی حرمت و کفر ثابت ہوتا ہی اور نہ
عدم حرمت و عدم کفر معلوم و مفہوم ہوتا ہی پھر جب دوسری روایات کو دیکھا جاتا ہی جنمین متعمداً کی قید نہین ہی تو اونسی بلا قید
تعمد کی بھی آنحضرت صلعم پر افترا کرنے اور جھوٹ باندھنی کا عدم جواز اور بعض کی نزدیک کفر ثابت ہوتا ہی تو بلا قید تعمد کی بھی حرمت
یا کفر کا ثبوت ہوگیا پس چونکہ بلا قید تعمد کی بھی حرمت یا کفر کا ثبوت ہی اون روایاتسی جنمین قید تعمد کی نہین ہی تو اسیواسطے
حضرت زبیر صحابی رسول اللہ صلعم نی یہہ صاف فرمادیا ہی کہ آنحضرت صلعم نی متعمداً نہین فرمایا ہی تم متعمداً کہتی ہو جسکی مراد یہہ
ہوسکتی ہی کہ آنحضرت صلعم کی نزدیک آنحضرت صلعم پر جھوٹ بولنی اور افترا کرنے پر جو وعید ہی تو اسپر موقوف نہین کہ تعمداً ہی
کوئی آپ پر جھوٹ بولیگا تو دوزخی ہوگا ورنہ نہوگا اگر تعمد پر دوزخی ہونیکو موقوف کرتی ہو تو تم اپنی طرفسی اور اپنی رای سے
موقوف کرتی ہو یہہ موقوف کرنا آنحضرت صلعم کیطرفسی نہین ہی اور اسی واسطے کہ مطلق یعنی بلا قید تعمد کی بھی یہی وعید ہی دوسرے
صحابہ بھی روایت احادیث کرنیسی ڈرتی تھے ورنہ یہہ تو ظاہر ہی کہ کوئی ادنی صحابی بھی آنحضرت صلعم پر تعمداً جھوٹ
نہین بول سکتا ہی اگر کسی صحابی سے جو کچھ بالفرض واقع ہوتا تو بلا تعمد ہی واقع ہوتا جب بلا تعمد مین قباحت نہین تھی
تو روایت کرنیسی اور تبلیغ احکام کرنیسی جسکی آنحضرت صلعم کیطرفسی صحابہ نامور تھی کیون باز رہتی اور ملا علی قاری حنفی
جو آخر عبارت مین یہہ کہدیا کہ بعض روایت مین من کذب علی مطلقاً آیا ہی قید متعمداً نہین ہی اس سی غرض ملا علی
قاری رح کی بھی یہی ہی کہ بلا تعمد بھی کسی سی آنحضرت صلعم پر جھوٹ و کذب واقع ہوگا تو اوسپر بھی وہی وعید ہی کہ جگہہ
اوسکیواسطی دوزخ ہی اسکی نظیر کہ ایک جگہہ ایک قید ذکر کی ہووی اور اوس جگہہ ایک حکم لگایا ہووی اور دوسری جگہہ بغیر اوس قید کی
ذکر کیا ہووی اور وہانسی وہی حکم ہم حنفیہ کی اصول کی موافق ثابت ہووی جو وہان ثابت ہوا تھا جہان مع قید کو ذکر کیا تھا
قرآن مین بھی موجود ہی کما قال اللہ تعالی وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ یعنی جو شخص اس قدر زیادتی مال کی طاقت نرکھی کہ عورتون حرہ مسلمان سی نکاح کری
تو وہ شخص کنیزکون اور باندیون مسلمان سی نکاح کرے اس آیت مین خدا تعالی نی باندیونسی نکاح کرنیکی جواز کو معلق اسپر کیا
کہ حرہ کی نکاح کی طاقت و وسعت نہو یعنی اسقدر مال زائد نہو کہ جسکی ذریعہ سی نکاح حرہ سی کرے اور باندیونمین بھی قید مسلمان ہونیکی
لگائی ہم حنفیہ کی نزدیک باوجود وسعت نکاح حرہ کی بھی باندی و لونڈی سی نکاح درست ہی اور اگر لونڈی کتابیہ سی نکاح کرے
تب بھی درست ہے اس آیت کی بارہ مین ہماری علماء یہہ فرماتی ہین کہ خدا تعالی نی وقت نہونی قدرت کی اوپر نکاح حرہ کی لونڈیونکی

ساتھہ نکاح کرنیکا حکم ہمارے واسطے بیان کردیا اور اس آیت مین نکاح لونڈیونسے وقت ہونے قدرت کے اوپر نکاح حرہ کے سکوت ہے نہ اوسکی نفی
ہے نہ اثبات ہے دوسری دلیل خارجی سے کہ وہ آیت وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ ہے وقت قدرت کے اوپر نکاح حرہ کے بھی لونڈیسے
نکاح کا جواز ثابت ہے اسیطرح لونڈی مسلمان سے اس آیت مین نکاح کرنیکا ذکر ہے اور کتابیہ سے نکاح کرنیکی نہ اسمین نفی ہے
نہ اثبات ہے پس جس دلیل سے مطلقہ کتابیہ کا نکاح درست ہے خواہ وہ لونڈی خواہ حرہ اوس سے لونڈی کتابیہ کا نکاح بھی ثابت
ہے تھوڑی سی عبارت تفسیر احمدی کی نقل کیجاتی ہے وہ یہہ ہے وعندنا جاز نکاح الامۃ وان کان قادرًا
علی الحرۃ وذلک لان اللہ تعالیٰ انما بین الحکم عند عدم الطول علی الحرۃ واما عند الطول
علیہا فالنص ساکت عنہ فلم یوجب نفیا ولا اثباتا فبقی علی الحل الاصلی عملا بقولہ تعالیٰ وَاُحِلَّ
لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ وھٰکذا جاز نکاح الامۃ الکتابیۃ ایضًا عندنا لان الوصف بمنزلۃ الشرط
فکما لا یلزم من نفی الشرط نفی المشروط عندنا فکذلک لا یلزم من نفی الصفۃ نفی الموصوف
انتہی اور ہدایہ اور اوسکی شرح نہایہ مین ہے ہم وعندنا الجواز مطلق نش ای جواز النکاح الامۃ مطلقًا
مسلمۃ کانت او کتابیۃ م لاطلاق المقتضی نش وھو قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء
انتہی پس اسیطرح جس روایت مین قید متعمدًا کی ہے اوس سے حالت تعمد مین جھوٹ آنحضرت صلعم پر بولنے سے دوزخی ہونیکی
ثبوت ہے اور جس روایت مین یہہ قید تعمد کی نہین ہے اوس سے بلا تعمد کے بھی جھوٹ آنحضرت صلعم پر بولنے سے دوزخی ہونا ثابت
ہے پس بہر صورت مؤلف کا افترا کرنا اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ بولنا اور مستحق دوزخ ہونا اس جھوٹ باندھنے کے سبب سے
ثابت ہے اگر مؤلف یہہ دھوکہ لوگونکو دیوے کہ مین نے یہہ نہین کہا کہ خدا تعالیٰ سوال آنحضرت صلعم سے امور مذکورہ کے بارہ مین کریگا
اور آنحضرت صلعم وہ جواب دینگے جو اوپر مذکور ہوا ہے مین نے تو یہہ کہا ہے کہ گویا فرمائیگا اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد صلعم کو) اور اسی
طرح آنحضرت صلعم کے جواب دینے کے بارہ مین مین نے اسطرح کہا ہے (گویا کہیگا اللہ کا حبیب) اور یہہ عبارت اردو ترجمہ ہے میری
عبارت عربی کا جو اس سے پہلے مین نے اس بارہ مین لکھی ہے وہ عبارت عربیہ میری یہہ ہے (فکانہ یقول اللہ تعالیٰ لنبیہ
وحبیبہ محمد صلعم یا محمد ع انت قلت للناس انا احمد بلا میم وانا عرب بلا عین فکانہ یقول علیہ الصلوٰۃ
والسلام لا یا رب لا ینبغی لی ان ان اقول الخ) اس عبارت عربیہ مین بھی سوال وجواب دونو مین لفظ کان کا
موجود ہے پس یہہ سوال وجواب جو مین نے ذکر کیا ہے تو یقینًا یہہ سوال وجواب معنًا مین نے نہین ذکر کیا کیونکہ لفظ کان عربی مین
اور لفظ گویا اردو مین یقینًا نہونے پر دال ہے اور یہہ وعید جو احادیث نبویہ سے ثابت ہے تو اوس شخص کے حق مین ہے جو یقینًا
آنحضرت صلعم پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو جواب اس دھوکہ مولف کا یہہ ہے کہ اگرچہ تمنے لفظ کان کے ساتھہ عبارت عربیہ مین

اور لفظ گویا کی ساتھہ عبارت اُردو مین اپنے سوال و جواب گھڑی ہوئی اور افترا کی ہوئی کو ذکر کیا ہی لکن پہلی اس سی شروع
عبارت عربی مین لفظ کَاَنَّ کا ذکر نہین کیا ہی شروع عبارت تمہاری یہہ ہی یُسئل الانبیاءُ والاولیاءُ یوم القیمۃ
الزاما للحجۃ علی المخالفین اس عبارت عربیہ مین لفظ کَاَنَّ نہین جزماً اس سے بحسب تمہارے زعم فاسد کے تمام
نبیون اور اولیاء سی سوال ہونا ثابت ہی اور اسیطرح تمہاری عبارت اُردو یہہ ہی (پوچھی جائینگی سب نبی اور کل ولی قیامت
کی دن مخالفون پر حجت قائم کرنیکی لئے الزاماً) اس عبارت اُردو سے بھی بخوبی واضح ہی کہ سب نبی جنمین آنحضرت صلعم بھی ہین
سوال ہوگا اور اس عبارت مین کوئی لفظ ایسا نہین ہی جو اسپر دال ہو کہ مولف یہہ قول جزماً و یقیناً نہین کہتا ہی بلکہ بطور
شک و گمان و وہم کی کہتا ہے پس اُردو عبارت مولف سی بھی یہی ثابت ہی کہ مولف کی نزدیک یقیناً و جزماً آنحضرت صلعم سی بھی
سوال ہوگا پس جب جزماً یقیناً یہہ کذب و افترا مولف کا ثابت ہوا تو مولف بنابر اس قول شروع عبارت کی وعید حدیث نبوی کا
مصداق بنا اور مولف مستحق دوزخ بلکہ بعض کی نزدیک کافر ہوا اور سوال و جواب پر عبارت عربیہ لفظ کَاَنَّ اور اوسکی ترجمہ اُردو مین
لفظ گویا جو داخل کیا ہی اوسکا حال یہہ ہے کہ لفظ کَاَنَّ کی خبر اگر جامد ہو تو لفظ کَاَنَّ واسطی تشبیہ کی ہوتا ہی اور اگر اوسکی خبر
مشتق ہو تو لفظ کَاَنَّ واسطے شک کی ہوتا ہی چنانچہ مطول کی بحث اداۃ التشبیہ مطبوع نولکشور کی صفحہ ۵۴۹ مین ہے
اداۃ التشبیہ الکاف وکَاَنَّ قال الزجاج انہ للتشبیہ اذا کان الخبر جامدا نحو کَاَنَّ زیداً اسد
وللشک اذا کان مشتقا نحو کَاَنَّکَ قائم ولان الخبر فی ھذا المعنی ھو المشبہ اذ القائم فی کَاَنَّکَ قائم
بعینہ ھو المخاطب باسم کَاَنَّ والشیٔ لا یُشبہ بنفسہ انتہی پس جب کَاَنَّ کی دو قسم کی استعمال ہوئی ایک
تشبیہ کو دوسرا شک اور قول مولف کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ اللّٰہُ اور کَاَنَّہٗ یقول علیہ السلام مین تشبیہ نہونا واضح ہی اسواسطے کہ
خدا تعالی کو خدا تعالی کی قول کی مشابہ کہنی کی کچھہ معنی فہم سلیم کی نزدیک نہین ہوسکتی ہین اور نہ آنحضرت صلعم کو یہہ کوئی کہہ
سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی قول کی مشابہ ہین کیونکہ ایسی کہنی کا بی معنی ہونا واضح ہی پس اس قول مولف مین یہہ کلمہ کَاَنَّ کا
واسطے شک کی ہوا تو اس سی کہ یہہ سوال و جواب جو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم کی طرف مولف نی منسوب کیا ہی کسی روایت ضعیف
و قوی و ادنی و اعلی سی یہہ ثابت ہرگز نہین ہی اور یہہ بالکل مولف نی افترا کیا ہے اور خدا رسول پر جھوٹ باندھا ہے
اور یہہ موجب دخول نار ہی چنانچہ بخوبی اوپر گذرا ہی قطع نظر کرکے ہم کہتی ہین کہ مولف کو اس سوال و جواب خدا رسول صلعم
مین شک ہی چنانچہ لفظ کَاَنَّ اور اوسکی ترجمہ گویا سے یہہ ظاہر ہی اور یہہ موضوعات کبیر ملا علی قاری رح سی اوپر گذر
چکا ہے کہ کوئی شخص حدیث آنحضرت صلعم کی شک مین ہو کر نقل کری یا بیطور کہ آیا حدیث صحیح ہی یا غیر صحیح ہی یعنی
روایت کرنیوالی کو صحیح و غیر صحیح ہونیکا شک ہو اور باوجود اس شک کی پھر بھی روایت حدیث کی کرتا ہی تو وہ بھی

احد الکاذبین مین سے ہی اور وہ مصداق قولہ علیہ السلام من کذب علی حدیثا وھو یری انہ کذب کا ہے
وعبارت موضوعات کبیر کی تھوڑی سی دوبارہ پھر نقل کیجاتی ہی وہ یہہ ہی ثم من روی عن النبی علیہ السلام
حدیثا وھو شاک فیہ اصحیح او غیر صحیح یکون کاحد الکاذبین لقولہ علیہ السلام من کذب علی
حدیثا وھو یری انہ کذب وحیث لم یقل وھو یستیقن انہ کذب انتہی پس مولف کا احد الکاذبین
مین سے ہونا واضح ہی اور اس سوال و جواب مذکور کی نسبت خدا تعالی کیطرف کرنیسے مولف پر ایک بہت بڑی قباحت
یہہ بھی لازم آتی ہی کہ یہہ دعوی مولف نے غیب دانی کا کیا ہی اسلئے کہ اس سوال و جواب کے ہونیکی قیامت مین مولف خبر دیتا ہے
اور قیامت کے حال کی خبر دینا خبر غیب کی ہی اور مولف کے نزدیک ان سوال و جواب کے بارہ مین نہ تو کوئی حدیث صریح ہے
اور نہ آیت صریح ہی چنانچہ اوپر حال معلوم ہو چکا ہی پس یہہ فقط قول مولف کا بلا روایت و بغیر نقل کرنیکے مخبر صادق سے ہی
پس یہہ دعوی علم غیب کا مولف نے کیا ہی اور دعوی علم غیب کا بہ نسبت فرشتون اور ولیون و نبیون کے بھی کوئی کرے تو مولف کے
نزدیک وہ شرک فی علم اللہ ہی چنانچہ مولف نے صفحہ ۵۲ مین اسکو شرک فی علم اللہ ہونیکی تصریح کی ہی عبارت مولف کی یہہ ہی
(اور جو شرک فی علم اللہ ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی یہہ اعتقاد کرے کہ فرشتے اور جنات اور نجومی یا نبی اور ولی علم غیب جانتے ہین الخ)
پس جب مولف کے نزدیک فرشتون اور نبیون اور ولیون کے حق مین کوئی اعتقاد غیب دانی کا کرے تو یہہ شرک فی علم اللہ ہے
تو مولف تو نبی و ولی و فرشتہ بھی نہین ہی اوسنے اپنے حق مین دعوی غیب دانی کا کیا تو مولف کا بھی شرک فی علم اللہ کرنا ثابت
ہوا اور یہہ کچھ ضرور نہین کہ مولف اسطرح بالتصریح کہے کہ مین جانتا ہون خبر غیب کو جب ہی دعوی علم غیب کا کرنا مولف کا
ثابت ہووے بلکہ خبر آیندہ زمانہ کی دینا اور یہہ کہنا کہ قیامت مین یہہ سوال و جواب مخصوص خدا رسول سے ہوگا بغیر فرمانے
خدا رسول کے ایسا اعتقاد رکھنا اور اسکا اظہار کرنا بھی دعوی علم غیب کا ہی پس مولف کا مشرک فی علم اللہ ہونا مولف کی ہی قولسے
ثابت ہی اسیطرح صفحہ ۵۳ مین جو مولف نے یہہ کہا ہی (اب جو علم غیب غیرونکی ذات مین ثابت کرتے ہین ہنوز اونکا ایمان بالغیب
کامل نہین ہوا) تو یہہ بھی مولف پر ہی منقلب ہے جب مولف کا خود کے حق مین دعوی علم غیب کرنا ثابت ہو گیا تو مولف نے
اپنی ذات مین علم غیب ثابت کیا اگرچہ بالتصریح نام نہ لیا پس مولف کا ایمان بالغیب ہنوز کامل نہونا ثابت ہوا مولف
دوسرے مسلمانونکو مشرک و کافر و بدعتی و ضال بتاتا ہے اور اپنے کفر و شرک و ضلالت و بدعت و جہالت و حماقت کی خبر نہین
رکھتا ہی ایسے ہی حضرت عبد القادر جیلانی حضرت غوث اعظم قدس سرہ سے جو قیامت مین یہہ سوال کرنا خدا تعالی کا
بتاتا ہے کہ (اللہ تعالی کہیگا واسطے محی الدین پاک کرے اللہ اوسکے بھیدونکو کیا تو نے کہا تھا اپنے خادمون مریدونکو کہ میرے
گیارہ نامونکی تسبیح کریو اور ختم غوثیہ مین یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئا للہ کہیو) یہہ بھی افترا خدا تعالی پر ہے

اور بغیر خبر دینی مخبر صادق کی جو مولف خدا تعالی کیطرف ایسی سوال کرنیکی نسبت کرتا ہی تو یہی دعوی علم غیب کا ہی اور خدا تعالی پر
افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا اور دعوی علم غیب کرنا مولف کی نزدیک بھی کفر ہے پس یہہ کفر مولف پر ہی عائد ہوتا ہی اہل سنت
وجماعت تو کفر و شرک و بدعت ضلالت سی بری ہین وہابیہ کا ایسا ہی قاعدہ ہی کہ خود کفر و شرک و بدعت کی کلمات بکتی ہین اور اہل
حق اہل سنت وجماعت پر زبردستی بہتان کفر و شرک و بدعت وارتکاب حرمت کا لگاتی ہین ان وہابیہ کا مقتدی و پیشوا خدا تعالی
کی حق مین امکان کذب کا قائل ہوا اور آنحضرت صلعم کی تعظیم فقط بڑی بھائی کی سی تعظیم کرنیکا قائل ہوا اور آنحضرت صلعم کو اپنا بھائی
کہدینا جائز کیا ہی یہہ دونون امر بدعت ضلالت ہین جو تیرا صدی مین ان تمام وہابیہ کی مقتدی نی احداث کی ہی یہہ بدعت
ضلالت مکفرہ ہے نہ فقط محرمہ چنانچہ ان دونون امر کا کفر ہونا رسالہ صیانۃ الناس و بوارق لامعہ سی بخوبی واضح ہی اور ان
وہابیہ نی جو ان دونو بدعت مکفرہ کی جواز کی دلیلین اپنی خواہش نفسانی سی گھڑی تھین اون تمام کا جواب ان دونون رسالون
مذکور مین موجود ہی اور بہت سی بدعات ان وہابیہ نی احداث کی ہین چنانچہ اہل علم منصف پر واضح ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ یہہ وہابیہ
خود تو بدعات نکالتی ہین اور اعتقاد بدعت رکھتی ہین اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی کہتی ہین اپنی بلا دوسرون پر ڈالتی ہین پس
جب مولف کی مقتداؤنکا ہمیشہ سی یہی پیشہ ہی کہ ناحق کو حق اور حق کو ناحق کیا کرتی ہین اور بدعات ضلالات پر چلتی ہین
اور لوگونکو چلاتی ہین خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتاتی ہین بلکہ اس زمانہ مین بعض حمقاء وہابیہ خدا تعالی سی وقوع کذب کی بھی
قائل ہوئی ہین بلکہ ہر وعدہ و وعید و خبر مین کذب ایسا بتاتی ہین جیسی کہ ہر انسان مین حیوان چنانچہ رسالہ صیانۃ الناس کی آخر مین
استقناع الجواب مولوی رشید احمد گنگوہی کا مطبوع کر دیا گیا ہی اوس سی یہہ امر ظاہر ہی جس سی واضح ہی کہ ان حضرات وہابیہ
خصوصاً گنگوہی کی نزدیک تمام اخبار اور وعدہ اور وعید خدا تعالی کی مین کذب موجود ہی کیونکہ جب کذب اخبار و وعدہ و وعید کی
نسبت مانند حیوان کی بہ نسبت انسان کی ہوا تو ہر انسان مین حیوان کا ہونا ضرور و لازم ہی تو اسیطرح ہر وعدہ و وعید و خبر
خدا تعالی مین بھی حضرت گنگوہی اور اوسکی متبعین کی نزدیک کذب بھی ضرور ہوا پس سب اخبار و وعدہ اور وعید جو جو
قرآن شریف مین واقع ہین نعوذ باللہ من ذلک سب مین کذب خدا تعالی سی حضرت گنگوہی و نحوہ کی نزدیک واقع ہوا ہی اور کذب
صدق کی ضد و نقیض ہی پس نعوذ باللہ من ذلک ان وہابیہ کی اعتقاد مین خدا تعالی کاذب ہی نہ صادق اس عقیدہ کفر سخت
ہونیمین کچھہ شک و شبہ نہین ہی جب وہابیہ قدیم و جدید تمام کا ایسا ہی حال ہی کہ ایسی ایسی بدعات مکفرہ کا احداث کیا کرتے ہین
تو مولف نی جو اپنی طرف سی سوال و جواب بنا کر یہہ کہدیا کہ وہ سوال خدا تعالی آنحضرت صلعم سی کریگا اور آنحضرت صلعم اوسکا
وہ جواب دینگی اور یہہ سوال حضرت غوث اعظم رح سی کریگا اور حضرت غوث اوسکا یہہ جواب دینگی یہہ مولف نی اپنی فرقہ وہابیہ کی
طریقہ پر چلنی کو اور سبیل وہابیین کی اتباع کرنیکو یہہ بدعت مکفرہ و مضلہ نکالی ہی کوئی وہابیہ کی طریقہ کی خلاف نہین نکالی

اور جیسی وہابیہ اور دوسری فرقون ناریہ کی عادت ہی کہ بی موقع و بی محل آیات و احادیث پیش کردیتی ہین عوام کالانعام کی بہکانیکی
واسطی ایسی ہی مولف نی بہی بی موقع و بی محل ایسی سوال و جواب کی بارہ مین وہ آیات پیش کردی ہین جو حضرت عیسی علیہ السلام
اور معبودین مشرکین سی سوال و جواب ہونیکی بارہ مین ہین تاکہ عوام دھوکہ و فریب مولف کی مین آکر یہہ گمان فاسد و زعم
کاسد کرلین کہ مولف نی یہہ سوال و جواب حضرت صلعم سی و غوث اعظم سی ہونیکا ثبوت قرآن سی کیا ہی یہہ سراسر دھوکہ اور فریب
دین مین ان بی دینونکا ہی مولف کی اور دوسری وہابیہ کی غرض ایسی جھوٹ و فریب و دھوکونسی اور خصوصًا مولف کی
غرض ایسی جھوٹی سوال و جواب بنانیسی خدا تعالی اور رسول صلعم کی بارہ مین یہہ ہی کہ احمد بلا میم اور عرب بلا عین آنحضرت صلعم کو
کہنا اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ کہنا بالکل ناجائز ہی بلکہ ایسا قبیح اور برا اور بد ہی جیسا کہ عیسی علیہ السلام کو
خدا کہنا اور مشرکین کا اپنی معبودین کی عبادت کرنا خدا تعالی کی نزدیک قبیح و بد ہی بلکہ جیسا کہ عیسی علیہ السلام کو خدا کہنا
اور مشرکین کا اپنی معبودین کی عبادت کرنا کفر و شرک ہی ایسا ہی احمد بلا میم و عرب بلا عین اور یا عبد القادر جیلانی شیئًا
للہ بہی کفر و شرک ہی اور اسیواسطی کہ خدا تعالی کی نزدیک یہہ ایسا بد ہی و کفر ہے تو جیسا کہ عیسی علیہ السلام اور معبودین مشرکین سے
خدا تعالی سوال کریگا ایسا ہی آنحضرت صلعم اور حضرت غوث اعظم سی بہی سوال کریگا ان بی دینونکا خصوصًا مولف کا
خدا تعالی اور رسول اللہ پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا اور اوسکی سبب سے خارج از دین ہونا تو معلوم ہوگیا اب یہہ معلوم
کرنا چاہئی کوئی یہہ کہی کہ آنحضرت صلعم احمد بلا میم اور عرب بلا عین ہین یا یہہ کہی یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیئًا للہ تو یہہ
کہنا شرک و کفر یا حرام ہی یا نہین پس جاننا چاہئی کہ مولف کو اپنی حماقت و جہالت سی یہہ وہم ہوا ہی کہ جب احمد بلا میم ہوگا
تو احد ہو جائیگا اور عرب بلا عین رب ہوگا اور احد اور رب خدا تعالی کی ہی ساتھہ خاص ہی اور جب آنحضرت صلعم کو کسی نی
احد اور رب کہا تو آنحضرت صلعم کو خدا بنایا اور آنحضرت صلعم کو خدا بنانا شرک اور کفر ہے پس احمد بلا میم اور عرب
بلا عین آنحضرت صلعم کو کہنا کفر و شرک ہی جواب اس وہم فاسد و زعم کاسد مولف کا یہہ ہے کہ یہہ سراسر مولف
کی حماقت و ضلالت ہی کہ احد خدا تعالی کی ہی ساتھہ خاص جانتا ہی اور ایسی رب کو بہی مخصوص اوسی جناب باری تعالی
کی ہی ساتھہ مانتا ہی آیت قرآن مین خود خدا تعالی فرماتا ہے اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ الآیہ ایسی ہی خود آنحضرت
صلعم نی فرمایا ہی کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ دیکھو آیت مین تو خدا تعالی نی انسان کو احد فرمایا ہی اور حدیث مین جناب
رسالت مآب نی انسان کو احد فرمایا ہی اور تربیت کی نسبت احد کی طرف آنحضرت صلعم نی کی ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ جسکی
ساتھہ تربیت قائم ہے وہ مربی ہی اور رب کی معنی بہی مربی کی آئی ہین اس حدیث نبوی صلعم سی انسان کو احد کی
اور مربی جو ہم معنی رب کا ہی دونو کہنا ثابت ہی اور دوسری حدیث یہہ ہی قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا

یعنی علامت قیامت سی یہہ ہی کہ لونڈی اپنی مالک اور مربی کو جنیگی اس حدیث مین آنحضرت صلعم نی انسان کو رب فرمایا ہے
اور رب کی معنی مجمع البحار مین یہہ لکھی ہین اَلرَّبُّ لُغَةً اَلْمَالِكُ وَالسَّيِّدُ وَالْمُدَبِّرُ وَالْمُرَبِّي وَالْمُتَمِّمُ وَالْمُنْعِمُ وَلَا
يُطْلَقُ غَيْرُ مُضَافٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا نَادِرًا اَلْمُرَادُ هٰهُنَا الْمَوْلٰى انتهى یعنی رب کی معنی لغت مین مالک اور سید اور مدبر
اور مربی اور متمم اور منعم کی ہین لفظ رب غیر مضاف اکثر و غالبًا خدا تعالی پر ہی بولا جاتا ہی غیر پر بولنا اس لفظ رب کا
بغیر اضافت کی نادر ہی پس جب لفظ احد اور لفظ رب کا اطلاق انسان پر درست ہوا تو معلوم ہوا کہ لفظ احد اور رب
علی الاطلاق خاص ساتھہ خدا تعالی کی نہین ہی بلکہ غیر خدا تعالی پر بھی ان دونون لفظونکا اطلاق درست ہی اگرچہ غیر پر لفظ
رب کا اطلاق مع اضافت درست ہی اور بلا اضافت نادر ہی لکن درست تو ہی پس جس وجہ سی مولف نی احمد بلا میم اور عرب
بلا عین کو شرک اور کفر قرار دیا تھا وہ وجہ مرتفع ہوگئی تو شرک و کفر ہونا بھی قول احمد بلا میم اور عرب بلا عین مرتفع
ہوگیا اور فساد زعم مولف کا ظاہر ہوگیا اب رہی یہہ بات کہ آنحضرت صلعم کی احدیت کس امر مین ہی تو جاننا چاہیی کہ آنحضرت
صلعم تمام انبیاء علیہم السلام سی صورت اور سیرت مین فوق ہین اور تمام انبیاء علیہم السلام علم و بزرگی آنحضرت صلعم کو
نہین پہنچسکتے ہین اور اسیطرح آنحضرت کی خوبیون ذاتیہ اور صفاتیہ مین بھی کوئی شریک نہین ہی اس معانی کی
اعتبار سی آنحضرت صلعم احد و بلا شریک ہین چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ فرماتی ہین ؎ فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي
خُلُقٍ ۞ وَلَمْ يُدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ ۞ مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِهِ ۞ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ مِنْهُ غَيْرُ مُنْقَسِمِ ۞ یعنی
آنحضرت صلعم تمام انبیاء علیہم السلام پر فوق ہین صورت و سیرت مین اور وہ انبیاء علیہم السلام آپکی علم و بزرگی کی نزدیک
بھی نہین ہوئی ہین اور آنحضرت صلعم منزہ و پاک ہین شریک سی اپنی خوبیون مین پس جوہر حسن کا آپ مین ایسا ہی کہ
دوسری مین وہ منقسم نہین ہی اس سی آنحضرت صلعم کا یکتا ہونا صفات کمالیہ مین واضح ہی یہی مضمون حدیث سی بھی ثابت
ہی آیت سی بھی یہی مفہوم ہی شفا قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری کی جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہی (وَهِيَ) اَلْخِصَالُ
الْمُكْتَسَبَةُ الَّتِي وَرَدَ بِاسْتِحْسَانِهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ هِيَ الْمُسَمَّاةُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ (وَهُوَ) حُسْنُ الْاِعْتِدَالِ
فِي قُوَى النَّفْسِ وَاَوْصَافِهَا وَالتَّوَسُّطِ فِيهَا دُونَ الْمَيْلِ اِلٰى مُنْحَرَفِ اَطْرَافِهَا (فَجَمِيعُهَا قَدْ كَانَتْ خُلُقَ نَبِيِّنَا
صَلَّعَمْ عَلَى اَلْاِنْتِهَاءِ فِي كَمَالِهَا وَالْاِعْتِدَالِ اِلٰى غَايَتِهَا حَتّٰى) اَيْ اِلٰى حَدٍّ (اَثْنٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ
فَقَالَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَدْ سَاَلَهَا سَعِيدُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ
خُلُقِهِ صَلَّعَمْ (كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ رَضِيَ اللّٰهُ بِرِضَاهُ) اَيْ يَرْضٰى مَا فِيهِ مِنَ الْوَاجِبِ وَالْمَنْدُوبِ
وَالْمُبَاحِ (وَيَسْخَطُ بِسَخَطِهِ) اَيْ وَيَغْضَبُ وَيَكْرَهُ مَا يُنَافِيهِ مِنَ الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ وَخِلَافِ الْاَوْلٰى وَزَادَ

فی نسخة یعنی التادب بادابه والتخلق بمحاسنه والالتزام لاوامره وزواجره (وقال علیه السلام)
علی ما رواه احمد والبزار (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق) ورواه مالک فی الموطا ولفظه بلغنی ان
رسول الله صلعم قال بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ورواه البغوی فی شرح السنة بلفظ ان الله
بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال ای الملکات النفسیة والحالات القدسیة التی
جمعها حسن الخلق المتضمن لاداء حق الحق والخلق مما لا یستحصی ولا یتصور ان یستقصی وفیه ایماء الی
ان الانبیاء کانوا موسومین بالاخلاق الرضیة والشمائل البهیة الا انها لم تکن علی وجه الکمال
الذی لا یکون فوقه کمال وانه صلعم مجمع الاخلاق العلیة ومنبع الاحوال السنیة بحیث لا یتصور
فوقها کمال حتی من تعدی عن ذلک الحد وقع فی النقصان فی المال ویدل علی ما قررنا حدیث مثلی
ومثل الانبیاء قبلی کمثل قصر احسن بنیانه وترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من
حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی النبیون ویشیر الی
هذا المعنی قوله تعالی الیوم اکملت لکم دینکم انتهی ملخصا اس عبارت سے واضح ہے کہ تمام اوصاف حمیدہ آنحضرت صلعم کی
ایسی نہایت درجہ کمال کو اور ایسی حد اعتدال کو پہنچی ہوئی تھین کہ خدا تعالی نے آپکو اوصاف و خصال کی اپنے قول انک لعلی
خلق عظیم مین ثنا و صفت بیان فرمائی اور آنحضرت صلعم نے خود فرمایا ہے کہ مین واسطے کامل کرنے اور تمام کو پہنچانے مکارم اخلاق
کے نبی بنایا گیا ہون اور اس حدیث نبوی مین اشارہ اسطرف ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام مین اوصاف حمیدہ و سیرتین پسندیدہ
تھین لکن ایسی اونمین نہ تھین کہ اونسے کوئی کمال فوق نہووے اور آنحضرت صلعم مین اوصاف حمیدہ و خصلتین پسندیدہ اس
درجہ کی کامل و تام ہین اور آپکی ذات شریف ایسی خصلتون و اوصاف حمیدہ کی مجمع و منبع ہے کہ اونسے زیادہ اور فوق کوئی کمال
متصور نہین ہوسکتا ہے یہانتک کہ اون اوصاف سے تجاوز کرنا اور آگے بڑھنا نقصان مین پڑنا ہے اور اس مضمون پر یہہ حدیث
بھی دلالت کرتی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ میری اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثل و صفت ایسی ہے کہ کوئی شخص محل بناوے
نہایت عمدہ اور اوس محل عمدہ مین ایک اینٹ کی جگہہ چھوڑ دے اور ایک اینٹ کا نقصان اوس محل مین باقی ہووے اور اوس
محل کے دیکھنے والے اوس محل عمدہ بنانیسے تعجب کرین سوای موضع اوس اینٹ کے پس مین جب ہوا تو اوس جگہہ اینٹ کو مین نے
بند کر دیا اور اوس محل کا کمال اور تمامیت بسبب میرے حاصل ہوئی اور میرے سبب سے انبیاء علیہم السلام ختم ہوئے اور اسی کیطرف
قولہ تعالی اکملت لکم دینکم اشارہ کرتا ہے پس اس عبارت سے واضح ہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کی اوصاف
و خصال مین کسی کو شرکت نہین ہے اور آپکی جو اوصاف ہین وہ ایسے کامل ہین کہ کسی نبی مین ایسے کامل نتھے اور اوپر بھی

احادیث گذر چکی ہین جنسی واضح ہی کہ آنحضرت صلعم تمام اولین وآخرین انبیاء رسل سی افضل ہین اور قیامت مین آنحضرت
صلعم کی نشان کی تحت مین آدم علیہ السلام سی لیکر تمام انبیاء علیہم السلام ہونگی اور حضرت ابراہیم وحضرت عیسی علیہما السلام
آنحضرت صلعم کی امت مین ہونگی پس آنحضرت صلعم کا بہ نسبت تمام انبیاء علیہم السلام کی یکتا اور احدیت الصفات ہونا ثابت ہے
اسیطرح آنحضرت صلعم کا اپنی ذات وصفات مین بہ نسبت دوسری مخلوقات وممکنات کی یکتا ہونا حضرت مجدد الف
ثانی امام ربانی جلد ثالث مکتوبات کی مکتوب صدم صفحہ ۱۸۷ مطبوع نولکشور مین فرماتی ہین اما حضرت پیغمبر ما کہ خاتم
الرسل است بملاحتی کہ دارد محبوب خالق زمین وآسمان است علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات وزمین وزمان را
بطفیل او خلق فرمودہ است کما ورد باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ
فردی از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است
کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ ودیگران را این دولت میسر نشدہ است بیان این دقیقہ آنست
کہ در ماسبق گذشتہ است کہ صفات ثمانیہ حقیقیہ حضرت واجب الوجود جل سلطانہ ہرچند داخل دائرہ وجوب است اما بواسطہ
احتیاجیکہ اینہا را بآنحضرت ذات است تعالی را آنچہ امکان درینہا کائن است وچون در صفات حقیقیہ قدیمہ را آنچہ امکان را
گنجائش گشت در صفات اضافیہ حضرت واجب الوجود تعالی ثبوت امکان بطریق اولی باشد وعدم قدم شان نیز اول
دلیل باشد بر امکان شان وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ناشی ازین
امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہرچند بدقت نظر صحیفہ ممکنات
عالم را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ بنشاء خلقت وامکان او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام
در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف
تر است وچون لطیف تری از وی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی بقدر الحاجۃ اور اسی مکتوب مین صفحہ
۱۸۸ مین فرماتی ہین کہ علم جملی کہ از صفات اضافیہ گشتہ است نوری کہ در نشاء عنصری بعد از انصباب از اصلاب
بارحام متکثرہ بمقتضای حکم ومصالح بصورت انسانی احسن تقویم است ظہور نمودہ است ومسمی بمحمد واحمد شدہ الی ان قال
پس علم را باذات عالم اتحادی است واضمحلالی کہ غیر او را نیست ازینجا قرب احمد با احد باید دریافت چہ واسطہ دارد وآن
صفت علم است امری است کہ اتحاد بمطلوب دارد پس حجابیت را در آن چہ گنجائش انتہی بقدر الحاجۃ اس تمام عبارت سی
واضح ہی کہ آنحضرت صلعم کی پیدائش بھی ایسی نایاب وعجیب تری رتبہ ہی کہ کسی فرد کی ساتھہ افراد مین سی مناسبت نہین رکھتی ہے
آنحضرت صلعم کی پیدائش خدا تعالی کی نور سی ہے آنحضرت صلعم جو فرماتی ہین کہ مین اللہ تعالی کی نور سی پیدا کیا گیا ہون دوسرے

کسی شخص کو یہہ دولت نصیب نہین ہوئی ہی اور آپکا ممکن ہونا بہی مانند ممکن ہونی دوسری کسی مخلوق کی نہین ہی آپکا
ممکن ہونا بہی تمام ممکنات کی ممکن ہونیسی جدا اور فوق ہی اسہی سبب سی آپکا سایہ بہی نتھا اور علم اجمالی جو صفت ہے
صفات اضافیہ سی وہ بمقتضائی حکمت و مصلحت کی صورت انسان مین ظاہر ہوئی اور محمد احمد نام رکھی گئی اور علم کو ساتہہ ذات
عالم کی ایسا اتحاد ہی اور اوس ذات مین ایسا اضمحلال و نیست نابود ہو جانا ہی کہ اوسکی غیر مین ایسا نہین ہی یہانسی قرب
احمد ساتہہ احد کی جاننا چاہیے کہ فقط صفت کا واسطہ ہی اور وہ بہی ایک چیز ایسی ہی کہ مطلوب سی اتحاد رکھتی ہی پس
حجاب کو احمد اور احد کی درمیان کہان گنجائش ہی پس باین معنی آنحضرت صلعم احمد بلا میم کوئی کہی اور اپنی اوصاف مین
اور اکرام اور احسان خداوندی مین تمام مخلوقات سی یکتا و تنہا جانی تو اسمین کوئی قباحت شرعی و عقلی و عرفی ہرگز نہین ہی
اسکا منکر تو ملحد و منکر فضائل آنحضرت صلعم کا ہی ہوگا دوسرا تو کوئی ہرگز نہین ہو سکتا ہی اور مومنین محبین یہہ فرماتی ہین
؎ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ ؛ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ ؛ یعنی چھوڑ دی اوس دعوی کو جو کہ دعوی
کیا تہا خدا ہونیکا اپنی نبی عیسی علیہ السلام کی حق مین نصاری نی اور نسبت کر ساتہہ جس چیز کی چاہی تو قسم تعریف سی بیچ شان
بلند آنحضرت صلعم کی اور حکم کر اوسمین یعنی تعریف مین اپنی عقل و شرع کی رو سی ؎ وَانْسِبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ؛
وَانْسِبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ ؛ یعنی نسبت کر طرف ذات آنحضرت صلعم کی شرف اور بزرگی سی جو چاہی تو منسوب کر
طرف مرتبہ آنحضرت صلعم کی جو چاہے تو اور جسقدر چاہے عظمت اور بڑائی کو ؎ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ ؛ یعنی فضل و کمال آنحضرت کا اسقدر ہی کہ اوسکی کوئی حد نہین ہی کہ آشکارا کری کوئی آپکی
فضل و کمال کو کوئی کہنی والا زبان و منہہ سی اور دوسرا اہل ایمان نی تصریح کی ہی کہ آپکی ثنا و تعریف کما حقہ ممکن نہین ہے مختصر
بات یہہ ہی کہ خدا تعالی کی بعد آپ ہی کا رتبہ ہی نہ کسی دوسری کا ؎ یا صاحب الجمال و یا سید البشر ؛ من وجہک المنیر لقد
نور القمر ؛ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ؛ پس آنحضرت صلعم کا احمد بلا میم ہونا بالمعنی
المذکور واضح ہی وہابیہ حمقار مانند مولف کی اپنی سفاہت و تعصب و عناد سی احد کو منحصر احدیت الوہیت مین کرکی احد کا لفظ
آنحضرت صلعم کی نسبت کسی طرح درست نہین کہتی شرک بتاتی ہین خود ہی مشرک و بدعتی ہین نہ اہل سنت و جماعت اسیطرح
آنحضرت صلعم کی نسبت رب کا اطلاق بہی درست ہی چنانچہ اوپر مجمع البحار سی گذر چکا ہی کہ رب کی معنی سید و مربی و متمم کی بہی
ہین اور غیر خدا تعالی پر بہی اطلاق لفظ رب کا درست ہی رب المال اور رب الدین کتب فقہہ مین بہی بہت آتا ہی اور رب الدار
بہی مستعمل ہی اور حدیث سی بہی رب کا اطلاق غیر اللہ پر اوپر معلوم ہو چکا ہی پس آنحضرت صلعم رب الانبیاء بمعنی سید الانبیاء
یا رب الامۃ یا رب الارواح بمعنی مربی الامۃ یا مربی الارواح ساتہہ اوس معنی کی جو آپکی لائق ہین کہ جیسی باپ اپنی بچون کا

مربی قرار دیا جاتا ہی ایسی ہی آنحضرت صلعم باپ سی زیادہ مربی اُمت کی ہین کوئی آنحضرت صلعم کو اعتقاد کری تو اسمین کوئی خرابی
عقلی یا شرعی یا عرفی ہرگز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کی صفت کمال کی ثابت ہوتی ہی اور خدا تعالی کی تنزیہ کی یہہ کچھہ منافی
نہین ہی دوسرا جواب یہہ ہی کہ جسقدر اسمار الہی ہین سوای اسم اللہ کی تمام کی ساتھہ متخلق ہونا بندہ کا جیسا کہ اوسکی حال کے
مناسب ہے جائز ہی اور اوس اسم خدا تعالی کا اطلاق اوس بندہ پر ساتھہ اوس معنی کی جو لائق بندہ کی ہین جائز ہے چنانچہ ترجمہ
مشکوۃ کتاب اسمار اللہ تعالی کی اول مین ہی شیخ عبد الحق دہلوی رح فرماتی ہین وآنچہ میگویند کہ بندہ متصف بصفات حق و متخلق
باخلاق وی تعالی میگردد معنی این سخن نہ آنست کہ بندہ بعین صفات حق متصف گردد حاشا یا صفات بندہ مثل صفات وے
سبحانہ میشود چہ مثل آنرا گویند کہ بجمیع وجوہ مشارک بود وی تعالی لیس کمثلہ شیئ است بلکہ مراد آنست کہ بوجہی از وجوہ پرتوی
از صفات حق مناسب حال بندہ بر آن می افتد چنانکہ این اسم را بران اطلاق توان کرد و در حقیقت اصلا مشارک نیست
جز اطلاق لفظ مثلا رحمت و قدرت و عزت کہ صفات حق تعالی اند حقیقت دیگر دارند و آنچہ در بندہ پیدا میشود مثل آنست
تعالی عن ذلک و تخلق در غیر اسم اللہ است از اسمار صفات و آنچہ تعلق در جمیع اسمار است کہ اعتقاد معانی آن کردہ بصدق
ہمت متوجہ بآن باشند و حق عبودیت دران ادا نمایند و باوجود آن متخلق و متحقق بدان شوند و اما در اسم اللہ تعالی تعلق است
نہ تخلق انتہی بقدر الحاجۃ اس سی واضح ہی کہ بندہ کا متخلق و متصف ہونا ساتھہ اسمار صفات خدا تعالی کی باین معنی
جائز ہے کہ کسی قسم کا پرتو اسم صفت خدا تعالی کا موافق حال بندہ کی بندہ پر پڑے اسطرحسی کہ اسم صفت مذکور کا اطلاق
بندہ پر کر سکین اور وہ صفت جو بندہ مین پرتو پڑنے سے پیدا ہوئی ہی وہ خدا تعالی کی صفت سی حقیقت مین غیر ہی فقط نام مین
شریک ہے اور تعلق جمیع اسمار صفات و ذات خدا تعالی کی ساتھہ اسطرح ہی کہ اونکی معانی کا اعتقاد کرکے اوسکی طرف متوجہ ہووے
اور حق عبودیت و بندگی کا اوسمین ادا کرے اور باوجود اسکی اوسکا پرتو اپنی مین حاصل کری لکن اسم اللہ مین فقط تعلق ہی
ہو سکتا ہے نہ تخلق بھی شیخ دہلوی رح اُسی کتاب مین اَلْبَدِیْعُ اسم صفت الہی کی تحت مین فرماتی ہین ابدع مخلوقات محمد رسول
اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم و او است فرد کامل و احد در اتصاف بصفات حق و تخلق باسمائی وی تعالی علی الاطلاق نہ
کہ ہیچکس او را مثل و نظیر نیست اللہم صل وسلم علی محمد بعدد کل ذرۃ شعر منزہ عن شریک فی محاسنہ ؛ فجوہر الحسن
فیہ غیر منقسم ؛ علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات انمہا و اکملہا اس سی واضح ہی کہ آنحضرت صلعم
تمام اسمار صفات الہی کی ساتھہ متخلق ہین اور تمام اسمار صفات الہی کا پرتو موافق حال آپکی آپ مین متحقق ہی اور اوپر کی
عبارت سی معلوم ہو چکا ہی کہ جس اسم صفت کا پرتو موافق اوسکی حال کی بندہ مین متحقق ہو تو اوسکا یعنی اوس اسم صفت کا اطلاق
بندہ پر درست ہی پس اس مذکور کی موافق واضح ہی کہ اسم صفت رب کا پرتو بھی آنحضرت صلعم مین بالضرور متحقق ہے

اور اسم رب کا اطلاق بھی آنحضرت صلعم پر بسبب متخلق ہونیکے ساتھہ پر تو رب کے جیسا کہ آپکے حال کے موافق ہے جائز ہے اور یہی
شیخ محدث دہلوی رح مدارج کی جلد آخر کی آخر میں فرماتے ہیں قسم دیگر کمال کونی است کہ متصف و متخلق است کل بدان
و آن صفات حمیدہ است کہ مجموع آن مکارم اخلاق است و مخفی نیست کہ جمع نکردہ است ہیچ یکی از خلق خدا چنانکہ بود بر آن
محمد صلعم از مکارم اخلاق و محامد صفات کہ از وی پیدا شدہ و ناشی گشتہ و بوی ختم شدہ و اتمام یافتہ و لہذا گفتہ است حق جل و علا
در حق وی انک لعلی خلق عظیم و کتب سیر و احادیث مرویہ مشحون است بدان و لا تعد و لا تحصی است و گفت شیخ عارف کامل
عبد الکریم جیلی صاحب کتاب ناموس اعظم و قاموس اقدم و این کلمات ملتقط از انجا است کہ مکارم اخلاق مذکورہ در کتب قطرہ ایست
نسبت بدریا از انچہ وارد نشدہ و حکایت کردہ نشد و انچہ وارد نشدہ جمع نکردہ آنرا ہیچ یکی سوای وی و مخصوص نگشت
بدان ہیچ احدی غیر وی صلعم و معلوم گشتہ بوی کمال معنوی خلقی وی و اما کمال خفی کہ بخشیدہ است انرا حق سبحانہ تعالی و مخصوص
گردانیدہ است زیادہ از انکہ درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آن و شناختہ شود مر آن را غایتی و نہایتی زیرا کہ بود وی صلعم متحقق
بجمیع اخلاق الہیہ و صفات ربوبیہ و آوردہ است شیخ رضی اللہ تعالی عنہ صفت صفت و اسم اسم در کتاب موسوم بکمالات الہیہ
در صفات محمدیہ و ذکر کردہ است از ان انچہ دلالت کردہ است کتاب عزیز بران تصریحا و اشارۃ و تلویحا و از انجملہ اسم
اللہ است دلیل بر انکہ آنحضرت صلعم مظہر این اسم است قول وی سبحانہ تعالی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی و قول
وی تعالی ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم و گفتہ است شیخ قدس
سرہ و این است معنی قول وی صلعم انا عبد اللہ و این عبودیت خاص عبارت است از تسمیہ وی باسم پروردگار وی از جہت
تخلق وی باخلاق پروردگار و میگوید شیخ رحمت اللہ علیہ مستبعد مدار این امر را در تعظیم حق مرا در اچہ این طعن نمیکند در نزاہت
اللہ تعالی و چہ نقصان میکند این در کمال الہی وی تعالی گفت بندہ مسکین حصہ بمزید العلم والیقین عجب است از شیخ کہ اعتذار
میکند ازین معنی کہ گویا در تعظیم شان آنحضرت صلعم باینمقدار ایہام بنقص کمال الہی است و این چہ معنی دارد این خود کمال الہی است
کہ این چنین ذاتی ابراز نمودہ و اظہار کردہ و حقیقت محمدی از اکمل شیونات الہی و مظہر کمال نامتناہی است بتحقیق تسمیہ کردہ است او را باسمار کثیرہ و مشہور است
کہ در تمامہ اسمار حسنی الہی تعلق و تحقق ہو و ممکن است الا درین اسم جلیل جز تعلق حاصل نیست و تحقق ممکن نہ و کلام شیخ ناظر در آنست کہ آنحضرت صلعم را تحقق
بدان نیز حاصل در مفہوم این اسم استجماع بجمیع صفات کمال ماخوذ است و حقیقت محمدی را حاصل است جمیع کمالات چنانکہ از بیانی کہ کردہ شد واضح گشت اما شک نیست
کہ مرتبہ الوہیت مخصوص است بذات الہی خدا خدا است بندہ بندہ است محمد بندہ است و شیخ میگوید این بندگی خاص کہ مخصوص ذات شریف او است تقاضا میکند اتصاف او را بجمیع صفات
کمال و تسمیہ او را باسم پروردگار و گویا این مبنی است بر معنی فنا و بقا چون وی صلعم فانی شدہ است در ذات و صفات الہی لاجرم باقی باشد بآن متصف گردد بدان و شیخ در دریافتن حقیقت
محمدی کہ وحدت عبارت از انست چنان غرق شدہ است کہ نفس دوئی از نظر بصیرت وی محو شدہ است واللہ اعلم و میگویند از انجملہ اسم النور است و این اسم

ذاتی است لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ یعنی محمد و کتاب مبین یعنی قرآن و از انجمله اسم حق است قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَاءَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ
وَقَالَ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ یعنی محمد صلعم و از انجمله اسم الرؤف و اسم الرحیم قَالَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ و از انجمله اسم الکریم قال
اللّٰه تعالی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ محمد صلعم و اسم العظیم قال اللّٰه تعالی وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ و خلق وصف اسم است پس وصف
کرد او را بعظمت و اسم الشهید و الشاهد و گفته است وی تعالی در حق نفس خود بطریق حکایت از قول عیسی علیه السلام مر او را
تعالی وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ و گفت وی تعالی در حق محمد صلعم وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا و گفته است شیخ که ذکر کرده است
قاضی عیاض که حق تعالی تسمیه کرده است محمد صلعم را باسم خود الْخَبِيْرُ و باسم خود الْفَتَّاحُ و باسم خود الشَّكُوْرُ و باسم خود
الْعَلِيْمُ الْعَلَّامُ و باسم خود الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالْقَوِيُّ وَالْوَلِيُّ و باسم الغفور و الهادی و المؤمن و المهیمن و الداعی و العزیز
و غیر آن از اسماء الٰهیه مخصوص بوی تعالی و تقدس و آورده است قاضی عیاض دلیل بر هر اسم از قرآن عزیز چنانکه دفع
نکند او را مدافع و نیاید دران مدخل منازعی و گفت اکتفا کردیم ما دران بذکر این مقدار زیرا که خلاف نیست نزد محققین
در آنکه آنحضرت صلعم متصف و متحقق است بجمیع اسماء حسنی و صفات علیا و رسیده است از کمالات مبلغی که نرسد مر هیچ
کس را سوای وی صلی الله علیه وسلم و کان خلقه القرآن و قرآن کلام خدا و صفت اوست پس گردانید عائشه رض صفت
خدا را خلق محمد صلعم و داد معرفت خود داد بدان از جهت اطلاع وی بر آن و گفت وی تعالی در باب قرآن اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
كَرِيْمٍ و وی در حقیقت رسول خداست پس نظر کن باین تحقیق عظیم مر صفات خدا تعالی را که اقامت کرد رسول خود را
در صفات خود و اسماء خود مقام خلیفه در مقام مستخلف و تامل کن دران که در تحت وی سر شریف است مطلع گرداند ما را و ترا
بر حقیقت آن و الله الهادی انتهی بقدر الحاجة اس عبارت سے واضح ہے کہ آنحضرت صلعم متخلق جمیع اخلاق الٰہیہ و صفات ربوبیہ کے ہین اور شیخ
عبد الکریم جیلی کے نزدیک آنحضرت صلعم کے عبد اللہ ہونیکے یہی معنی ہین کہ آپ مظہر اسم اللہ کے ہین اور آپکی عبودیت خاص عبارت ہے
آپکے نام رکھنے سے ساتھہ نام پروردگار کے بسبب متخلق ہونے آپکے ساتھہ اخلاق پروردگار کے اور اس سے کہ حق تعالی نے آنحضرت صلعم کو
ایسا معظم و مکرم کیا ہے اللہ تعالی کی نزاہت اور کمال مین کچھ عیب و طعن و نقصان نہین ہوتا ہے اور اسمین ایہام نقص کمال الٰہی کا
نہین ہے بلکہ یہہ عین کمال الٰہی ہے کہ خدا تعالی نے ایسی ذات معظم و مکرم کو ظاہر و باہر کیا اور اس سبب سے کہ حقیقت محمدی کامل تر
پرتوئے صفات الٰہی کی اور مظہر کمال نامتناہی کی ہے آنحضرت صلعم کے نام بہت سے رکھے گئے ہین اور مشہور تو یہہ ہے کہ تمام اسماء حسنی
خدا تعالی کا تعلق و تحقق ہر دو نو ممکن ہے سوائے اللہ کے کہ اوسکا تعلق ممکن ہے تحقق ممکن نہین ہے لیکن کلام شیخ عبد الکریم جیلی سے
یہہ بھی ثابت ہے کہ اس اسم اللہ کا بھی تحقق آنحضرت صلعم کو حاصل ہے یعنی اس اسم کے مفہوم مین استجماع جمیع صفات کمال کا ماخوذ ہے
اور حقیقت محمدی مین جمیع صفات کمال ہے لیکن اسمین شک نہین کہ مرتبہ الوہیت مخصوص ساتھہ ذات خدا تعالی کے ہے

خدا خدا ہی اور بندہ بندہ ہی آنحضرت صلعم بندی خدا تعالی کی خاص ہین اور یہہ خاص بندہ ہونا جو آنحضرت صلعم کی ذات خاص کی
ساتھہ مخصوص ہے اس امر کو چاہتا ہی کہ آپکو جمیع صفات کمال حاصل ہون اور آپکا تسمیہ باسم پروردگار ہو گویا کہ یہہ
مبنی ہی معنی فنا و بقا پر جب آنحضرت صلعم ذات و صفات الہی مین فانی ہوئی تو ضرور ہی کہ آپ اون صفات کی ساتھہ باقی و متصف
ہون اور شیخ جیلی موصوف دریا فضل حقیقت محمدی مین ایسی غرق ہوئی ہین کہ دوئی نظر بصیرت اونکی سی محو ہو گئی اور شیخ
جیلی موصوف کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم کی نامون مین سی جو خدا تعالی کی نامونمین سی ہے اسم نور بہی ہی اور حق ہی اور رؤف
ہی اور رحیم ہی اور کریم ہی اور عظیم ہے اور شہید ہی اور شاہد ہی اور خبیر ہی اور فتاح ہے اور شکور ہی اور علیم اور علام ہے
اور اول ہی اور آخر ہے اور قوی ہی اور ولی ہی اور غفور ہی اور ہادی ہی اور مؤمن ہی اور مہیمن ہی اور داعی ہی اور عزیز ہی
اور سوائی انکی اور اسمار الہیہ مخصوصہ مین سی بہی آپکی نام ہین یہہ تمام نام آپکی قرآن و حدیث سی ثابت ہین اور کہا کہ ہمنے
اسیقدر نام آنحضرت صلعم کی اون نامونمین سے جو خدا تعالی نی اپنی اسمار حسنی کی ساتھہ آپکی نام رکھی ہین ذکر کیی ہین اور انپر
ہمنی اسواسطی اکتفا کیا کہ محققین کی نزدیک اسمین خلاف نہین ہی کہ آنحضرت صلعم متصف اور متحقق ہین ساتھہ تمام
اسمار حسنی اور صفات علیا کی اور آنحضرت صلعم ایسی حد درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہین کہ سوائی آنحضرت صلعم کی دوسری کسیکو
پہنچنا لائق نہین ہی پس اب بخوبی واضح و لائح ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کو احد اور رب کہنی مین اون مسلمان محبین صالحین
کی نزدیک جو آنحضرت صلعم کی فضل و کمال پر کچھہ بہی مطلع ہوئی ہین اور آنحضرت صلعم کو بندہ خاص پروردگار کا جانتی ہین اور تمام
صفات سی سوائی صفت الوہیت کی آپکو متصف و متخلق جانتی ہین کہ بندہ خاص کیواسطی ایسا ہونا لائق ہی کچھہ شک و شبہ
نہین ہی ہان جو لوگ نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلعم کو بشریت مین دوسری بشر کی مساوی کہتی ہین اور فقط وصف
نبوت مین ہی آپکو اپنی سے زیادہ جانتی ہین اور اسی مساوات فی البشریۃ کی سبب سے ہر ادنی آدمی کا آنحضرت صلعم کو
بھائی کہدینا درست و موافق نص کی گمان کرتی ہین جیسی مولوی رشید احمد گنگوہی اور اونکی تابعین دیوبندی وغیرہم
اور جو لوگ آنحضرت صلعم کی تعظیم فقط بڑی بھائی کی سی جانتی ہین جیسی مولوی اسمعیل دہلوی مقتدای وہابیہ جنمین سی
حضرت مؤلف بہی ہین تو اونکی نزدیک جیسی آنحضرت صلعم پر رؤف و رحیم وغیرہما صفات کا اطلاق شاید درست نہین ہی
ایسی ہی صفت احد اور رب کا بہی اطلاق درست نہو تو کچھہ تعجب نہین ہی ایسی وہابیہ مانند مؤلف کا کیا اعتبار ہی
پس جب ادلہ شرعیہ سی ثبوت احد اور رب کا اطلاق بالمعنی المذکور درست ہوا تو احمد بلا میم اور عرب بلا عین کہنی مین کوئی
قباحت شرعی اور عرفی ہرگز نہین ہی اسمین قباحت قرار دینا اور اس سی آنحضرت صلعم سی خدا تعالی کا سوال کرنا اور رسول اللہ
صلعم کا جواب دینا مؤلف نی جو افترا علی اللہ و رسولہ اپنی خواہش نفسانی کی اتباع کیواسطے گھڑا ہی یہہ تمام بنا فاسد

علی الفاسد اور جہالت وسفاہت وضلالت ہی اب حال یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ کا معلوم کرنا چاہیے کہ جیسے مؤلف نے
آنحضرت صلعم سے سوال وجواب قیامت مین ہونا افترا علی اللہ ورسولہ گھڑا ہی ایسے ہی اس وظیفہ کے بارہ مین بھی حضرت غوث
اعظم رح سے خدا تعالی کا سوال کرنا اور حضرت غوث اعظم رح کا جواب دینا یہہ بھی حضرت غوث اعظم اور خدا تعالی پر مؤلف کا
افترا ہی اور کذب بحت ہی یہہ بھی مؤلف کی ضلالت کا موجب ہی اور سلب ایمان کا سبب ہے اور یہہ بھی بغیر خبر دینے مخبر
صادق کے ہے جو مؤلف نے قیامت مین ایسا سوال وجواب ہونیکی خبر دی ہی پس یہہ بھی دعوی علم غیب کرنے مؤلف پر
مشتمل ہی اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ مولف اور تمام وہابیہ کے نزدیک دعوی علم غیب کفر ہی پس مؤلف اپنے ایمان کی خبر لے
اس وظیفہ سے حضرت غوث اعظم رح سے قیامت مین سوال ہونا جو یہہ مؤلف بتاتا ہی تو اس سے بھی غرض مؤلف کی یہی ہے
کہ عوام کی نظرونمین اس وظیفہ کیطرف سے ایسی بدی آجاوے کہ جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کو نصاری کا خدا کہنا اور مشرکین کا
اصنام کی عبادت بد ہی اگر اس مؤلف کے نزدیک یہہ وظیفہ ایسا بد نہوتا تو اسکو نصاری کے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا
کہنے پر اور مشرکین کے اصنام کی عبادت پر کیون قیاس کرتا اور جن آیتونمین حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال ہونے کا،
اور معبودین مشرکین سے سوال ہونیکا ذکر ہے وہ دلیل اس سوال وجواب کی کیون قرار دیتا اور اگر بطور دلالت نص کے
اس سوال وجواب کا ثبوت اون آیاتسے مؤلف اپنے زعم فاسد مین جانتا ہی تو بطور دلالت نص ہونا بھی اس امر کا مستلزم ہے
کہ یہہ وظیفہ کفر ہونیمین عیسی علیہ السلام کو خدا کہنے اور مشرکین کے عبادت اصنام کی کرنیکے برابر ہووے بحسب زعم فاسد مؤلف کے
یا اوس سے بھی بڑھکر ہووے کیونکہ بدون اسکے دلالت نص کا تحقق نہین ہو سکتا ہی چنانچہ اصول دان پر روشن وہویدا ہے
پس اس سے واضح ہی کہ مولف اس وظیفہ کو ایسا سخت کفر عوام نظرونمین بتانا چاہتا ہی جسکا ذکر ابھی ہوا یہہ سراسر مؤلف کی
وہابیت سخت اور ضلالت کرخت ہی اس وظیفہ کو کفر سے کیا علاقہ ہی بلکہ اسمین تو عند المحققین ضلالت وحرمت
وکراہت بھی ہرگز نہین ہی چہ جائیکہ ایسا کفر جیسا کہ زعم باطل مؤلف ہٹ دھرم کا ہی ملا علی قاری رح نزہۃ الخاطر
الفاتر فی ترجمۃ السید الشریف عبد القادر مطبوع استنبول کی صفحہ ۶۱ مین لکھتے ہین وَعَنِ الشَّیْخِ اَبِی الْحَسَنِ
عَلَی الْخَبَّازِ قَدَّسَ سِرَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّیْخَ اَبَا الْقَاسِمِ عُمَرَ الْبَزَّازَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سَیِّدِیْ السَّیِّدَ الشَّیْخَ
مُحْیَ الدِّیْنِ عَبْدَ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادَانِیْ
بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ
یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ وَیُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ التَّشَہُّدِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً وَیَذْکُرُہٗ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِہَۃِ الْعِرَاقِ

اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً وَیَذْکُرُ اِسْمِیْ وَیَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تُقْضٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیَنْشُدُ
مِنْ کَلَامِہٖ ھٰذَیْنِ الْبَیْتَیْنِ الْمُبَارَکَیْنِ ؎ اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ ؛؛ وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ
نَصِیْرِیْ ؛؛ وَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَھُوَ مَجْدِیْ ؛؛ اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ ؛؛ وَقَدْ جُرِّبَ
ذٰلِکَ مِرَارًا اَفْصَحُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ خود فرماتے ہیں
کہ جو شخص مجھ سے استغاثہ کسی سختی و مشکل میں کرے اور مجھکو میرا نام لیکر ندا کرے تو میں اوس استغاثہ کرنیوالے اور ندا کرنے
والے سے مشکل اور سختی کو دور کردونگا اور جو شخص مجھکو وسیلہ ٹھہراوے اللہ تعالی کیطرف سے کسی حاجت میں تو میں اوسکی حاجت
پوری کردونگا اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر آنحضرت صلعم پر درود
وسلام پڑھے بعد سلام کے گیارہ مرتبہ اور آنحضرت صلعم کو ذکر کرے پھر عراق کی جانب میں گیارہ قدم چلے اور میرا نام ذکر کرے
اور اپنی حاجت ذکر کرے تو باذن اللہ تعالی اوسکی حاجت پوری ہوجاویگی حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی اس
فرمائیسی بخوبی واضح ہے کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی نام کا وظیفہ پڑھے اور حضرت غوث رح کو ندا کرے تو حاجت
پوری ہوجاویگی جس سے روشن و ہویدا کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا جو آپکی نام اور ندا پر مشتمل ہے
خود حضرت غوث اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور یہہ مولف معاند حضرت غوث اعظم سے سوال ہونا ایسی وظیفہ کی اجازت
دینے کا بیان کرتا ہے بایں طور کہ خدا تعالی کہیگا کہ کیا محی الدین تو نے اپنے معتقدوں سے کہا تھا کہ ایسا وظیفہ پڑھنا چنانچہ
یہہ مضمون قول مولف میں اوپر گذر چکا ہے جس سے غرض مولف یہی ہے کہ ایسی وظیفہ کا پڑھنا اور اجازت دینا مولف کی
زعم میں سخت حرام بلکہ کفر و شرک حقیقی ہے پس جب حضرت غوث اعظم رح کے قول سے ایسی وظیفہ کی اجازت ثابت ہوئی
تو مولف معاند کے زعم فاسد کے موافق نعوذ باللہ من ذلک غوث اعظم قدس سرہ نے کفر کرنے اور ارتکاب کرنے حرام
سخت کی اجازت دی پس یہہ مولف در پردہ حضرت غوث اعظم رح کو اسلام سے خارج شمار کرتا ہے ان شیاطین
وہابیوں کا یہی قاعدہ ہے کہ بزرگان دین کے حق میں ایسی ہی اعتقاد فاسد رکھتے ہیں اور ایسا ہی اونکو قرار دیتے ہیں جب
یہہ شیاطین خدا تعالی کی کذب کی ممکن اور وقوع ہونے تک کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بھائی کہنا
اور آپکی فقط بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا کہتے ہیں اور آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کو کنہیا کا جنم بتاتے ہیں
اور یا رسول کہنے کو شرک کہتے ہیں چنانچہ ان شیاطین کے رسائل و کتب میں انکے ایسی اقوال موجود ہیں اور ہم اہل سنت
وجماعت کیطرف سے ان شیاطین کے ایسی اقوال کے جوابات دندان شکن بھی دیے گئے ہیں تو مولف حضرت غوث اعظم رح کی
حق میں ایسا گمان فاسد کرے اور ایسی اقوال بد کہے اور در پردہ اہانت کرے تو کیا عجب ہے ؎ نیش عقرب نہ از پئے کین است

مقتضای طبیعتش این است ؛ ان وہابیہ کی طبیعت کا یہی اقتضا ہی اور اوپر بحث استمداد مین خواہ آنحضرت صلعم کا
یا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ کہنے کی اجازت دینا حصن حصین سے مذکور ہو چکا ہی اور شیخ ابن علوان کو ندا کرنیکا وظیفہ
شامی کی نقل سے مذکور ہو چکا ہے جس سے بزرگان دین سے مدد مانگنے کا جواز اور اونکو وقت حاجت کے ندا کرنیکا ثبوت
واضح ہی پھر اس وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ کی جواز مین کیا تردد ہی اگر مولف یہہ دھوکہ دیوی کہ اسکا
مطلب یہہ ہی کہ کوئی چیز خدا تعالی کیواسطی باینطور کہ خدا تعالی محتاج ہی نعوذ باللہ من ذلک ای عبد القادر جیلانی دو
اور یہہ کفر ہے بسبب محتاج بنانی خدا تعالی کے تو اس دھوکہ کا جواب یہہ ہی کہ یہہ مطلب مولف جیسی وہابی اس عبارتکا
لیوین تو بلاشبہ وہ وہابی کافر ہو جاوینگی اہل سنت وجماعت تو ہرگز یہہ مطلب اس عبارتکا نہین لیتی ہین اور نہ کسی
مسلمان کی حق مین یہہ مطلب لینی کا گمان کرنا درست ہی ہر ادنی اور اعلی جو خدا تعالی پر ایمان لایا ہی کسی کا یہہ عقیدہ
ہرگز نہین کہ خدا تعالی کسی امر کا محتاج ہی ہان وہابی کوئی مانند یہود کی یہہ کہی کہ وَاللّٰہُ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَاءُ یعنے
نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی محتاج ہی اور ہم غنی ہین تو کچھہ تعجب نہین ہی کیونکہ جب خدا تعالی کا ان وہابیہ کی نزدیک
کاذب بالامکان بلکہ کاذب بالوقوع ہونا درست ہی جو الوہیت کی منافی ہی تو دوسری منافی الوہیت کا کہ وہ محتاج ہونا
خدا تعالی کا ہی یہہ وہابیہ اعتقاد رکھین تو کیا عجب ہے اور جب انکی ایمان کا حال معلوم ہو چکا اور انکی اقوال سے ایک
منافی الوہیت اعتقاد رکھنا ثابت ہو چکا تو اب انکی حق مین کوئی ایسا گمان کرے تو گمان کرنیوالا مرتکب کسی امر شنیع کا
بظاہر نہوگا بدگمانی جو منع ہی تو مومنین حقا کی حق مین آیات واحادیث سے منع ہی نہ ایسی ضالین ومضلین کی حق مین جنسے
ایسے امور کا صدور ہو چکا ہی اگر مولف یا کوئی دوسرا وہابی یہہ دھوکہ دیوی کہ در مختار مین ہی وَکَذَا قَوْلُ شَیْئًا لِلّٰہِ قِیْلَ یَکْفُرُ
اس سے شیئاً للہ کہنے سے کافر ہونا معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہی کہ صاحب در مختار تو خود اسکو بلفظ قیل صیغہ تمریض کی ساتھہ بیان
کرکے اسطرف اشارہ کرتے ہین کہ یہہ ضعیف ہی اور صاحب در مختار ہی خود اسی در مختار کی رسم مفتی مین بیان کر چکے ہین کہ اِنَّ الْحُکْمَ
وَالْفَتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَهْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ پس صاحب در مختار کے دونون قولونسے ملکر یہہ ثابت ہوا کہ شیئاً للہ
کہنے سے کافر ہو جانیکا حکم دینے والا مخالف اجماع کا ہی اور جاہل ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ مخالفت اجماع بھی ضلالت ہی اور جہل سے
فتوی وحکم دینا بھی ضلال واضلال ہی لقولہ علیہ السلام لَا یَقْبِضُ اللّٰہُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ لٰکِنْ یَقْبِضُ
الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا
متفق علیہ اس سے واضح ہی کہ جہل وبے علمی سے فتوی دینا ضلال واضلال ہی اور عبارت در مختار رسم مفتی والی سے بھی یہہ ثابت
ہو چکا ہی کہ مرجوع وضعیف پر فتوی دینا جہل ہی پس مولف یا کوئی دوسرا وہابی قول ضعیف کی موافق شیئاً للہ کہنا کفر بتاوے

تو مولف اور دوسرے وہابی کا جہل و بے علمی سے فتوی دینا اور ضال مضل ہونا ثابت ہوگا اور علامہ شامی قول در مختار
ان الحکم والفتیا الخ کی تحت مین فرماتے ہین قولہ وَاَنَّ الْحُکْمَ وَالْفَتْیَا الخ وَکَذَا الْعَمَلُ بِہٖ لِنَفْسِہٖ قَالَ الْعَلَّامَۃُ الشُّرُنْبُلَالِیُّ
فِیْ رِسَالَۃِ الْعَقْدِ الْفَرِیْدِ فِیْ جَوَازِ التَّقْلِیْدِ مُقْتَضٰی مَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ کَمَا قَالَہُ السُّبْکِیُّ مَنْعُ الْعَمَلِ بِالْقَوْلِ الْمَرْ
جُوْحِ فِی الْقَضَاءِ وَالْاِفْتَاءِ دُوْنَ الْعَمَلِ لِنَفْسِہٖ وَمَذْھَبُ الْحَنَفِیَّۃِ الْمَنْعُ عَنِ الْمَرْجُوْحِ حَتّٰی لِنَفْسِہٖ لِکَوْنِ
الْمَرْجُوْحِ صَارَ مَنْسُوْخًا الخ فَلْیُحْفَظْ انتہی اس سے واضح ہے کہ مرجوح وضعیف پر اسواسطے فتوی وحکم اور عمل منع ہے
کہ مرجوح وضعیف منسوخ ہوگیا ہے پس بخوبی واضح ہے کہ قول شیئ للہ کہنے سے کافر ہونیکا فتوی دینا اور حکم کرنا ہرگز
جائز نہین ہے دوسری وجہ قول مذکور سے کافر ہونیکی فتوی دینے کے عدم جواز کی یہہ ہے کہ مدار اعتقاد کا مسائل دینیہ مین اوپر
ادلہ قطعیہ یقینیہ کے ہے اسیواسطے کہ فتاوی مین چونکہ ادلہ قطعیہ کا ذکر نہین ہوتا ہے اور قائل بھی مجہول ہوتا ہے تو اعتقاد
کے بارہ مین فتاوی کی عبارات ونقول پر فتوی نہین دیا جاتا ہے اور اونمین اقوال کفریہ لکھی ہوئی کا اعتبار نہین کیا جاتا ہے
چنانچہ یہہ امر قول ملا علی قاری سے جو شرح فقہ اکبر مین اونھون نے کہا ہے واضح ہے وہ قول ملا علی قاری رح کا یہہ ہے اَنَّ نَقْلَ کُتُبِ
الْفَتَاوٰی مَعَ جَھَالَۃِ قَائِلِہٖ وَعَدَمِ اِظْھَارِ دَلَائِلِہٖ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ مِنْ نَاقِلِہٖ اِذْ مَدَارُ الْاِعْتِقَادِ فِی الْمَسَائِلِ الدِّیْنِیَّۃِ
عَلَی الْاَدِلَّۃِ الْقَطْعِیَّۃِ انتہی بلکہ احادیث احاد مین بھی بعض چیزونکی نسبت جو کفر اور شرک ہونا وارد ہے اسی سبب سے
کہ وہ ادلہ قطعیہ کفر اور شرک کی نہین ہین علماء اون احادیث کی موافق کفر اور شرک ہونیکا حکم اور فتوی نہین دیتے ہین
بلکہ اون احادیث کو تغلیظ پر محمول کرتے ہین یا مراد اون سے کفران نعمت لیتے ہین نہ وہ کفر جو موجب سلب ایمان ہو چنانچہ
شفاء قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری کی جلد ثانی صفحہ ۵۰۳ مطبوع مصر مین ہے (فَقَدْ یُحْتَجُّ بِھَا) ای بظاہرہا (مَنْ
یَقُوْلُ بِالتَّکْفِیْرِ وَقَدْ یُجِیْبُ الْاٰخَرُ) وَھُوَ الْقَائِلُ بِعَدَمِ التَّکْفِیْرِ (بِاَنَّہٗ) اَیِ الشَّاْنَ قَدْ وَرَدَ مِثْلُ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظِ
(فِی الْحَدِیْثِ) النَّبَوِیِّ (فِیْ غَیْرِ الْکُفْرِ عَلٰی طَرِیْقِ التَّغْلِیْظِ) کَقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا
اَوْ کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ
اَتٰی کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتٰی اِمْرَاَۃً حَائِضًا اَوْ اِمْرَاَۃً فِیْ دُبُرِھَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (وَکُفْرٌ)
اَیْ وَبِاَنَّہٗ کُفْرٌ اَیْ کُفْرَانٌ (دُوْنَ کُفْرٍ) اَیْ صَرِیْحٍ (وَاِشْرَاکٍ) اَیْ خَفِیٍّ (دُوْنَ اِشْرَاکٍ) اَیْ جَلِیٍّ کَقَوْلِہٖ
عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (وَاِذَا کَانَ)
الْحَدِیْثُ الْوَارِدُ فِی الْاٰحَادِ (مُحْتَمِلًا لِاَمْرَیْنِ) مِنْ کُفْرٍ اَوْ غَیْرِہٖ (فَلَا یُقْطَعُ) اَیِ الْحُکْمُ بِالْجَزْمِ (عَلٰی اَحَدِھِمَا اِلَّا
بِدَلِیْلٍ قَاطِعٍ) وَاَغْرَبَ الدَّبُّوْسِیُّ بِقَوْلِہٖ اَوْ غَیْرِ قَاطِعٍ وَکَاَنَّہٗ قَاسَ عَلٰی مَسَائِلِ الْفُرُوْعِ حَیْثُ لَا فَرْقَ

عِنْدَ اِمَامِهِمْ بَيْنَ الْقَطْعِيِّ وَالظَّنِّيِّ فِي اِحْكَامِهَا وَغَفَلَ عَنْ اَنَّهُ لَابُدَّ فِي مَسَائِلِ الْاُصُوْلِ مِنَ الْاَدِلَّةِ
الْقَطْعِيَّةِ انتهى ملخصاً بقدر الحاجة پس بخوبی واضح ولائح ہی کہ جب تک کسی امر کا شرک و کفر ہونا دلیل قطعی سے
ثابت نہووی اگرچہ دلیل ظنی اوس امر کی کفر ہونی پر دال ہووی تو وہ امر شرک و کفر عند المعتبرین ہرگز نہوگا اور قول شیئی للہ کی
کفر ہونی پر کوئی دلیل قطعی و ظنی ہرگز قائم نہین ہی اور علامہ شامی نی تحت قول شیئی للہ قیل یکفرہ کی جو یہہ فرمایا ہے
لَعَلَّ وَجْهَهُ اَنَّهُ طَلَبَ شَيْئًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى غَنِيٌّ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَالْكُلُّ مُفْتَقِرٌ وَمُحْتَاجٌ اِلَيْهِ
وَيَنْبَغِي اَنْ يُرَجَّحَ عَدَمُ التَّكْفِيْرِ فَاِنَّهُ يُمْكِنُ اَنْ يَقُوْلَ اَرَدْتُ اَطْلُبُ شَيْئًا اِكْرَامًا لِلّٰهِ تَعَالٰى اھ شرح
الْوَهْبَانِيَّةِ قُلْتُ فَيَنْبَغِي اَوْ يَجِبُ التَّبَاعُدُ عَنْ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ وَقَدْ مَرَّ اَنَّ مَا فِيْهِ خِلَافٌ يُؤْمَرُ بِالتَّوْبَةِ
وَالْاِسْتِغْفَارِ وَتَجْدِيْدِ النِّكَاحِ لٰكِنَّ هٰذَا اِنْ كَانَ لَا يَدْرِي مَا يَقُوْلُ اَمَّا اِنْ قَصَدَ الْمَعْنَى الصَّحِيْحَ
فَالظَّاهِرُ اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِهِ انتهى اسمین لفظ لعل موجود ہی اور معنی وضعی لعل کی مین تردد وقوع و عدم وقوع کی درمیان
ہی یہہ امر آیت اول پارہ کی یَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے
تحت مین تفسیر ابی سعود مین موجود ہی اَلْمَعْنَى الْوَضْعِيُّ لِكَلِمَةِ لَعَلَّ هُوَ اِنْشَاءُ تَوَقُّعِ اَمْرٍ مُتَرَدِّدٍ بَيْنَ الْوُقُوْعِ
وَعَدَمِهِ مَعَ رُجْحَانِ الْاَوَّلِ اِمَّا مَحْبُوْبٌ فَيُسَمّٰى تَرَجِّيًا اَوْ مَكْرُوْهٌ فَيُسَمّٰى اِشْفَاقًا انتهى بقدر الحاجة
اور تفسیر کبیر مین ہی اسی آیت کی تحت مین اِنَّ كَلِمَةَ لَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ وَالْاِشْفَاقِ تَقُوْلُ لَعَلَّ زَيْدًا يُكْرِمُنِيْ وَقَالَ تَعَالٰى لَعَلَّهُ
يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَالتَّرَجِّيْ وَالْاِشْفَاقُ
لَا يَحْصُلَانِ اِلَّا عِنْدَ الْجَهْلِ بِالْعَاقِبَةِ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ مُحَالٌ فَلَا بُدَّ فِيْهِ مِنَ التَّاْوِيْلِ انتهى بقدر الحاجة پس
لعل کی اصل وضع مین تردد و جہل بالعاقبۃ ہی پس جب شامی نی وجہ کفر کی اول مین لفظ لعل ذکر کیا ہی تو اسی سی واضح ہی
کہ اس وجہ کی وجہ کفر ہونی مین شک و تردد یا گمان ہی پس اس وجہ کفر کی عدم مقبولیت پر اول ہی علامہ شامی نی تنبیہ
کردی اور پہر بعد کو بالتصریح فرمادیا کہ عدم تکفیر کو ہی ترجیح دینا چاہئی اور اس قول کی مراد یہہ ذکر کردی کہ طلب کرنا شیئی کا
واسطی اکرام و تعظیم اللہ کی اور پہر یہہ جو فرمایا کہ ایسی عبارت سی دور رہنا چاہئی یا دور رہنا واجب ہی تو اس دور رکھنی کو محمول اوس
شخص کی حال پر کیا ہی جو اس قول شیئی للہ کی معنی نہ جانتا ہووی اور بالتصریح یہہ فرمادیا کہ جو شخص اس قول کی کہنی سی
قصد معنی صحیح کا کری تو ظاہر یہی ہی کہ اسمین کچھہ خوف نہین ہی اور اس تمام ملک ہند کی لوگ خصوصاً شہری لوگ شیئی
اور للہ دونونکی معنی جانتی ہین خواہ جاہل ہون یا عالم اُردو محاورہ مین للہ فلان کو دو تمام لوگ بولتی ہین اور فقیر و مسکین
دروازون اور بازارون وغیرہ مین مانگنی والی بہی یہہ کہتی ہین کہ للہ کچھہ دو خدا کی واسطے دو کوئی انمین سی قصد نہین کرتا ہی

کہ خدا تعالی کی محتاجی کیواسطی دو سب کا قصد یہی ہوتا ہی کہ واسطی بزرگی اور اکرام خدا تعالی کی دو اگرچہ وہ اس عنوان سی تعبیر
نکر سکین لکن مقصود اونکا یہی ہوتا ہی جسکو شک و تردد ہو تو اونسی یہہ سوال کرو دیکھی کہ تم اس کہنی سی کیا مراد لیتی ہو آیا یہہ
مراد لیتی ہو کہ خدا تعالی کی محتاجی کیواسطی اور اسواسطی کہ خدا تعالی محتاج ہی دو یا یہہ مراد لیتی ہو کہ خدا تعالی کی بزرگی اور بڑائی
کیواسطے اور اوسکی نام کی تعظیم کیواسطی دو پھر دیکھی وہ شخص کو جو اونسی سوال کریگا وہ جہال فقراء و مساکین کیا جواب
دیتی ہین پس ایسی عبارات سی دور رہنا جو علامہ شامی نی فرمایا ہی تو وہ اس ملک کے لوگونکی حق مین نہین ہو سکتا ہی کیونکہ یہہ لوگ
ایسی نہین کہ اسکی معنی نہ جانین بلکہ سب اسکی معنی جانتی ہین ہان کوئی مقام ایسا ہووے کہ وہانکی لوگ ایسی جاہل و اجہل ہون
اور اونکی زعم مین خدا تعالی کا محتاج ہونا جائز بلکہ واقع ہو تو اونکی حق مین یہہ علامہ شامی کا فرمانا مستقیم ہو سکتا ہی اور اگر
للہ کی معنی مین یہی احتمال غیر غنی ہونی خدا تعالی کا ہوگا تو بہت آیات قرآن شریف اور احادیث مین ایسا لفظ للہ کا
موجود ہی چنانچہ فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ بہی قرآن مین ہی پھر چاہیی کہ اسمین بہی گمان و احتمال غیر غنی ہونی خدا تعالی کا ہووے
اور للہ خمسہ کہنا ناجائز ہووی اور اس سی دور رہنا واجب ہو جاوی اور بطلان اسکا ظاہر ہی اور اسی سبب سے کہ یا شیخ عبد القادر
جیلانی مین کوئی وجہ مخالفت موجود نہین ہی اور توہمات جو کسی نی اسمین کئی ہین وہ تمام مدفوع و باطل ہین اور انپر استحالات
غیر عدیدہ لازم آتی ہین علماء منصفین متدبرین کی نزدیک اسمین کوئی وجہ موجب حرمت بہی نہین کفر تو کجا اور علامہ
رملی رح نی اپنی فتاوے خیریہ مین صراحۃ فرمادیا کہ یا عبد القادر شیئاً للہ مین طلب شیئی کی اکراماً للہ ہی اور فرمایا علامہ موصوف
کہ قید الشرائد و نظم الفرائد مین جو ہی کہ شیئاً للہ کہنی سے کافر ہو جاتا ہی بعض کی قول مین تو اس سی کسی کو دھوکہ مین پڑنا درست
نہین ہی اسواسطی کہ اسکی یعنی کافر ہونیکی کوئی وجہ و دلیل موجود نہین ہی اور پناہ ہی اللہ کی اس سی کہ یہہ کفر کو واجب و ثابت
کرے اور وجہ کفر کی یہہ ہرگز نہین بن سکتی ہی کہ وہ خدا تعالی کیواسطے کوئی شی طلب کرتا ہی اور حال آنکہ خدا تعالی ہر شی سے
غنی ہی اور کل اوسکی محتاج ہین اور یہہ وجہ اسواسطی نہین بن سکتی کہ کسی کی دلمین یہہ خطرہ بہی نہین گذرتا ہی یعنی محتاج ہونی
اور غنی نہونی خدا تعالی کا اسواسطی کہ جو کوئی خدا تعالی کا ذکر کرتا ہی ایسی محل مین تو تعظیم و اکرام کی واسطے ہی ذکر کرتا ہے
جیسا کہ واسطے تعظیم و تبرک اس آیت مین اللہ کا ذکر ہی فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ علامہ رملی رح کی عبارت جسکا حاصل ہمنی یہہ بیان
کر دیا ہی یہ ہی وَاَمَّا قَوْلُہُمْ یَا شَیْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ فَھُوَ نِدَاءٌ وَاِذَا اُضِیْفَ شَیْءٌ اِلَیْہِ فَھُوَ طَلَبُ الشَّیْءِ
اِکْرَامًا لِلّٰہِ فَمَا الْمُوْجِبُ لِلْحُرْمَۃِ وَلَا یَجُوْزُ الْاِغْتِرَارُ بِمَا فِیْ قَیْدِ الشَّرَائِدِ وَنَظْمِ الْفَرَائِدِ وَمَنْ قَالَ شَیْئًا لِلّٰہِ قَالَ بَعْضُ
یَکْفُرُ الخ اِذْ لَا وَجْہَ لِذٰلِکَ وَکَیْفَ ذٰلِکَ مَعَ قَوْلِہِمْ لَا یَخْرُجُ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْاِیْمَانِ اِلَّا بِجُحُوْدِ مَا اَدْخَلَہٗ فِیْہِ وَقَوْلِہِمْ
الْکُفْرُ شَیْءٌ عَظِیْمٌ فَلَا یُکَفَّرُ الْمُسْلِمُ اِذَا اخْتُلِفَ فِیْہِ وَلَوْ بِرِوَایَۃٍ ضَعِیْفَۃٍ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یُّوْجَدَ الْکُفْرُ بِذٰلِکَ

وَقَدْ قَالَ شَارِحُهُ وَيَنْبَغِي اَنْ يُرَجَّحَ فِيهَا عَدَمُ التَّكْفِيرِ وَوَجْهُ التَّكْفِيرِ طَلَبُ شَيْئًا لِلّٰهِ وَهُوَ جَلَّ وَعَلَا غَنِيٌّ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ فَالْكُلُّ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِ وَهٰذَا لَا يَخْتَلِجُ فِي خَاطِرِ اَحَدٍ فَاِنَّ ذِكْرَهُ تَعَالٰى لِلتَّعْظِيمِ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَمِثْلُهُ كَثِيرٌ اِنْتَهٰى پس باشیخ عبد القادر شیئاً للہ کی جواز مین محققین منصفین کی نزدیک عند التحقیق کچھہ تردد وتوہم وشبہ ہرگز نہین ہے پس مولف اپنی فساد عقیدہ اور عناد عن الحق کی سبب سے عدم جواز اور کفر وشرک اور حضرت غوث اعظم رح سے اس سی سوال ہونا اپنی نفس سی گھڑتا ہی اور استحقاق عذاب نار اپنی حق مین ثابت کرتا ہی اسیطرح مولف نی یہہ جو کہا ہی کہ (اصل عبارت یون تہی کہ بالشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ جہلانی اوسمین مانند یہود کی تحریف کردی) یہہ بہی مولف کی کذابیت ہی کوئی آجتک اسکا قائل نہین ہوا ہی کہ اصل عبارت یون تہی اس کذاب کی جھوٹ کو تو ذرا مسلمان دیکھین کہ کیسا بلا تردد کی اور ساتھ کلمہ جزم کی کہتا ہی کہ اصل عبارت یون تہی تحریف کردی ہے ایسی ہی کذابونکی حق مین خدا تعالی فرماتا ہی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ یہہ کذاب اپنی اس دعوی مین سچا ہوتا تو نقل پیش کرتا کہ اصل عبارت یون تہی اور اسطرح اصل عبارت مین ہی کسی کتاب سی ثابت کرتا اگر اب بہی اسکو ادعا اپنی مسلمان اور سچی ہونیکا ہی اور اس قول مین سچ کہنی کا دعوی ہی تو اب کسی معتبر کتاب سی ثابت کرکی اپنی صداقت ثابت کرے ورنہ جیسی اسکی کذب اور افترا ہین اونمین سی ایک یہہ بہی ہے اس مولف نی اپنی رسالہ کی صفحہ ۹۰ مین لکھا ہی (عالم باعمل اور عالم بی عمل اور جھوٹی سچے کی پہچان چاہو تو یہہ میری کتاب دیکھا کرو) بی شک مولف کی قول کی موافق ہمنی مولف کی کتاب دیکھی تو مولف کا جھوٹا ہونا اور جاہل بی علم وبد اعتقاد وبی عمل بلکہ بد عمل ہونا ہمنی مولف کو پہچان لیا اور جو مسلمان منصف مولف کی اس کتاب کو دیکھی گا تو مولف کا ایسا ہی ہونا پہچان لیگا اور یہہ مولف خود مانند یہود کی اس وظیفہ مین جسکو محققین مانند خیر الدین رملی رح اپنی فتاوی خیریہ مین ثابت کرتی ہین تحریف کرتا ہی کہ (بالشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) اصل مین قرار دیتا ہی پس یہہ مولف ہی جاہل ہے اور یہی مانند یہود کی اسکو محرف کرنا چاہتا ہی اور جھوٹ بولتا ہی کہ اسکی اصل یہی تہی اور وظیفہ واقعیہ کی حقیقت اپنی عقیدہ فاسدہ کی باعث معلوم نہین کرسکتا ہے اسواسطی اسمین تحریف ہونا اور لوگونکا بنایا ہوا قرار دیتا ہی اور صفحہ ۱۰۰ اور صفحہ ۱۰۱ مین یہہ مولف اسطرح کہتا ہی بعد نقل اس حدیث کی قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ لَمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُ اَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَةً حَتّٰى شِسْعَ نَعْلِهِ اِذَا انْقَطَعَ کہ (اب اس حدیث کی معنی پر انصاف لوگ برائی خدا ذرا غور فرماوین جب کوئی اللہ سی مغرور ہوکر نہ مانگی تو اللہ غضب مین آوی اور جب اللہ پاک کا در چھوڑ کر در بدر بھٹکے اور کہی شیئاً للزید شیئاً للزید وہ تو خود محتاج ہی مانگنی والی کو کیا دلائیگا بلکہ یون شیئاً یا اللہ شیئاً یا اللہ دیکھو ان دونو کلمونمین کونسا کلمہ صحیح تر ہی اور شاید کہ تہا بیچ ختم غوثیہ کی لشیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً یا اللہ بیچ مقام توسل کی پس تصحیف ہوگئی اوسمین

یعنی غلطی) دیکھو اس مولف کا اول قول جو ہمنی نقل کیا ہے اوسمین تو اس مولف نی بلا تردد کی کہا (اصل یون تہی ؛
یا الشیخ السید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) اور کوئی کلمہ دال تردد و شک پر اوسمین ذکر نکیا جس سی واضح ہی کہ اس مولف کی
نزدیک جزما اصل یہی تہی جو یہہ ذکر کرتا ہے اور یہہ دوسرا قول جو ہمنی اسکا ذکر کیا ہے اوسمین کہتا ہی (شاید تہا بیچ ختم
غوثیہ کی لشیخ عبد القادر الخ) اسمین لفظ شاید کا موجود ہی جس سی واضح ہی کہ مولف کو اسکی اصل ہونی کا جزم نہین ہے
تردد ہی اور وہان اسنی یا الشیخ کہا تہا اور یہان بعد کی قول مین لشیخ کہا اور وہان شیئاً للہ کہا تہا یہان ساتھہ
یا کی شیئاً یا اللہ کہا ہی یہہ وہی مثل ہے دروغگو را حافظہ نباشد ایسی ہی مناقضات ایسی ہی مبطلین اور کذابین کی
اقوال مین ہوا کرتے ہین اور اپنی عناد و حق پوشی کی اور مرض قلبی کی سبب سے حق اور سچ کو اسیطرح غلط اور افک اور جہوٹ
بتایا کرتی ہین اور کلام حق کی حقیقت اونکو نہین معلوم ہوتی ہے اور جب ہدایت حق بات کیطرف نہین ہوتی ہے
یونہین حق کو ناحق اور اصل کی خلاف اصل و جہوٹ و افک بتا دیتی ہین خود خدا تعالی قرآن شریف مین خبر دیچکا ہی
وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ یعنی جب کفار نی ہدایت نہ پائی تو ہمیشہ ہی کہتی چلے آئی ہین امر حق
کی نسبت کہ افک اور جہوٹ بنایا ہوا ہے ہمیشہ کا ایسی ہی یہہ مولف ہی کہ جب یا شیخ عبد القادر شیئاً کی حقیقت
کیطرف اسکو راہ نہ ملی بسبب جہالت و مرض قلبی اور عناد دلی کی اسی مولف نی موافق اپنی مقتداؤنکی واسطے مصداق
نبی اس آیت کی اسکو خلاف اصل و غلط و جہوٹ بنایا ہوا کہدیا تمام بہتر فرقون ناریہ کا بہی یہی قاعدہ ہی چنانچہ حافظ
شیرازی بہی فرماتی ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؛ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؛ اور حدیث
نقل کرکے جو یہہ مولف نی کہا ہی کہ (جب کوئی اللہ سی مغرور ہو کر نہ مانگی تو اللہ غضب مین آوی) ذرا مسلمان لوگ
اسکی سفاہت و حماقت و ضلالت کو غور کرین کہ یا عبد القادر شیئاً للہ کہنی اور یہہ وظیفہ پڑھنی مین اللہ سی مغرور
ہو کر نہ مانگنا کہان پایا جاتا ہی اسمین کونسی لفظ سی یہہ مفہوم ہوا کہ اللہ سی مغرور ہو کر نہ مانگنا چاہئی اور غیر سی مانگنا چاہیے
اس سفاہت اشتمال کو اسقدر خبر و تمیز نہین کہ یہہ تو فقط بطور وسیلہ کی اہل اسلام کہتی ہین اور دراصل مانگنا
اللہ سی ہی مقصود ہوتا ہی یہہ ایک طریقہ حضرت غوث اعظم کو وسیلہ ٹھہرانیکا ہے اور مسئول عنہ حقیقی اور معطی حقیقی
تو تمام مسلمان خدا تعالی کو ہی جانتی ہین مفہوم لغوی کلام کا اور ہوا کرتا ہی اور مراد اصطلاحی مثلاً اور چیز ہے
عقلاء کی کلام مین بہت سی مسامحات بہی ہوا کرتی ہین یہہ ضرور نہین کہ ہر کلام کی ہر محل مین معنی لغوی و ظاہری مراد ہوا
کرین اور ہر جگہہ معنی صریحی کیا کرین جو مقرب بادشاہ ہو وہ کسی ادنی درجہ والیکو بادشاہ سی کوئی چیز دلواوی سفارش
کرکے تو اوس مقرب بادشاہ سفارش کرنے اور دلوانی والی کو ایسا ہی کہدیا کرتی ہین کہ یہہ آپنی ہی دی ہے

اسیطرح سفارش کرنیوالی و دلوانیوالی کو اسطرح کہا جاوی کہ آپ فلان چیز دیجئی اور مراد یہہ ہو کہ دلوائی تو اسمین بہی کچہہ
خرابی نہین ہی جو اسمین خرابی جاتی اوسکی فہم اور عقیدہ کی خرابی ہی پس جب یہہ بہی وسیلہ ہی نہ کوئی چیز دوسری سوائے
توسل کی تو مولف کا اسکو بدلنا توسل قرار دینی کیواسطی جیساکہ یہہ توسل قرار دینا اوسکی اس عبارت سے (الشیخ عبد
عبد القادر جیلانی شیئاً یا اللہ بیچ مقام توسل کے) واضح ہی سراسر حماقت ہی یعنی توسل قرار دینی کیواسطے بدلنا سراسر
حماقت ہی کیونکہ بغیر بدلنی کے یہہ توسل ہی ہی اوسکا غیر نہین ہی اور اوسکو در بدر بھٹکنا قرار دینا اور مانند کہنی شیئاً للزید
شیئاً للزید کی اسکو قرار دینا سراسر نادانی و کج فہمی ہی کیونکہ جب توسل ہی تو یہہ خدا تعالی کا در چھوڑکر دوسری در پر جانا
کہان سے ہے اور بھٹکنا کہان ہی اور شیئاً للزید شیئاً للزید کی مشابہ کہان ہی یہہ حمقا وہابیہ اولیاء اللہ مقربان درگاہ
سی توسل پکڑنیکو اور اونسی کوئی چیز مجازاً او بالفرض مانگنی کو زید و عمر سے مانگنا سمجھتی ہین یہہ وہی بات ہوئی جیسی کہ کفار
انبیاء علیہم السلام کو اپنی مثل بشر جانتی تہے اور جیسی اپنی جیسونکو نبی نہین اعتقاد کرتی تہے ایسی انبیاء علیہم السلام کو بہی
انبیاء نہین اعتقاد کرتی تہے بلکہ اپنی جیسی جانکر اونسی مقابلہ و جنگ کرتی تہے مولانا روم فرماتی ہین ؎ بہر جنگ انبیاء
برخاستند ؛ جسم دیدند آدمی پنداشتند ؛ ایسی ہی یہہ مولف و دیگر وہابیہ ہین یا عبد القادر شیئاً للہ کہنی کو شیئاً للزید
قرار دیا بلکہ للہ کی جگہہ للزید ذکر کیا یہہ خدا تعالی کی ان وہابیون نی قدر پہچانی نعوذ باللہ من ذلک اور یہہ جو اس
مولف نے کہا ہی کہ (وہ تو خود محتاج ہے مانگنی والی کو کیا دلائیگا) یہہ بہی سراسر بی ایمانی ہے کیونکہ جب اولیاء کا
محتاج طرف خدا تعالی ہونا مولف کی نزدیک علت نہ دلاسکنی کے ہوئی تو تمام انبیاء علیہم السلام بہی خدا تعالی کے
محتاج اور فرشتہ بہی محتاج ہین کوئی چیز خدا تعالی کی مخلوق مین ایسی نہین کہ خدا تعالی کی محتاج نہووی پس جب یہہ احتیاج
علت ندلاسکنی کی انبیاء علیہم السلام مین بہی یقیناً موجود ہی تو مولف کی زعم فاسد کی موافق کوئی نبی و رسول شفاعت
امت نکر سکیگا کیونکہ شفاعت بہی تو مغفرت و راحت و آرام و جنت دلانیکیواسطے ہی ہوگی جب وہ دلا نہین سکتی
ہین تو شفاعت نعوذ باللہ من ذلک لغو ہوئی جاتی ہی یہہ وہی پرانا مسئلہ وہابیہ کا مولف کی منہہ و قلم سی نکل گیا اور مرض
قلبی ظاہر ہو گیا اور عقیدہ وہابیہ کا جو مخالف اجماع تمام اہل سنت و جماعت و احادیث کی ہے وہ کہلگیا پس مولف کی
ضلالت مین کیا شک و شبہ ہی جسطرح مولف نی یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا اس سبب سے انکار کیا کہ مولف کی فہم ناقص
و زعم باطل مین بسبب مرض قلبی کے اوسکی حقیقت کی روشنی کا پرتو نہین پڑا اور اپنی حماقت و ضلالت و کذب سی
اوسکو غلط ٹھہرایا اور اپنی نفس سی اوسکی اصل دوسری گھڑی ایسی ہی اپنی حماقت و نادانی و تعصب باطنی و کمال
جہالت و سفاہت سی رسالہ کی صفحہ ۹۲ مین یہہ ہذیان بکتا ہی (وَمَنْ قَالَ مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہٗ شَیْطَانٌ غلط محض)

لانہ افضلہ علی الشریعۃ) یعنی جو شخص کہتا ہی کہ جسکا مرشد نہین اوسکا مرشد شیطان ہی یہہ محض جھوٹ ہی اس نادان
نیم ملا خطرۂ ایمان کا عجب حال ہی جو اسکی سمجھہ مین نہین آتا ہی اوسکو غلط و جھوٹ قرار دیتا ہی یہہ نادان خطرۂ ایمان
علمار سی نہ سیکھتا ہی اور نہ پوچھتا ہی باوجودیکہ خدا تعالی نی قرآن شریف مین بالتصریح فرمادیا ہے فاسئلوا اھل الذکر
ان کنتم لا تعلمون یعنی اہل علم سی سوال کرو اگر تمکو نہین آتا ہی تو یہہ نادان خود ہی معلم الملکوت بنتا ہی اور جیسے
اوس معلم الملکوت نی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیسی انکار کیا اور حق نجانا ایسی ہی یہہ مولف اپنی بی علمی سی ہر امر حق
جو اوسکی نفس کی موافق نہین ہوتا ہے اور اوسکی احاطۂ علم سی باہر ہوتا ہی اوسکا انکار اپنی اوستاد کی اتباع سی کرجاتا ہی
اس جاہل کو اتنی خبر نہین کہ یہہ حضرات مشائخ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا فرمودہ ہی اور اسکی معنی مین کوئی خرابی نہین
اگر اس مولف کا علم ارشاد المریدین اخوند درویزہ بابا تک بہی منتہی ہوتا تو وہ کتاب ایک مدت دراز سی کئی مطبع مین مطبوع
ہوکر شایع ہوئی اور ہندوستان و گجرات و پنجاب وغیرہ مین کثیر الوجود ہی اوسمین دیکھکر اپنا اطمینان کرلیتا اور اس قول کا
موقع و محل بہی معلوم کرلیتا چنانچہ اوسہی کتاب ارشاد المریدین مطبوع مطبع فاروقی دہلی کی صفحہ ۶۰ اور ۶۱ مین

یہہ موجود ہے بدان ای فرزند کہ طریق حصول این اذکار از زبان شیخ کامل کہ ماذون و مرخص از دیگر باشد باید دید
واز و باید طلب کرد تا بمقصود برسد والا بلوح خود شخصی ہزار سالہ جہد نماید روی ننماید بل خوف و خطرۂ ایمان روی
آرد کقول من قال ؎ خیالات نادان خلوت نشین ٭ بہم برزند عاقبت کفر و دین ٭ چنانکہ در رسالہ مکیہ آوردہ
چو شیطان جاہلی را در گوشہ نشینی و صفوت اندیشی یابد خندہای بسیار و شادیہای بی شمار نماید بقصد آنکہ ایمان اورا
از و خواہم ربود و سبب او ایمان بیشتری از عوام الناس خواہم در ربود پس آن جاہلی را بانواع فریب و مکر فریفتہ می سازد
چنانکہ گاہی اورا از مغائبات اشیا آگاہ میگرداند کہ فلان کس را فرزند نرینہ و فلان را دختر نرینہ و فلان را سود
و فلان را زیان و فلان وقت راحت چون باران وغیرہ و فلان وقت زحمت چون لشکر وغیرہ خواہد رسید و گاہی
صراحی پر بر و پاشد کہ این گلاب بہشت است و دیو و پری را بصورت زیبا نماید کہ حوران بہشتی بر تو آمدہ و طبقہا
و طشتہا پر نعمت بنماید کہ مبارکباد بہشت از ان تست و امثال پل صراط و دوزخ نماید کہ از ان بگذشتی و بہ بہشت
رسیدی و پلیدیہای آدمی را ہمچو طعام بہشت نمودہ برو بخوراند و امثال عرش عظیم تختی را بدو نماید و آن ملعون
بر بالای آن عرش بصورت خوب جلوہ دہد کہ من خدایم ترا با خدا تعالی ملاقات افتاد پس کار تو از مہتر موسی برگذشت
کہ وی سوال کرد و دیدار نیافت و ترا بی طلب دیدار دادم و نیز ملعون میگویدش کہ از علمار دور باش کہ ایشان
از احوال ما باخبر نیستند فالحاصل آن ملعون اورا اوستاد و معلم گردد و بانواع الحاد و ضلالت آن جاہل را مستغرق گرداند

وکافر بی ایمان سازد نعوذ باللہ من الکفر بعد الایمان و مشائخ ازینجا فرمودہ اند مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَالشَّیْطَانُ
شَیْخُہٗ این را در باب کسی فرمودہ اند کہ بی اذن پیر کامل گوشہ نشینی و صفوت اندیشی و درویشی و پیری گزیند
پس پیر و پیشوا او شیطان گردد و او را گمراہ و بی راہ گرداند بعضی از جہلا این نقل مشائخ را حجت می آرند بر فرض
بودن پیر عوام را محض غلط فہمیدہ اند زیرا کہ مراد ازین کسی است کہ بی پیر در راہ درویشی رود البتہ ہلاک یابد
و ہر کہ در راہ درویشی نمیرود پیر گرفتن بر و لازم نیست کما مر مرا را اللہ تعالی جملہ مؤمنین و مؤمنات را بر جادۂ شریعت
محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ثباتی بخشد و با ایمان دارد آمین رب العلمین انتہی اس عبارت سے واضح و لائح ہی کہ یہہ
قول من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان مشائخ صوفیہ کا فرمودہ ہی اور یہہ مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے اوس شخص کے حق مین
فرمایا ہی جو بغیر اذن پیر کامل کے درویشی کا راستہ چلے اور گوشہ نشینی اور چلہ کشی اختیار کرے کہ اوسکو شیطان طرح طرح کے
دھوکہ و فریب دیتا ہی اور بہکاتا ہے اور گمراہ کرتا ہی اور کافر بناتا ہی اور یہہ بھی اس سے واضح ہی کہ جہال لوگ جو اس قول
مشائخ کو دلیل و حجت فرضیت پیر بنانے اور مرید ہونیکے قرار دیتے ہین تو محض غلط ہی بلکہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ مین اخوند
درویزہ علیہ الرحمہ فرماتے ہین ایک افترا و جھوٹ ہمارے زمانہ کے پیرون ملحدونکا یہہ ہی کہ لوگونکو اپنی طرف متوجہ کرنیکو یہہ جھوٹا
آوازہ دیتے ہین بغیر پیر پکڑنیکے خدا تعالی کیطرف راہ نہین ہی اور اس جھوٹ بات سے عوام کو اپنی طرف رجوع کرتے ہین اور انکے
دل محبت علم و علما اور محبت کتابون اور احادیث رسول اللہ صلعم سے بل محبت قرآن سے بھی سرد کرتے ہین اور خود ضامن
بہشت عوام کیواسطے ہوتے ہین اور وہ عوام اونکی محبت مین ایسے مستغرق ہوجاتے ہین کہ اخلاص و اعتقاد قرآن شریف سے
اوٹھاتے ہین لکن اون پیرونسے اعتقاد و اخلاص نہین اوٹھاتے ہین پس وہ تمام لوگ پیر و مرید کافر ہین جان تو ای فرزند
کہ پیر پکڑنا کچھہ فرض و واجب و سنن اسلام سے نہین ہی بلکہ جملہ نوافل مین سے ہے عبارت اخوند صاحب موصوف کی صفحہ
مذکور مین یہہ ہی یکی از افترا پیران ملاحدۂ زمانۂ ما آنست کہ آوازۂ دروغ محض از برای استجلاب قلوب عوام آوردہ
در دادہ کہ بی پیر بخدا راہ نیست و بدین سخن کاذبہ عوام را بجانب خود خواندہ و دلہای ایشان را از محبت علم و علما
و محبت کتب و احادیث رسول اللہ صلعم بل از محبت قرآن سرد گردانیدہ چہ خود را ضامن بہشت گردانیدہ پس عوام
در محبت ایشان چنان مستغرق آمدہ اند کہ دست اخلاص و اعتقاد از قرآن بکشند و از ایشان نکشند چنانچہ دیدہ می آید
از مردم این زمانہ پس کافر مطلق اند بدان ای فرزند کہ پیر گرفتن از فرائض و واجبات و سنن اسلام نیست بل از جملۂ
نوافل است تا ہر کرا اختیار آن باشد کہ صوفی شود پس بمضمون این مسطورہ و مذکورہ صوفی را دریابد و در خدمت او
بقدم اخلاص عمل نماید تا مگر از یمن برکت او صوفی گردد انتہی بقدر الحاجۃ دیکھو خود اخوند صاحب اون پیرون کو

جو شرع کی خلاف ہین رد کرتی ہین اور جو لوگ جہال قول مذکور مشائخ صوفیہ کو اس بات کی حجت قرار دیتی ہین کہ پیر پکڑنا فرض ہے
اور بغیر پیر کی خدا تعالی کیطرف راستہ نہین ہی اونکو بہی رد کرتی ہین اور اس قول مشائخ کا موقع و محل یہہ قرار دیتی ہین
کہ بغیر اون پیر کامل کی کوئی درویشی کی راہ چلیگا اور گوشہ نشینی اختیار کریگا تو اوسکا شیخ شیطان ہوگا مولف نادان کو اس
قول کی مراد اور محل و موقع تو اپنی جہالت و عناد کی باعث سی معلوم نہوا اور وہ معنی اس قول کی جو جاہل خیال کرتی ہین
کہ ہر ایک شخص کیواسطے خواہ وہ درویشی مین قدم رکہی یا نرکہی اوسکو پیر بنانا ضرور ہی اور ہر شخص پر پیر پکڑنا فرض ہے
وہی معنی یہہ نادان خطرۂ ایمان مولف اس قول کی خیال کرتا ہے اور سوائی اسکی کوئی محل و موقع مولف کو نہین معلوم
ہوتا ہی جیسا کہ دوسری جہال کو نہین معلوم ہوتا ہی اور ان معنی کو جو موافق جہال کی مولف نی خیال کئی ہین مخالف شرع کی جانا
اور اون معنی حق و محل نیک کی جسکا ذکر اوپر ہوا مولف کی پڑوسیونکو بہی لیاقت پہچاننی کی نہوئی تو حیران و پریشان ہوکر یہی
ہذیان منہہ سی نکالدیا کہ یہہ قول غلط ہی پس یہہ تمام مولف کی جہالت و معاندت کا ثمرہ ہی اور جسکو ادنی شعور بہی ہی تو اوسکی
نزدیک نہ وظیفہ یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ مین کچہہ عیب ہے اور نہ قول مشائخ من لا شیخ لہ فالشیطان شیخہ مین کسی قسم کی
قباحت ہی اگر مولف یہہ دہوکہ عوام کو دیوی کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو اس وظیفہ مین ندا ہی اونسی طلب شی کی ہی
اگرچہ مجازاً ہی لکن یہہ ندا و طلب تو اوسوقت مفید ہو کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو خبر بہی تو ہو اور ندا کرنیوالا مثلاً
یہان اس ملک ہند مین ہو اور حضرت غوث اعظم رح بغداد شریف مین تو اسقدر مسافت بعید اور راہ دور دراز سی حضرت
غوث اعظم رضی اللہ عنہ ندا کب سنتی ہین اور طلب شی جو اونسی کیجاتی ہی اونکو اوسکی کب خبر ہوسکتی ہے تو جواب اس دہوکہ مولف کا یہہ ہے
کہ جو اولیاء اللہ سی تعلق رکہتا ہے اولیاء اللہ تعالی کو مسافت دور دراز سے بہی اوس تعلق رکہنی والی کا حال معلوم ہوجاتا ہے
باذن اللہ تعالی اور وہانسی ہی یعنی اسقدر دور دراز سی ہی اپنی متعلقین کی مدد کرتی ہین مولانا روم بہی فرماتی ہین ؎
دست پیر از غائبان کوتاہ نیست ؛ دست او جز قبضۂ اللہ نیست ؛ چون قبول حق اگر آن مرد راست ؛ دست او در کار ہا دست خدا است ؛
دست او را حق چو دست خویش خواند ؛ تا ید اللہ فوق ایدیہم براند ؛ اس قول مولانا روم رح سی بہی واضح ہی کہ غائب کی حال سی پیران
طریقت رحمہم اللہ کو خبر رہتی ہی اور مدد کرتی ہین اور اونکا دست اپنی متعلقین و متوسلین پر باذن اللہ تعالی رہتا ہی اور اسپر
دلیل مولانا روم رح آیت قرآن سی پکڑتی ہین اور حضرت عمر رضی نی ایک جگہہ لشکر جہاد کیواسطے روانہ فرمایا تہا اپنی خلافت کے
زمانہ مین اور اوس لشکر پر ایک شخص کو جنکا نام ساریہ تہا سردار لشکر معین کیا تہا اوس لشکر کا جب مقابلہ دشمن یعنی
کفار سی ہوا اور جنگ قائم ہوئی تو تقدیر الہی سی لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی اوسوقت حضرت عمر رضی مدینہ منورہ مین
خطبہ پڑہتی تہے خدا تعالی کی اذن سی حضرت عمر رضی کو یہہ حال معلوم ہوا یہان مدینہ منورہ سی عین خطبہ کی درمیان را

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے ساریہ پہاڑ کیطرف پشت کرلے جب قاصد اوس لشکر مین سے آیا تو اوسنے آن کر
بیان کیا کہ ہمکو بمقابلہ دشمن شکست ہوئی تہی جب یہہ آواز ہمنے سنا کہ اے ساریہ پہاڑ کیطرف پشت کرلے تو ہمنے پہاڑ
کیطرف پشت کی خدا تعالی نے ہماری دشمنون یعنے کفار کو شکست دی چنانچہ یہہ حدیث بیہقی کی روایت کی ہے
ہوئی دلائل نبوت مین مشکوۃ مین منقول ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَعَثَ جَیْشًا وَّاَمَّرَ
عَلَیْہِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ
فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَہَزَمُوْنَا فَاِذَا الصَّائِحُ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُہُوْرَنَا
اِلَی الْجَبَلِ فَہَزَمَہُمُ اللّٰہُ اس حدیث سے بہی یہی ثابت ہے کہ مسافت بعیدہ سے بہی اولیاء اللہ کو اپنے متعلقین و متوسلین
کی خبر ہوجاتی ہے اور مسافت بعیدہ سے ہی مدد کرتے ہین چنانچہ حضرت عمرؓ کو اسقدر دور دراز سے خبر بہی ہوئی اور یہانسے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مدد بہی کی اور آواز دی اور وہان اہل لشکر نے آواز حضرت عمرؓ کی سنی اور اوسکے موافق
عمل کرنیسے خدا تعالی نے دشمن پر فتح دی اب لیجئے خود حضرت غوث اعظم رح کی بارہ مین کہ اپنے متوسلین کی مدد بغداد سے کی
اور اپنے متوسلین کے اعداء پر یہانسے ہی آواز ہیبت ناک اور کھڑاوین مارین چنانچہ محقق ملا علی قاری رح نزہۃ الخاطر
الفاطر مطبوع استنبول کی صفحہ ۴۸ مین فرماتے ہین رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الْمَشَائِخِ الْعَارِفِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ
اَجْمَعِیْنَ قَالَ کُنَّا بَیْنَ یَدَیْ سَیِّدِنَا شَیْخِ الْاِسْلَامِ السَّیِّدِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
بِمَدْرَسَتِہِ الْمُبَارَکَۃِ فَقَامَ وَتَوَضَّأَ فِیْ قُبَّابٍ لَہٗ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَلَمَّا سَلَّمَ صَرَخَ صَرْخَۃً عَظِیْمَۃً وَاَخَذَ فَرْدَۃً
مِنْ قُبَّابِہٖ ذٰلِکَ وَرَمٰی بِہَا فِی الْہَوَاءِ فَغَابَتْ عَنْ اَبْصَارِنَا ثُمَّ صَرَخَ اُخْرٰی وَرَمٰی الْفَرْدَۃَ الْاٰخِرَۃَ
فَغَابَتْ فِی الْہَوَاءِ عَنْ اَبْصَارِنَا ثُمَّ جَلَسَ فَلَمْ یَتَجَاسَرْ اَحَدٌ عَلٰی سُؤَالِہٖ ثُمَّ بَعْدَ ثَلَاثَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا قَدِمَتْ
قَافِلَۃٌ مِّنْ بِلَادِ الْعَجَمِ وَقَالُوْا اِنَّ مَعَنَا لِسَیِّدِنَا الشَّیْخِ السَّیِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ نُذُرًا فَاَعْلَمْنَاہُ فَقَالَ خُذُوْا
مِنْہُمْ فَاَعْطَوْنَا ثِیَابًا مِّنْ خَزٍّ وَّذَہَبًا وَّقُبَّابَ سَیِّدِنَا الشَّیْخِ الَّتِیْ رَمٰی بِہَا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَقَالُوْا لَہُمْ
مِنْ اَیْنَ لَکُمْ ہٰذِہِ الْقُبَّابُ فَقَالُوْا بَیْنَمَا نَحْنُ سَائِرُوْنَ یَوْمَ الْاَحَدِ ثَالِثَ شَہْرِ صَفَرِ الْخَیْرِ اِذْ خَرَجَتْ
عَلَیْنَا عَرَبٌ لَہُمْ مُقَدَّمَانِ فَانْتَہَبُوْا اَمْوَالَنَا وَقَتَلُوْا مِنَّا وَنَزَلُوْا وَادِیًا یَقْتَسِمُوْنَ اَمْوَالَنَا وَنَزَلْنَا فِیْ
شَفِیْرِ الْوَادِیْ فَقُلْنَا لَوْ ذَکَرْنَا السَّیِّدَ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیَّ فِیْ ہٰذَا الْوَقْتِ فَنَنْذُرُ لَہٗ شَیْئًا مِّنْ اَمْوَالِنَا
اِنْ سَلِمْنَا فَمَا ہُوَ اِلَّا ذَکَرْنَاہُ فَسَمِعْنَا صَرْخَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مَلَأَتَا الْوَادِیَ وَرَاَیْنَاہُمْ مَدْعُوْرِیْنَ فَظَنَنَّا
اَنْ قَدْ جَاءَہُمْ عَرَبٌ اٰخَرُوْنَ فَجَارَ اِلَیْنَا بَعْضُہُمْ وَقَالُوْا خُذُوْا اَمْوَالَکُمْ وَانْظُرُوْا مَا قَدْ رَہَنَّا فَاَتَوْا اِلَیْنَا

الی مقدمیہم فوجدناھم میتین وعند کل واحد منہا فردۃ من ھذا القبقاب مبلتہ فردوا علینا اموالنا
وقالوا الامر بنا العظیم انتہی خلاصہ ترجمہ یہہ ہے کہ بعض مشائخ عارفین نی کہا ہی کہ ہم شیخ الاسلام سید عبد القادر
رضی اللہ تعالی عنہ کی پاس حاضر تہے مدرسہ مین پس شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ نی کھڑاوین پہنکر وضو کر کی دو رکعت
نماز پڑھکر ایک آواز سخت مار کر ایک کھڑاون ہوا کیطرف پھینکی پس وہ کھڑاون ہماری نظرونسی غائب ہوگئی پھر اسی
طرح دوسری کھڑاون آواز سخت مار کر ہوا مین آپنی پھینکدی کہ ہماری نظرونسی غائب ہوئی پھر آپ بیٹھگئے اور ہم
مین سی کسیکو جرات اسکا حال دریافت کرنیکی نہوئی پھر بعد تئیس دن کی ایک قافلہ عجم کی شہرونسی آیا اوس قافلہ کے
لوگون نی کہا کہ ہم حضرت سید عبد القادر قدس سرہ کیواسطے نذر لیکر آئی ہین ہمنی قافلہ والونکی نذر لانیسی حضرت غوث
اعظم رہ کو خبر دی فرمایا حضرت غوث اعظم رہ نی کہ نذر اون قافلہ والونسی لیلو اوسمین کپڑا اور سونا وغیرہ تہا اور وہی کھڑاوین
حضرت غوث اعظم رہ نی جو پھینکی تہین وہ بہی اوس نذر کی ہمراہ اون لوگون نی دین ہمنی اون لوگونسی دریافت کیا کہ یہہ
کھڑاوین تمہاری پاس حضرت غوث کی کہانسی آئین تو اون لوگون نی کہا کہ ہم تیسری صفر کو اتوار کی روز جا رہی تہی کہ ہمپر
عرب لوگ راہزن آن پڑے اونکی دو سردار و پیشوا تہی اون راہزنون نی ہم مین سی بعض لوگونکو قتل بہی کیا اور ہمارا تمام
مال و اسباب لوٹ لیا وہ ایکطرف وادی مین مال کی تقسیم کرنی لگی اور ہم بہی ایک جانب وادی مین جا اوترے
ہمنی آپس مین کہا کہ ہم اگر سلامت رہینگی تو حضرت عبد القادر جیلانی رہ کی نذر کچہہ مال کرینگی ہم ذکر کر ہی رہے تہی
کہ یکایک ہمنی دو آواز ایسی سنین کہ تمام جنگل اون آوازون سی بہر گیا ہمکو یہہ گمان ہوا کہ دوسری عرب اور آگئی ہین
پس ہماری پاس ایک شخص اون لوگونمین سی آیا جنہون نی ہمارا مال لوٹ لیا تہا اور ہمسی کہا کہ تم اپنا مال لیلو اور ہمارے
اوپر جو آفت ہی اوسکو دیکہو پہر ہمکو اپنی اون دونون پیشواؤنکی طرف لیگئی تو ہمنی اون دونونکو مرا ہوا پایا اور ایک
ایک کی پاس ہر ایک کھڑاون پڑی ہوئی تہی خون مین آلودہ کی ہوئی پڑی تہی پہر تمام مال ہمارا ہمکو اونہون نے
دیدیا اور کہا کہ آج ہمپر سخت بلا نازل ہوئی ہی پس اس سی واضح ہوگیا کہ مسافت بعیدہ سی بہی اولیاء اللہ تعالی کو
اللہ تعالی اپنی متوسلین اور معتقدین کی حال پر اطلاع دیتا ہی اور وہین سی وہ اولیاء اپنی معتقدین و متوسلین کی مدد
کرتے ہین چنانچہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ سی بہی اسکا صدور و وقوع ہوا اور ملا علی قاری جیسی محقق و مدقق
و محتاط اور واقف قواعد صحت و سقم اخبار اس روایت کو نقل کر رہین بدون انکار کی بلکہ مقام مدح مین خود اس
روایت کو اونکا نقل کرنا دلیل اس امر کی ہے کہ اونکی نزدیک یہہ روایت قابل اعتماد کی ہے اور ثابت ہی اگر یہہ
مولف یا کوئی دوسرا وہابی یہہ دھوکہ دیوی کہ حالت حیات مین تو دور سی اولیاء اللہ تعالی کو اپنی متعلقین و معتقدین

وتوسلین کا حال معلوم ہوجانا اور اولیاء اللہ تعالی کا اونکی مدد وہین سی کرنا خیر ثابت ہوا لکن بعد انتقال کی دنیا سے
اونکا اندار معتقدین کو سننا اور اونکی مدد کرنا مسافت بعیدہ سی کسی معتبر کی قول سی ثابت نہین ہی پس یا شیخ عبد القادر
شیئاً للہ اب بعد انتقال کیونکر جائز ہوا تو جواب اس دھوکہ کا یہہ ہی کہ جب حالت حیات مین ایسا تصرف کرنا اولیاء
اللہ کا ثابت ہوا خصوصاً حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا تو بعد انتقال کی بھی اونکا یعنی اولیاء کا متصرف ہونا اور خصوصاً
حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا متصرف اس عالم مین باذن اللہ تعالی ہونا اقوال محققین ومعتمدین سی ثابت ہے
اور کشف اولیاء اللہ تعالی سی واضح ہی اور کوئی دلیل اسکی نفی وعدم جواز پر دال نہین ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح
باب زیارۃ القبور ترجمہ فارسی مشکوۃ مین یہہ فرماتی ہین واما استمداد باہل قبور وغیر نبی صلعم یا غیر انبیاء علیہم السلام
منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہاء ومیگویند نیست زیارت مگر برای دعای موتی واستغفار برای ایشان ورسانیدن
نفع بایشان بدعا واستغفار وتلاوت قرآن واثبات کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم وبعض فقہاء رحمۃ اللہ
علیہم واین امری محقق ومقرر است نزد اہل کشف وکمال از ایشان تا آنکہ بسیاری را فیوض وفتوح از ارواح رسیدہ
واین طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی رح گفتہ است کہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب است مراجابت
دعا را وحجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات
ویکی از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہای ایشان
در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی وشیخ عبد القادر جیلانی ودو کس دیگر را از اولیاء شمردہ ومقصود حضرت وآنچہ
دیدہ ویافتہ است گفتہ وسید احمد بن رزوق کہ از اعاظم فقہاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزی شیخ
ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من گفتم قومی میگویند کہ امداد حی قوی تر است ومن
میگویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط حق است ودر حضرت اوست ونقل درین معنی
ازین طائفہ بیشتر از ان است کہ حصر واحصا کردہ شود ویافتہ نمیشود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح کہ منافی ومخالف این
باشد ورد کند این را وتحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث کہ روح باقی است واورا علم وشعور بزائران واحوال ایشان
ثابت است وارواح کاملان را قربی ومکانتی در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از ان واولیاء کرامات
وتصرف در اکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی است ومتصرف حقیقی نیست مگر خدا عز وجل شانہ
وہمہ بقدرت اوست وایشان فانی اند در جلال حق در حیات وبعد از ممات پس اگر دادہ شود مر احدی را چیزی بوساطت
یکی از دوستان حق ومکانتی کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود ونیست فعل وتصرف در ہر دو حالت

مگر حق را جل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیزی کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلی بر آن الی آن
قال المحدث الدہلوی و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند
کہ تصدق میکنند از وی یا نہ واللہ اعلم انتہی اس عبارت شیخ موصوف سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ جو حیات مین متصرف تھے
اور جسطرح کا تصرف کرتے تھے ویسا ہی بعد موت کی تصرف کرتے ہین بلکہ بعد موت کی اونکا مدد کرنا قوی تر ہے حیات مین تصرف
کرنیسے اور خصوصاً حضرت غوث رح کا بھی تصرف بعد وفات کی جاری ہے اور متصرف حقیقی خدا تعالی ہی ہے پس جب
حضرت غوث اعظم رح اور اولیاء دوسرے حیات دنیا مین تھے جب بھی وہ متصرف حقیقی نہ تھے باذن اللہ تعالی متصرف تھے
ایسی ہی بعد وفات بھی متصرف حقیقی نہین ہین باذن اللہ تعالی متصرف ہین اور کوئی دلیل قرآن و حدیث و اقوال
سلف صالح سے اونکی متصرف باذن اللہ ہونے کے خلاف پر دال نہین ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے یہہ ثابت ہے
کہ وقت حیات کی تو اونکا تصرف تھا بعد وفات کی نہین رہا اور وقت حیات کی بھی روح تصرف کرتی تھی بعد وفات
کی بھی روح باقی ہے پس بعد وفات کی بھی روح متصرف ہے کوئی دلیل اسکی مانع نہین ہے اور جمعہ کی شب کو
بعض روایت سے روح کا اپنی گھر کو آنا بھی ثابت ہے اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی
رحمہ اللہ تعالی جلد ثانی مکتوبات شریف کی مکتوب پنجاہ و ہشتم ۵۸ مین فرماتے ہین **سوال** از حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ
و بعضی دیگر از اولیاء منقول است کہ بعضی از اعمال غریبہ و افعال عجیبہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ
از ایشان در عالم شہادت بوقوع آمدہ است صحت آن بی تجویز تناسخ چگونہ است **جواب** صدور آن اعمال
و افعال از ارواح این بزرگواران است کہ بمشیت اللہ تعالی سبحانہ خود متجسد باجساد گشتہ مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند
جسد دیگر نیست کہ بآن تعلق گیرند تناسخ آنست کہ روح پیش از تعلق باین جسد بجسد دیگر کہ مباین و مغائر آن
روح است تعلق گرفتہ باشد و چون خود متجسد بجسد گردد تناسخ چہ بود جنیان کہ متشکل باشکال میگردند و متجسد
باجساد میشوند و درین حال اعمال عجیبہ کہ مناسب این اشکال و اجساد است بوقوع می آرند ہیچ تناسخ نیست
و ہیچ طولی نہ ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح
کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیل است آنچہ از بعضی اولیاء اللہ
نقل میکنند کہ در یکساعت در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متنبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان
متجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ اند و ہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از آن دیار
نہ بر آمدہ است جمعی از حضرت مکہ معظمہ می آیند و میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنین در میان ما

وآن عزیز گذشته است وجمعی دیگر نقل میکنند که ما او را در روم دیده ایم وجمعی دیگر در بغداد دیده اند این همه تشکل لطائف
عزیز است باشکال مختلفه وگاه هست که آن عزیز را ازان تشکلات اطلاع نبود لهذا در جواب آن جماعت گاه میگویند
این همه بر من تهمت است من از خانه نه برآمده ام وحرم کعبه را ندیده ام وروم وبغداد را نمی شناسم ونمی دانم که شما
چه کسانید وهمچنین ارباب حاجات از اعزهٔ احیا واموات دران مخاوف ومهالک مددها طلب می نمایند ومی بینند که آن صور
اعزه حاضر شده دفع بلیه ازینها نموده است گاه هست که آن اعزه را از دفع آن بلیه اطلاع بود وگاه نبود سه از ما وشما
بهانه برساخته اند این نیز تشکل لطائف آن اعزه است واین تشکل گاه در عالم شهادت بود وگاه در عالم مثال
چنانچه در یک شب هزار کس آنسرور را علیه وعلی آله الصلوات والسلام بصور مختلفه در خواب می بینند واستفاده هائی مینمایند
این همه تشکل صفات ولطائف اوست علیه وعلی آله الصلوة والسلام بصورتهای مثال وهمچنین مریدان از صور مثالی
پیران استفاده ها می نمایند وحل مشکلات می فرمایند کون وبروز که از بعضی مشائخ گفته اند بتناسخ پیران مساس ندارد
زیرا که در تناسخ تعلق ببدن ثانی از برای ثبوت حیات است وبرای سلوک حس وحرکت آن بدنست ودر بروز تعلق را
نفس ببدن دیگر از برای حصول این غرض نیست بلکه مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مر آن بدن را
ووصول بدرجات مر او را چنانچه جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند ودر شخص او بروز نماید این تعلق نیز برای حیات
آن فرد نیست چه آدمی وحساس ومتحرک پیش ازین تعلق است چیزیکه ازین تعلق در وی حادث میشود ظهور صفات
وحرکات وسکنات آن جن است ومشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کون وبروز هم لب نمیکشایند وناقصان را در بلاد
فتنه نمی اندازند نزد فقیر کون وبروز هیچ در کار نیست کاملی اگر تربیت ناقصی خواهد بی آنکه در وی بروز نماید باید که باقتدار
خداوندی جل سلطانه صفات کامله خود را در مرید ناقص منعکس سازد وبتوجه والتفات آن انعکاس را ثبات واستقرار
دهد تا مرید ناقص از نقص بکمال آید واز صفات رذیله بصفات حمیده گرآید وهیچ کون وبروز درمیان نبود ذالک
فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم انتهی اس عبارت حضرت مجدد الف ثانی رح سے واضح ولائح ہے
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے اولیاء اللہ تعالی رضی اللہ تعالی عنہم کی روحین بہت مدت قبل پیدائش
دنیاوی کی خود متجسد ہوکر اور جسم پکڑکر افعال واعمال عجیبہ دنیا مین کرتی تہین اور جب جنون کو خدا تعالی نے یہہ قدرت
دی کہ وہ ہر قسم اور ہر نوع کی جسمین ہوکر افعال واعمال عجیبہ غریبہ اونسے ظاہر ہوتی ہین اگر اولیاء کاملین کو خدا تعالی
یہہ قدرت دیوے کہ جسم پکڑکر افعال واعمال غریبہ اونسے وقوع مین آوین تو کوئی محل تعجب کا نہین ہے اور یہہ جو
بعضے اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ ایک گھڑی مین مکانون اور مقامون متعددہ مین حاضر ہوتی ہین اور طرح طرح کی

افعال اونسے وقوع مین آتی ہین تو وہ بھی یہی بات ہی کہ اون اولیاء اللہ تعالی کی لطائف وصفات جسم مختلف اور تشکلین
جدا جدا پکڑ لیتی ہین اور مکانون اور مقامون مختلفہ مین وہ لطائف وصفات تشکلین مختلفہ جو پکڑی ہوئی ہین وہ موجود ہوتی
ہین اور اونسے افعال متبائنہ ظاہر ہوتی ہین اور ایسی ہی کوئی دوست وعزیز وقریب مثلاً ہندوستان مین متوطن وساکن ہوتا ہے
اور ہندوستان کی شہر وسے کبھی باہر نہین جاتا ہے اوسکی دوست وعزیز وقریب جو مکہ معظمہ سے مثلاً آتی ہین تو کہتی ہین کہ ہمنے
اوس عزیز کو حرم کعبہ شریف مین دیکھا تہا اور ہماری اور اوس عزیز کی درمیان یہہ باجری ومعاملہ گذرا اور دوسری گروہ
کہتی ہین کہ ہمنے اوسکو روم مین دیکھا تھا اور ایک جماعت کہتی ہی ہمنے اوسکو بغداد مین دیکھا تہا یہہ بھی اوس عزیز کے
لطائف وصفات کی تشکلین مختلفہ ہوتی ہین کہ اون مقامات مین اور ملکون مین موجود ہوتی ہین اور اوس عزیز کو اون تشکلاتسی
اطلاع بھی نہین ہوتی ہی اسیواسطے کہ اوس عزیز کو اس سی اطلاع بھی نہین ہوتی ہے وہ عزیز اون گروہون اور جماعتونکی
جواب مین جو اپنا دیکھنا مکہ شریفہ وروم وبغداد مین بیان کرتی ہین کبھی کہتا ہی کہ یہہ تمام مجھپر تہمت ہی مین تو گھر سی بھی
کبھی نہین نکلا اور نہ مین نی حرم کعبہ کو دیکھا ہی اور نہ مین روم وبغداد کو پہچانتا ہون اور نہ مین ان لوگونکو یعنی جماعت
وگروہ روم وبغداد مین جو دیکھنا بیان کرتے ہین اونکو جانتا ہون کہ کون لوگ ہین اور اسیطرح صاحبان حاجات عزیزون
زندون اور مردونسی جگون خوف وہلاکت کی مین مدد مین چاہتی ہین اور دیکھتی ہین کہ اون حضرات کی صورتین حاضر ہوئین
اور اون صورتون نے دفع آیات وبلیات کا اون مدد چاہنی والونسی کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اون عزیزون کو جنکی
صورتون نے حاضر ہوکر آفات کو دفع کیا ہی حاجتمندون اور مدد چاہنی والونسی اس دفع کرنی اپنی کے خبر بھی ہوتی ہی
کہ ہمسی ایسا ہوا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اونکو اسکی خبر تک بھی نہین ہوتی ہے یہہ بھی تشکل اون عزیزون کی
لطائف کا ہی اور کبھی یہہ تشکل بیداری مین ہوتا ہے اور عالم شہادت مین ہوتا ہی اور کبھی عالم مثال مین ہوتا ہے
جیسا کہ ایک شب مین جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہزار آدمی خواب مین دیکھتی ہین ساتھہ صورتون مختلفہ کی
اور بہت سی فائدی حاصل کرتی ہین یہہ بھی تمام آنحضرت صلعم کی صفات ولطائف کی صورتین ہوتی ہین ایسی
مرید لوگ صورت مثالی پیرون کی سی فائدے لیتی ہین اور کھولنا مشکلونکا کرتی ہین پس اس تمام بیان حضرت مجدد رح سی
واضح ہے کہ ارواح اولیاء اللہ اور اونکی صفات ولطائف تشکلین صورتین پکڑکر عالم بیداری وخواب مین مکانون
اور مقامون مختلفہ مین موجود ہوتی ہین حالت حیات مین بھی اور قبل زندگانی دنیا ویکی بھی اور بعد وفات کے بھی
اور اونکی تشکلون اور صورتونسی فائدہ وحل مشکلات ومدد کا صدور وظہور ہوتا ہے یہہ مؤلف اپنی آپکو مجددی بھی
زعم کرتا ہے چنانچہ اول رسالہ مین اس نی اپنا مجددی ہونا بالتصریح بیان کیا حضرت مجدد رح تو یہہ فرماوین

کہ اولیاء اللہ تعالی کی ارواح سی حل مشکلات ومدد حاجتمندونکا صدور ہوتا ہے اور مولف اس اعتقاد کو شرک وکفر زعم کرتا ہی
چنانچہ اسکے اقوال سی واضح ہی پس اس مولف کا اپنی آپکو مجددی قرار دینا سراسر بنوٹی اور جھوٹ وکذب ومکر وفریب ہی
تاکہ عوام لوگ اسکو مجددی جانکر اسکی اقوال باطلہ کو حق جانین جو لوگ ادنی شعور بہی رکھتی ہین وہ خوب جانتے ہین
کہ یہہ مولف اپنی اس دعوی مین بہی بالکل جہوٹا اور فریبی ہے اور مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ بہی نفحات
الانس مطبوع نولکشور کی صفحہ ۳۴۲ اور صفحہ ۳۴۳ مین یہہ فرماتی ہین شیخ بقا بن بطو رحمہ اللہ تعالی وی گفت کہ سودی
در مجلس شیخ عبدالقادرؒ حاضر بودم در اثنار آن کہ سخن میگفت بر پایہ اول از منبر ناگاہ قطع سخن کرد وساعتی خاموش بود
وبزمین فرود آمد بعد ازان بر منبر بالا رفت وبر پایہ دوم بنشست پس من مشاہدہ میکردم کہ پایہ اول کشادہ شد
چندانکہ چشم کار میکرد وفرش از سندس اخضر انداختند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با اصحاب بر انجا نشستند وحضرت
حق سبحانہ وتعالی بر دل شیخ عبدالقادر تجلی کرد چنانکہ وی میل میکرد کہ بیفتد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویرا بگرفت
ونگاہ داشت بعد ازان خرد ولاغر شد چون عصفوری بعد ازان ببالید وبزرگ شد بر صورت ہائل وسہمناک
وسہمگین بعد ازان آن ہمہ از من پوشیدہ شد حاضران از شیخ بقا کیفیت رویت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابش را پرسیدند گفت خدا تعالی ایشان را تائید کردہ است بقوتی کہ ارواح مطہرہ ایشان متشکل میشوند
بصور اجساد وصفات اعیان وی بینند ایشان را کسانیکہ خدا تعالی ایشان را قوت رویت آن ارواح وصور
واجساد وصفات واعیان دادہ است بعد ازان از سبب میل کردن وخرد شدن وبزرگ شدن شیخ پرسیدند گفت
تجلی اول بصفتی بودہ کہ بشر را قوت آن نیست مگر بتائید نبوی ولہذا نزدیک بود کہ شیخ بیفتد اگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ویرا نمی دریافت می افتاد وتجلی ثانی بصفت جلال بود وازین جہت بود کہ شیخ بگداخت وتجلی ثالث بصفت
جمال بود وازین جہت کہ شیخ ببالید وبزرگ شد وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ قضیب البان موصلی رحمہ اللہ تعالی کنیت وی عبداللہ است شیخ محی الدین بن العربی قدس اللہ تعالی
روحہ در بعضی رسائل می فرماید کہ ازین طائفہ بالبعضی را دیدہ ایم کہ صورت روحانیت ایشان متجسد ومتمثل میشود
بر صورت جسمانیت ایشان وبر آن صورت متجسدہ افعال واحوال میگذرانند حاضران می پندارند کہ آن بر صورت
جسمانیت ایشان میگذرد ومی گویند کہ فلان کس را دیدم کہ چنین وچنان میکرد وحال آنکہ آنکس ازین فعل مبرا است
وما این را بارہا بسیاری ازین طائفہ مشاہدہ کردہ ایم ومعاینہ دیدہ ایم وچنین حال عبداللہ بن موصلی کہ معروف است
بقضیب البان باید کہ برین انکار نیاری کہ اسرار خدا تعالی در افراد عالم بزرگ وبسیار است وبقوت عقل ادراک

غور آن نمیتوان کرد شیخ عبد الله یافعی رحمة الله علیه گفت که یکی از اهل علم مرا خبر داد که یکی از فقرا را نمیدید که نماز گذارد
روزی اقامت نماز میکردند او نشسته بود فقیهی از سر انکار او را گفت برخیز و نماز بجماعت گذار برخاست و با ایشان
تکبیر نماز گفت رکعت اول بگذارد و فقیهه منکر پهلوی او بود چون برکعت دوم برخاستند فقیهه نظر بوی کرد کسی دیگر
دید غیر آن دو کس که اول نماز می گذاردند و در رکعت چهارم دیگری دید غیر آنها چون سلام دادند دید که همان کس
اول است بر جای خود نشسته و از آن سه کس که در حال نماز دیده بود اثری نبود آن فقیهه نظر بوی کرد او بخندید
و گفت ای فقیهه کدام یک از آن چهار کس با شما نماز گذارد و شیخ عبد الله یافعی گوید که مثل این قصه شنیدم که صادر شد
از قضیب البان رحمه الله تعالی با بعضی از فقهاء قاضی موصلی را نسبت بوی انکار تمام بود یک روز دید که در یکی
از کوچهای موصل از مقابل وی قضیب البان می آید با خود اندیشید که وی را و قصه وی بحاکم رسانم تا وی را بسیاستی
برساند ناگاه دید که بصورت پهلوان گردی برآمد و چون مقداری دیگر پیش آمد بصورت اعرابی برآمد و چون نزدیکتر شد
بصورت یکی از فقها ظاهر شد چون بقاضی رسید گفت ای قاضی کدام قضیب البان را بحاکم میبری و سیاست
میکنی قاضی از انکار خود توبه کرد و مرید شد شیخ عبد القادر رضی الله تعالی عنه را گفتند که قضیب البان نماز نمی گذارد
گفت هیچ مگوئید که همیشه سروی در خانه کعبه در سجود است انتهی اس عبارت سی خود جناب رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم کا اور آپکی اصحاب رض کا آپکی همراهی مین حضرت غوث اعظم رح کی مجلس مین تشریف لانا اور حضرت غوث اعظم رح کی
مدد فرمانا اور حضرت غوث رح کو گر پڑنیسی روکنا ثابت ہی اور یہہ بہی ثابت ہی کہ ارواح مطہرہ کو خدا تعالی نی قوت دی ہے
متشکل ہو جانیکی ساتھہ صورتون جسمون و صفات کی اور اونکو وہی لوگ دیکھتی ہین کہ جنکو خدا تعالی نی اونکو دیکھنی کی قوت دی ہی
اور سوائی آنحضرت صلعم اور سوائی صحابہ رض کی دوسرے اولیاء الله تعالی کی ارواح کا متشکل ہونا اور جسم پکڑنا اور اونسی افعال و احوال
صادر ہونا بہی ساتھہ بیان شیخ محی الدین بن العربی و امام یافعی کی ثابت ہی اس عبارتسی پس بعد وفات کی بہی اولیاء الله
تعالی کا تصرف کرنا ثابت ہی تو حضرت عبد القادر جیلانی قدس سره کو بعد وفات بہی ندا کرنا اور امر طلب حاجت کے
واسطے بطور توسل یا عبد القادر جیلانی شیئاً لله کہنا درست ہی اور انکار کرنا وہابیه کا اور مولف کا مردود ہی اور بہی ایک
عبارت ترجمه فارسی مشکوة شیخ عبد الحق دہلوی کی نقل کیجاتی ہی جس سی آنحضرت صلعم کو بعد وفات کی دیکھنا بیداریمین
بہت سی بزرگان دین کا ثابت ہی چنانچه وہ عبارت جلد ثالث کتاب الرؤیا کی یہہ ہی از بعضی صالحین حکایت
درین باب آمده و بصحت رسیده و حکایات و روایات مشائخ بسیار است نزدیک بحد تواتر رسیده و منکر این حال
تصدیق بکرامات اولیاء دارد یا ندارد و اگر ندارد ساقط شد بحث با وی زیرا که وی منکر است چیزی را

که اثبات کرده اند کتاب و سنت و اگر وارد این از جملهٔ کرامات است باعث انکار چیست و اما حجة الاسلام محمد غزالی در کتاب
المنقذ من الضلال گفته که ارباب قلوب مشاهده میکنند در یقظه ملائکه را و ارواح انبیا را می شنوند از ایشان اصوات و
و اقتباس میکنند فوائد را و در مواهب لدنیه گفته که ابن منصور در رسالهٔ خود نوشته که در آمد شیخ ابو العباس قسطلانی
بر آن حضرت پس دعا کرد آنحضرت او را و فرمود اخذ الله بیدک یا احمد و از ابو المسعود آورده که مصافحه میکرد آنحضرت را
بعد از هر نماز و از قطب الوقت ابو الحسن شاذلی آورده که آنحضرت را دیدم فرمود یا علی لهر شبابک من الدنس و از سید
نور الدین یحیی آورده اند که شنید جواب سلام را از داخل قبر شریف که علیک السلام یا ولدی و از شیخ ابو العباس مرسی
آورده که میفرمود اگر یک چشم زدن جمال سید المرسلین از من محجوب گردد من خود را مسلمان نمی شمرم و گفته اند که تحقیق
آن نیز تمثال است و اگرچه در یقظه است و بی غلبه و غلبیت نیست در حصول صحبت و ثبوت احکام شرعی
و بر غیر رای حجت نه والله اعلم و در بهجة الاسرار باسناد یکه در وی دو واسطه بیش نیست روایت کرده که روزی
غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالی عنه بر کرسی نشسته بود و وعظ میفرمود و قریب بدو هزار کس
در پایهٔ وعظ وی حاضر و شیخ علی بن هیتی در زیر پای کرسی شیخ نشسته ناگاه شیخ علی بن هیتی را خوابی برد پس
شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس همه ساکت شدند تا آنکه خبر انفاس از ایشان شنیده نمیشود پس فرود آمد
شیخ از کرسی و بایستاد بادب پیش شیخ علی مذکور و می نگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبد القادر
با وی که دیدی تو آنحضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جهت ادب ورزیدم با تو ایستادم در پیش تو فرمود
بچه وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بملازمت من مجلس تو پس شیخ علی گفت آنچه من در خواب دیدم شیخ
عبد القادر در بیداری دید و روایت کرده اند که هفت کس از مردان راه دران روز از عالم رفتند رحمة الله علیهم اجمعین
انتهی اس عبارت سی واضح ہے کہ آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھنا بعد وفات کی اسقدر روایات مشائخ سے
ثابت ہی کہ قریب حد تواتر کے پہنچگئی ہین اور منکر اوسکا اگر کرامت اولیاء اللہ تعالی پر اعتقاد رکھتا ہی یا نہین اگر کرامت
اولیاء پر اوس منکر کا اعتقاد نہین ہے تو اوس سی ہم بحث نہین کرتے کیونکہ وہ تو ایسی چیز کا منکر ہی جو قرآن و حدیث سے
ثابت ہی اور اگر وہ منکر کرامت کا نہین ہی تو اسکے انکار کا کوئی باعث نہین ہی یعنے اوسکو انکار کی گنجائش نہین ہے
انکار اوسکا بی جا ہی اور اقرار کرنا اوسکو لازم و ضرور ہے امام غزالی رح فرماتی ہین کہ اولیاء اللہ بیداری مین ارواح انبیاء
علیہم اور ملائکہ علیہم السلام کا مشاہدہ کرتی ہین اور اونسی فائدی حاصل کرتی ہین اور شیخ ابو العباس قسطلانی کی حق مین
آنحضرت صلعم نی دعا فرمائی (یعنے بعد وفات کی بیداری مین) اور ابو مسعود سی آنحضرت صلعم بعد ہر نماز کی مصافحہ کرتی تھے

اور شیخ ابوالحسن شاذلی رح کو آنحضرت صلعم نی فرمایا اپنی کپڑے میل سی پاک کرو اور سید نورالدین نی جواب سلام کا آنحضرت
صلعم کی قبر شریف کی اندر سی سنا آنحضرت صلعم نی علیک السلام یاولدی فرمایا اور شیخ ابوالعباس مرسی نی فرمایا کہ آنکھہ
جھپکنی قدر جمال مبارک سیدالمرسلین مجھسے محجوب ہوجاوی تو مین اپنی آپ کو مسلمان نہ شمار کرون یہہ تمام بیداری مین
صورت مثالی آنحضرت صلعم کی دیکھتی تھے اور یہہ دیکھنا اگرچہ بیداری مین تھا لکن چونکہ بغیر غلبہ حال نہین تھا اسواسطے
صحابی ہوجانی کے بارہ مین اور ثبوت احکام کی بارہ مین حجت لازمہ جسکا قبول ضرور ہووی معتبر نہین ہوسکتا ہی اور حضرت
غوث اعظم رح کی مجلس مین شیخ علی ہیتی کو خواب آگئی اوس نی خواب مین آنحضرت صلعم کو دیکھا حضرت عبدالقادر جیلانی رح نی
اوسیوقت آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھا ان تمام روایا تسی بعد وفات بھی آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکھنا ثابت
ہے اور شاہ ولی صاحب دہلوی اپنے رسالہ درثمین اسطرح فرماتی ہین اَلْحَدِیْثُ السَّابِعَ عَشَرَ اَخْبَرَنِیْ
سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَیْخِیْ السَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ الْقَارِیْ قَالَ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ عَلَی الْقَارِیْ
زَاھِدٍ کَانَ یَسْکُنُ فِی الْبَرِیَّۃِ فَبَیْنَمَا نَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ اِذَا جَاءَ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ یَقْدِمُھُمْ سَیِّدُھُمْ
فَاسْتَمَعَ قِرَاءَۃَ الْقَارِیْ وَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ بِذٰلِکَ الزِّیِّ
فَاَخْبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَھُمُ الْبَارِحَۃَ اَنَّہٗ سَیُذْھَبُ اِلَی الْبَرِیَّۃِ الْفُلَانِیَّۃِ لِاِسْتِمَاعِ
قِرَاءَۃِ الْقَارِیْ ھُنَاکَ فَعَلِمْنَا اَنَّ السَّیِّدَ الَّذِیْ کَانَ یَقْدِمُھُمْ ھُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدْ
رَاَیْتُہٗ بِعَیْنَیْ ھَاتَیْنِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ انتہی یعنی شاہ ولی اللہ کہتی ہین کہ مجھکو خبر دی میرے والد نی کہ میرے استاد سید عبداللہ
قاری نی مجھکو خبر دی کہ مین نی قرآن شریف حفظ کیا تھا قاری زاہد سی جو جنگل مین رہتی تھے اس درمیان مین کہ ہم قرآن
آپس مین پڑھتی تھے یعنی دور کرتی تھے کہ ایک قوم عرب کی آئی کہ اونکی سردار اونکی آگی تھے پس سنا اونھون نی قرأت
قاری زاہد کو اور فرمایا یعنی اون عرب کی قوم کی سردار نے خداتعالی تمکو برکت دی کہ ادا کیا تمنی حق قرآن شریف کا یعنی جیسی کہ حق
قرآن پڑھنی کا ہے ویسی ہی تمنی قرأت سی ادا کیا یہہ فرماکر وہ تشریف واپس لیگئی اونکی تشریف لیجانیکی بعد ایک شخص دوسرے
اوسیہی عربی لباس مین آئی اور کہا اونھون نی کہ رسول اللہ صلعم نی کل رات یہہ خبر دی تھی کہ ہم فلانی جنگل مین قرآن شریف
سننی کو تشریف لیجاوینگی جب اون دوسرے شخص نی یہہ بیان کیا تو ہمنی جانا کہ آگی آگی جو اونکی سردار تھی وہی آنحضرت صلعم تھے
شاہ ولی اللہ کی والد کی استاد کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنی ان دونون آنکھونسی یعنی ان سر کی آنکھونسی مین نی آنحضرت
صلعم کو دیکھا یہہ کتاب درثمین تو بہت عرصہ سی مطبوع بھی ہوگئی اور کئی بار مطبوع ہوئی مطبوع ہونیسی قبل اس راقم الحروف کو
مولوی عالم علی صاحب شاگرد خاص مولوی اسحاق صاحب دہلوی سی اسطرح اسکی تفصیل نیچی ہے کہ یہہ وہ قاری جنکا

قرآن آنحضرت صلعم نے سنا تہا پنجاب کی جنگل مین تہی اور وقت قرآن شریف کی دور کے پانچ سوار بلباس عربی آئی ایک سوار
جو اونکی آگی تہے وہ اونکی سردار تہی جب قرآن سنکر واپس تشریف لیگئی جیساکہ ابہی ذکر ہوا تو ایک شخص دوسرے اوسہی لباس مین
آئی اور آکر اونہون نے یہہ سوال کیا اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّعَمْ یعنی کہان ہین آنحضرت صلعم شاہ ولی اللہ صاحب کی والد کے
اوستاد کہتی ہین کہ ہمنی اونسی دریافت کیا کہ تم کون ہو کہا مین ابوہریرہ ہون اور یہہ جو آئی تہے ایک خود بدولت جناب
رسالت مآب صلعم تہی اور چار آپکی خلفاء اربع تہی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آپنی کل یہان آنیکو فرمایا تہا مجھکو ذرا دیر
ہوگئی تو مین اب آیا ہون پس بخوبی واضح ہے کہ بعد وفات کی آنحضرت صلعم اور اولیاء کی ارواح کا متجسم ہوکر پھرنا اور تصرف
کرنا ثابت ہی جسکو خدا تعالی نے قوت اونکی دیکھنے کی عطا فرمائی ہی وہی اونکو دیکھتی ہین پس جو ایسے ذی شعور ہین کہ معجزات
انبیاء و کرامات اولیاء کی قائل اور معتقد ہین اگرچہ اونکو یہہ قوت حاصل نہین ہی کہ ارواح انبیاء علیہم السلام اور ارواح
اولیاء اللہ کو بعد وفات دیکھ سکین اونکے نزدیک اولیاء اللہ تعالی کو بعد وفات بہی ندا کرنا اور توسلاً اونسے کچھہ چاہنا
اور اونکے وسیلہ سی خدا تعالی کا کام کردینا کسی وجہ سے ممنوع نہین ہی نہ شرعاً نہ عقلاً نہ عرفاً ہان جو کرامت اولیاء
اللہ کو نہین مانتی ہین فی الواقع اگرچہ بظاہر مقر ہین وہ اس امر کو ممنوع و حرام و بدعت سیئہ بلکہ شرک کہین اور کہتی ہین
تو اونسی کچھہ تعجب نہین ہے وہ دائرہ اہل حق سی خارج ہین پس اہل اسلام کو چاہئی کہ وظیفہ یا عبد القادر شیئاً للہ بطور
توسل و تطفل پڑھنی مین تردد نکرین اور موسوسین کی وسوسہ اندازی کیطرف ہرگز نہ دیکھین **بحث ما اُهِلَّ**
**بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ** و ذکر اوس جانور بکرا وغیرہ کا جو کسی ولی کی نام سے مشہور کیا جاوی اور وقت ذبح سوائی بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر
کہنی کے دوسرا کسیکا نام نہ لیا جاوی ایا وہ حرام ہی یا حلال پس واضح ہو کہ وہابیہ نے اس بکرے وغیرہ جانور کی بارہ مین بہت
غلو کیا ہی اور تحریم حلال کا ارتکاب کیا ہے اور عوام کو ضلالت مین ڈالنا چاہا ہے اون مین سی ایک یہہ مولف رسالہ
بھی ہی کہ دھوکہ و فریب و بدگمانیان اہل اسلام پر کرکے حلال کو زبردستی حرام بتاتا ہے اور آیت کی معنی اپنی رائی سے
گھڑکے اوس سے حرمت ثابت کرتا ہے اور افترا کرکے حدیث و اجماع سے اسکی حرمت ثابت کرتا ہی اور کسی
صورت سی منذور اولیاء اللہ کی جواز کا قائل ہی نہین ہوتا ہی اور حق و باطل ملائی دیتا ہی خدا تعالی کا خوف نہین کرتا ہی
یہہ نہین جانتا اور اسپر ایمان نہین لاتا کہ جیسی حرام کو حلال کہنا حکم الٰہی کو بدلنا اور تغییر دینا اور دین سی خارج ہونا ہے
ایسی ہی حلال کو حرام کہنا بہی تو بدلنا احکام الٰہی کا اور تغییر دینا ہے اور دین اسلام سی خارج ہونا ہی اور خدا
رسول پر افترا کرنا اور بہتان باندھنا ہے مولف نے جو جو اقوال کہی ہین اس رسالہ اور دوسرے رسالہ مین جو بزبان
عربی ہی اور اس رسالہ مردودہ کی ہمراہ مطبوع ہوا ہی اور تیسرے رسالہ مین جسکا نام استفتاء اہل سورت و جواب

مفتیان مکہ معظمہ لوح پر لکھا ہی اون تمام اقوال مین جو جو دھوکھا اور فریب اُس مولف نے کئی ہین تمام کا حال کچھہ
کچھہ بیان کیا جاتا ہے قولہ فی عمدۃ النکات بزعمہ و فی الحقیقہ ہی قدوۃ الخرافات چوتھا ذبیحہ حرام مانند ذبیحہ
لغیر اللہ کی یعنے کسی جانور کو کسی کی نام کا ٹھہرا کے یعنی نذر کرکے پھر اوسکو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر حلال کرے تو
اب وہ حلال نہین ہوتا کیونکہ غیر سے ثواب چاہا اور اوس غیر کی تعظیم کیلئے حلال کیا اور ذبح کرنیوالا مرتد ہوا الی
ان قال ودلیل علی ذلک قولہ تعالی اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ قولہ فِسْقًا اَیْ خُرُوْجًا عَنِ الدِّيْنِ الْقَيِّمِ
الَّذِيْ هُوَ كَالْحَيَاتِ الْمُطَهَّرَةِ فِي الْفِطْرَةِ وَاُهِلَّ اَیْ صُوِّتَ فِيْهِ قَبْلَ الذَّبْحِ وَاشْتُهِرَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ الخ
اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ مؤلف کا کلام اگرچہ بظاہر حق ہے لکن مولف نی اس سے ارادہ باطل و ناحق کا کیا ہی اسواسطے
کہ اسکی غرض اس قول سی یہی ہے کہ جو لوگ نذر اولیار کی کرتی ہین تو وہ تمام اسیطرحسی کرتے ہین اور اونکی غرض یہی
ہوتی ہی کہ اولیار کی نذر ہی اللہ کی نذر نہین ہے اور وہ اس کرنیمین اولیار کی تعظیم اور اون اولیار سی ہی ثواب
چاہتی ہین نہ اللہ تعالی سے یہہ سراسر فریب دھوکہ وافترا و کذب محض ہی کسی مسلمان ادنی و اعلی کا یہ اعتقاد
ہوتا کہ اولیار اللہ سی ہی ثواب وہ چاہتی ہین ہرگز کوئی ذیشعور تسلیم نکریگا اور نہ کسی مسلمان ادنی و اعلی پر یہہ بدگمانی
کرنا کسی مسلمان کو جائز ہے یہہ فقط مولف اور اوسکی ہم مشرب دوسرے وہابیہ کا ہی حصہ ہی بلکہ اسمین دعوی
علم غیب کا ہی جو مولف کی نزدیک کفر ہی کیونکہ یہہ دوسرے کی امر قلبی اور اعتقاد کی خبر دیتا ہی جسکو وہ شخص اور خدا تعالی ہی جانتا
ہی نہ کوئی دوسرا پس ہر اہل اسلام نذر اولیار کرنیوالی کے حق مین ایسا گمان کرنا مولف اور اونکی ہم مشربونکا حرام
قطعی بلکہ استحلال کی حالت مین کفر ہے جبتک نذر اولیار اللہ کرنیوالی کے قول سی یہہ ظاہر نہووی کہ وہ یہہ اعتقاد
رکھتا ہی کہ اولیار اللہ سی ثواب چاہتی اور اونکی تعظیم بطور عبادت کرنیکو ذبح کرنیکی نذر کی ہی تب تک یہہ بدگمانی اوسپر کرنا
بلاشبہ حرام ہی آیات و احادیث و اقوال علمار سے جیسا کہ بحث استمداد مین اوپر مذکور ہوا ہے اور اسی سبب سے
کہ بغیر ظہور کی اوس نذر کرنیوالیکے قول سی یہہ اعتقاد مذکور جبتک معلوم نہو تو ایسا گمان بد جائز نہین ہی صاحب تفسیر
احمدی بہت بڑے اصول دان ہین چنانچہ نور الانوار کتاب اصول کی درسی انھین کی ہی اپنی تفسیر احمدی سورہ
بقرہ کی آیت وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت مین فرماتی ہین وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاِسْمِ
غَيْرِ اللّٰهِ مثل لَاتَ وَعُزّٰی وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَاِنْ اُفْرِدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ ذُكِرَ مَعَ
اسْمِ اللّٰهِ عَطْفًا بِاَنْ يَقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْجَرِّ حَرُمَ الذَّبِيْحَةُ وَاِنْ ذُكِرَ مَعَهٗ مَوْصُوْلًا
لَا مَعْطُوْفًا بِاَنْ يَقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يَحْرُمُ وَاِنْ ذُكِرَ مَفْصُوْلًا بِاَنْ يَقُوْلَ

قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يَضْجَعَ الذَّبِيْحَةَ اَوْ بَعْدَهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْكَانُوْا يَذْرُوْنَهَا لَهٗ انتهى اس سے واضح ہے کہ جب ہماری علماء محققین مانند صاحب ہدایہ نے بالتصریح بیان کردیا کہ وقت ذبح جانور کے اگر کوئی نام غیر خدا تعالی کا بسم اللہ سے پہلے قبل لٹانے جانور کے لیوے یا بعد ذبح کے لیوے تو اوسمین خرابی و قباحت نہین ہے تو اس بیان کردینے علماء کے سے معلوم ہوگیا کہ گائے نذر اولیاء اللہ تعالی جیسا کہ ہمارے زمانہ مین رسم ہے حلال طیب ہے اسواسطے کہ اوس گائے پر نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے ذکر نہین کیا جاتا ہے جب اسپر یہہ اعتراض پڑا کہ نذر حقیقۃً غیر اللہ کی جائز نہین ہے پس چاہیے کہ نذر غیر اللہ کرنیکے سبب سے گائے مذکورہ مین خرابی ہووے اور کسی قسم کا نجس آجاوے پھر حلال طیب کسطرح ہوئے تو اس اعتراض کا جواب حاشیہ اپنے مین یہہ صاحب تفسیر ارقام فرماتے ہین وَاَمَّا بِحَسْبِ النَّذْرِ فَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ النَّذْرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ حَرَامٌ وَنَذْرُ الْاَوْلِيَاءِ مَا قُلْتَ بِاَنَّ النَّذْرَ لِلّٰهِ وَثَوَابُهٗ لَهُمْ انتهى یعنی یہہ تو ثابت ہوچکا ہے کہ نذر غیر اللہ کی کرنا حرام ہے لیکن نذر اولیاء سے مراد یہہ ہے کہ نذر اللہ کے واسطے ہوتی ہے اور ثواب اولیاء اللہ تعالی کیواسطے ہوتا ہے اوس نذر کا اس سے واضح ہے کہ ہمارے فقہا مانند صاحب ہدایہ کے اور صاحب تفسیر احمدی کے نزدیک اول یا آخر ذبح سے نام غیر اللہ کا جانور پر لیا جاوے اور وقت ذبح کے نہ لیا جاوے تو وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل نہین ہے اور صاحب ہدایہ کی عبارت خاص یہہ ہے جس سے واضح ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ لینے سے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل ہوتا ہے ورنہ نہین ہوتا وَالثَّانِيَةُ اَنْ يُّذْكَرَ مَوْصُوْلًا عَلٰى وَجْهِ الْعَطْفِ وَالشَّرِكَةِ بِاَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاسْمِ فُلَانٍ اَوْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ اَوْ بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ بِكَسْرِ الدَّالِ فَتَحْرُمُ الذَّبِيْحَةُ لِاَنَّهٗ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ انتهى اس سے واضح ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لیوے جب مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا مصداق ہوگا ورنہ نہین اور علامہ عینی نے بھی اسمین خلاف ہونا ذکر نکیا اور کچھہ اسپر کلام نکیا جس سے تسلیم کرنا علامہ عینی کا بھی معلوم ہوا اور قاضیخان رح کی قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت ذبح کے غیر اللہ کے نام لینے سے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل ہوتا ہے چنانچہ اونکے فتاوی کی عبارت یہہ ہے وَكَذَا ذَبِيْحَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ حَلَالٌ وَاِنْ كَانَ الْكِتَابِيُّ حَرْبِيًّا اِلَّا اَنْ يَّسْمَعَ مِنْهُ اَنَّهٗ يُسَمِّيْ عَلَيْهِ الْمَسِيْحَ فَاِذَا سَمِعَ مِنْهُ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِاَنَّهٗ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ انتهى اور جلالین مین سورہ بقرہ مین ہے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَيْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰى وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ انتهى اس سے بھی شان نزول آیت کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لیتے تھے اوسکی حرمت خدا تعالی نے بیان فرمائی ہے

اور بیضاوی مین ہی مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ انتہی اور تفسیر مدارک مین
سورۂ مائدہ مین ہی ما اهل به لغير الله بان رُفِعَ الصَّوْتُ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ
وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهٖ انتہی وهكذا فى البيضاوى فى سورة المائدة اور تفسیر کبیر مین سورۂ مائدہ مین ہے
وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ عِنْدَ الذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ انتہی اور تفسیر ابی سعود مین ہے
مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ای رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى انتہی
اور معالم مین ہے مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ای مَا ذُكِرَ عَلٰى ذَبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ تعالیٰ اور تفسیر معالم سورہ بقرہ
مین ہے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ
وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا فَجَرٰى ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِهِمْ قِيْلَ لِكُلِّ ذَابِحٍ
وَاِنْ لَّمْ يَجْهَرْ بِالتَّسْمِيَةِ مُهِلٌّ انتہی اور اسی تفسیر معالم سورۂ اعراف مین ہی مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَهُوَ
مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ تعالیٰ اور تفسیر در منثور مین ہے اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِى قَوْلِهٖ
تعالیٰ مَا اُهِلَّ مَا ذُبِحَ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور تفسیر
رحمانی مین ہے اُهِلَّ ای صُوِّتَ فِيْهِ بِاسْمِ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ای لِسَبَبِ ذَبْحِهٖ لَهٗ انتہی اور تفسیر حسینی مین
سورۂ بقرہ مین ہے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وحرام کرد آنچہ آواز بردارند در وقت ذبح برای غیر خدا تعالیٰ بنام
بتان یا باسم پیغمبران بکشند انتہی اسی تفسیر مین سورۂ مائدہ مین ہے وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وآنچہ آواز برداشتہ
باشند یعنی یاد کردہ باشند مر غیر خدای تعالیٰ را نزدیک ذبح و مراد ذبیحہ کفار است کہ بنام لات وعزیٰ وغیر آن می
کشتند انتہی اور تفسیر اتقان نوع سادس وثلاثون مین ہے اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ذُبِحَ لِلطَّوَاغِيْتِ اور فتح الخبیر مین
شاہ ولی اللہ دہلوی شاہ عبد العزیز کے والد فرماتی ہین اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ذُبِحَ لِلطَّوَاغِيْتِ انتہی
اسیطرح دوسری تفاسیر مین بھی ہی دیکھو ان تمام تفاسیر معتبرہ ومشہورہ ومعروفہ سے واضح ہے کہ وقت
ذبح کی غیر خدا تعالیٰ کی نام سے ذبح کیا ہو وہی وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد ہی اول آخر ذبح سے نام غیر خدا تعالیٰ لینے سے
مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین ہرگز داخل نہین ہوتا ہے اسیواسطے ہمارے علماء محققین نے بالتصریح فرمادیا ہی کہ اول وآخر
نام لینے سے حرمت نہین ہوتی ہی چنانچہ ابھی ہدایہ سے اوپر گذرا ہی اور صاحب تفسیر احمدی نے بھی اسی سبب سے
بقرہ مندورہ اولیاء اللہ کا حلال طیب ہونا اور نذر کا ماقول بنذر اللہ ہونا اور ثواب اولیاء اللہ کیواسطے ہونا
فرمادیا ہی اور اُس مولف نے اپنے دوسرے رسالہ عربیہ مین جو عمدۃ النکات کی آخر مین لگادیا ہے بحوالہ

فتاوی ابی اللیث سمرقندی سے یہہ نقل کیا ہی النذر لغیر اللہ ان قصد بالنذر التقرب الی غیر اللہ وظن
انہ یتصرف فی الامور کلہا دون اللہ فنذرہ باطل وارتدادہ ثابت وان قصد بالنذر التقرب
الی اللہ وایصال الثواب الی الاولیاء ویعلم انہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء وسائل
بینہ وبین اللہ تعالی فی حصول مقاصدہ فلا حرج فیہ وذبیحتہ حلال طیب ہذا ہو الصواب
وعلیہ عمل المشائخ وایضا اجمع علیہ اہل البخاری فمن خالف الاجماع فہو مخالف للاجماع یہہ تمام عبارت
مولف کی دوسرے رسالہ سے ہمنے نقل کی ہی اگر فی الواقع یہہ تمام عبارت فتاوی فقیہہ ابی لیث ہو یا مولف نے کچھہ
اپنی طرف سے زیادہ کی ہو بہر صورت مولف کی اقرار سے ہی ہمارا مقصود حاصل ہوگیا اور بمقتضای (الفضل ما شہدت بہ
الاعداء) ہماری مقصود کی ثبوت کی دلیل و شاہد و برہان قول مولف کا ہی ہوگیا اور یہہ ثابت ہوگیا کہ نذر
و منذور لغیر اللہ جو ظاہر ہو اوسکا ایک ہی حکم نہین ہے اور اوسکو علی الاطلاق حرام کہدینا نہین ہی بلکہ اوسمین
یہہ تفصیل ہی کہ نذر کرنیوالا نذر کے ساتھہ تقرب الی غیر اللہ کا قصد کرے اور غیر اللہ کو ہی متصرف امور مین جانے
نہ خدا تعالی کو جب نذر باطل ہوگی اور اوسکا ارتداد ثابت ہوگا اور اگر قصد اوسکا نذر کی ساتھہ تقرب الی اللہ اور ایصال
ثواب واسطے اولیاء کی ہو اور وہ خدا تعالی کو ہی متصرف جانے اور اولیاء اللہ کو وسائل مانے تو اس نذر مین جو بظاہر
لغیر اللہ ہی کچھہ خرابی و حرج نہین ہے اور اسی پر اجماع اہل بخاری اور عمل مشائخ کا مولف نے ذکر کیا ہی اور اسکا مخالف
اجماع کا مخالف مولف نے بیان کیا ہے خواہ اپنی طرف سے یا فقیہہ ابو لیث سے نقل کیا ہے ہماری مقصود کی یہہ دلیل وافی
اور برہان شافی ہی اور اس مولف اور دیگر ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ اسکو یاد رکھین کہ جہان کہین کسی دلیل سے
بظاہر حرمت نذر لغیر اللہ کی مفہوم ہی تو اوس سے یہی مراد ہے جو یہان مذکور ہوئی اور جہان کہین نذر اولیاء اللہ کا
حلال ہونا مذکور ہوا ہے یا ہمارے اقوال مین کہین آوے یا آیا ہی یا دوسرے کسی سے نقل کیا ہی تو اوس سے مراد یہی ہی کہ نذر اللہ
کی اور ثواب اوسکا اولیاء اللہ تعالی کی واسطے ہے پس جب یہہ تفصیل معلوم ہوگئی تو اب مولف اور دوسرے وہابیہ کا
نزاع کرنا اور خرافات بکنا اور علی الاطلاق نذر لغیر اللہ اور نذر اولیاء اللہ کو حرام کہدینا اور جانور منذور الاولیاء کو
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کردینا بدون تفصیل کے سراسر دہوکہ اور فریب و ضلال و اضلال ہی اور خداع فی الدین ہے
اور باوجود محمل نیک موجود ہونیکے اہل اسلام کی اعمال کو محمل بد پر حمل کرنا اور بدگمانی کرکے ناری بنانا ہی پس جب
فقہاء کی اور مفسرین کی مراد لینا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ سے معلوم ہوئی کہ وقت ذبح نام غیر اللہ کا لیا جاوے وہ بھی
اسطرح سے جو موجب شرکت ہو تو حرمت ذبیحہ ثابت ہوتی ہے اور آگے پیچھے ذبح سے نام غیر اللہ لینے سے حرمت ذبیحہ کی

ثابت نہین ہوتی ہی تو مولف کی عبارت عربیہ جو رسالہ عمدۃ النکات فی الواقع قدوۃ الخرافات کی جو اوپر گذری ہی اوسمین
یہہ جو کہا ہے کہ (اُهِلَّ اَیْ صُوِّتَ فِیْهِ قَبْلَ الذَّبْحِ وَاشْتُهِرَ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰهِ الخ) جس سے مطلب مولف کا یہہ ہی کہ قرآن مین
جو اہل بہ لغیر اللہ آیا ہے اوسکی معنی یہہ ہین کہ آواز کیا جاوے بیچ اوسکی قبل ذبح کی اور مشہور ہووے ساتھہ نام غیر اللہ
کی سب کی اگرچہ خدا تعالی کا نام اوسپر لیا جاوے تو حرام ہی ہی حلال نہین ہی حاصل یہہ کہ قبل ذبح غیر اللہ کی نام سی
مشہور ہوا تو وقت ذبح کی بسم اللہ کہکر ذبح کرنیسی حلال نہین ہوتا ہے یہی مراد آیت مذکورہ کی ہی یعنی مولف
رسالہ کی اور دوسرے وہابیہ کی زعم فاسد مین پس یہہ مراد لینا مولف رسالہ اور دوسری وہابیہ کا قرآن شریف
کی معنی اپنی نفس سے گھڑنا اور فقہا محققین اور مفسرین کی خلاف کرنا اور اپنی نفس کی پیروی کرنا اور قرآن مین اپنی
رائی سے کہنا اور جگہہ دوزخ مین بنانا ہے کما ورد فی الحدیث النبوی مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْیِهٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ اور دوسری روایت مین ہی مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ
مولف اور دوسرے وہابیہ کو اگر ایسی احادیث پر اعتقاد ہوتا اور خدا تعالی کا خوف انکی دلونمین ہوتا تو مفسرین
اور فقہا کی خلاف ہوکر اپنی نفس سے حلال کو حرام بنانی کیواسطے ما اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی یہہ معنی نکرتے کہ قبل ذبح جانور کی
نام غیر اللہ کا لیا جاوی اور غیر اللہ کی نام سے مشہور کیا جاوی اسقدر عبارات فقہا محققین و مفسرین معتبرین
مذکور ہوئین اونمین کسی مین بہی ما اہل بہ لغیر اللہ کی مراد یہہ نہین بیان کی جو مولف نی اپنی نفس سے گھڑی ہے
ان وہابیہ اور مولف کی بہت بڑی دوڑ تفسیر عزیزی ہی یہہ خبر نہین کہ جو اعتراض اس مولف اور ان وہابیہ پر
وارد ہی وہی صاحب تفسیر عزیزی پر بہی وارد ہے صاحب تفسیر عزیزی کو کب گنجائش ہی کہ تفاسیر معتبرہ
کی خلاف اور فقہا محققین سے انحراف کرکے اپنی زعم کی موافق یہہ معنی کرین کہ قبل ذبح غیر اللہ کی نام سی مشہور
ہونا مراد ہی اور تمام علما متبحرین کی اقوال کو طاق مین رکہین کوئی منصف مزاج اور دین دار ذیشعور اگرچہ صاحب
تفسیر عزیزی کا بیٹا ہی یا شاگرد رشید ہی کیون نہو صاحب تفسیر عزیزی کی قول کو اسبارہ مین رد ہی کرے گا
اور اونکی اکیلے کی مقابلہ مین جم غفیر مفسرین کی قول کو جو وقت ذبح کی قید لگاتی ہین کیونکر چہوڑیگا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ حدیث نبوی ہی جس مین خود آنحضرت صلعم نی یہی حکم دیا ہی کہ وقت اختلاف کی درمیان علما امت
محمدیہ اکثر علما کی قول کی اتباع کرو بلکہ یہہ قول صاحب تفسیر عزیزی کا بعد ایکزمانہ کی حادث ہوا ہی زمانہ کی
معتبرین متبحرین مین کسی کا یہہ قول ہونا ثابت نہین ہوا ہے اگر مولف یا کسی وہابی کو دعوی ہی تو ثابت کری
ورنہ قول تفسیر عزیزی کا محدث ہی اور جو کچہہ صاحب تفسیر عزیزی کی شبہات اس بارہ مین ہین اونکے

زمانہ مین ہی اونکی معاصرون نی ہی اونکی حیات مین ہی رد کردی ہین تین رد تو بندہ کی نظر سی بہی کسی زمانہ مین گذرے
ہین ایک عبد الحکیم ملتانی اور دوسرا کسی بنگالی کا اور تیسرا مولوی خلیل الرحمن رامپوری کا یہہ تو بندہ کی پاس
اب بہی موجود ہی اگر اتفاق ہوا تو اس رسالہ مین کسی جگہہ بیچ یا آخر مین اوسکی اقوال بعض یا کل نقل کردے
جاوینگی تاکہ ناواقف لوگ واقف ہوجاوین پس جو اصل دلیل وہابیہ کی ہی جسکو عوام لوگونکی دھوکہ دہی کو پیش
کردیتی ہین اوسکا یہہ حال ہے جیساکہ کچہہ معلوم ہوا اور انشاء اللہ تعالی کچہہ معلوم ہوجاویگا اقوال آیندہ مین تو
اوسپر ان وہابیہ مانند مولف نی جو مبنی کیا ہے کہ آیت کی معنی گھڑنا شروع کردی ہین اپنی نفس سی اور حلال کو حرام
بناتی ہین تو اوسکا فساد و بطلان اظہر من الشمس ہے اور کیونکر قول صاحب تفسیر عزیزی کا باطل نہوا اسواسطے
کہ وہ حضرت تو تفاسیر مفسرین معتبرین کو تحریف آیت کی قرار دیتی ہین ابن عباس رض صحابی رسول اللہ صلعم اور مجاہد
تابعی بہی تو معنی ما اہل کی ما ذبح اور ما ذبح لغیر اللہ ہی کرتی ہین اور خود صاحب تفسیر عزیزی کی والد بزرگوار شاہ
ولی اللہ صاحب بہی ما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ذبح للطواغیت کرتی ہین اور دوسرے مفسرین معتبرین بہی یہی
تفسیر کرتی کیا کوئی ذیشعور ایسا بی ادب بن سکتا ہی کہ ان تمام اکابر کو جنمین صحابی و تابعی بہی ہین آیت کی تحریف
کرنیوالے موافق قول صاحب تفسیر عزیزی اعتقاد کریگا ہرگز نہین ہان مولف کی مانند کوئی وہابی ایسا گمان
فاسد اور ایسی بی ادبی ساتہہ صحابی اور تابعی اور دیگر مفسرین کی کرے جنمین شاہ ولی اللہ بہی ہین تو عجب نہین ہے
کیونکہ وہابیہ ایسی ہی حضرات ہین کہ ایسی بی ادبی کیا کرتی ہین اور اتباع سواد اعظم سی انحراف کرتی ہین اور کیون کر
ما اہل بہ لغیر اللہ کی مراد یہہ ہوسکتی ہی کہ قبل ذبح مشہور غیر اللہ کی نام کی ہووے اگر غیر اللہ کی نام کی ساتہہ قبل ذبح
مشہور ہونا فقط علت حرمت ذبیحہ کی ہوتی تو سائبہ جو وہ اونٹنی ہی کہ بتونکی واسطے اوسکو مشرکین چہوڑ دیتی تہی
اوسکا دودہ بہی نہین پیتی تہے اور گوشت بہی نہین کہاتی تہے بلکہ کہانا حرام جانتی تہی وہ بلاشبہ غیر اللہ کے
نام پر مشہور ہوتی تہی چاہیئی تہا کہ جب وہ اونٹنی فقط غیر اللہ کی نام پر مشہور ہوگئی تو حرام ہوجاتی اور حال آنکہ
خدا تعالی نی اوسکو حلال طیب فرمایا ہی اور اوسکی کہانیکا حکم فرمایا ہے چنانچہ دوسرے پارہ مین جلالین مین بہی
موجود ہے وَنَزَلَ فِیمَنْ حَرَّمَ السَّوَائِبَ وَنَحْوَهَا (یَا أَیُّهَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حَلَالًا)
حال (طَیِّبًا) مُؤَکِّدَةً ای مستلذا و (لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ طُرُقِ الشَّیْطَانِ) ای تزئینہ (إِنَّهُ
لَکُمْ عَدُوٌّ مُبِینٌ إِنَّمَا یَأْمُرُکُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَی اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَإِذَا قِیلَ
لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ) مِنَ التَّوْحِیدِ وَتَحْلِیلِ الطَّیِّبَاتِ (قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَیْنَا عَلَیْهِ آبَاءَنَا)

مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَتَحْرِيْمِ السَّوَائِبِ وَالْبَحَائِرِ قَالَ تَعَالٰی اتَّبِعُوْهُمْ (اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا)
مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ (وَلَا يَهْتَدُوْنَ) اِلَى الْحَقِّ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ اھ ملخصاً یعنی اگر غیر اللہ کے نام سے مشہور کرنے سے
خبث جانور مین آجاتا اور حرام ہوجاتا تو خدا تعالی حلال طیب اوسکو نہ فرماتا بلکہ اسطرح فرماتا کہ غیر اللہ کے نام پر مشہور
کرکے تم کیون حرام کرتے ہو غیر اللہ کے نام پر مشہور مت کرو کہ تمہارے مشہور کرنیسے حرام ہوجاتا ہے جب اسطرح
خدا تعالی نے نہ فرمایا اور حلال طیب فرمایا تو بخوبی ظاہر و روشن ہے کہ غیر اللہ کے نام پر مشہور کرنا موجب حرمت
نہین ہے بلکہ وہ جانور جیسا کہ قبل مشہور کرنیکے غیر اللہ کے نام پر حلال طیب تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور اسکو حرام
جاننا اتباع طریقون شیطان کی کرنا ہے اب اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ جو لوگ یعنی وہابیہ غیر اللہ کے نام پر مشہور
کرنیسے حرام ہوجانا جانور کا اعتقاد کرتے ہین تو وہ اتباع طریقون شیطان کی کرتے ہین اور جس جانور کو خدا تعالے
حلال طیب فرماتا ہے وہ وہابیہ خدا تعالی کی فرمانیکے خلاف اعتقاد کرکے اوسکو حرام بتاتے ہین اور چونکہ ان وہابیہ کے
پیشواؤن مانند مولوی اسمٰعیل وغیرہ نے جب ایسی جانور کو حرام اپنے نفس سے کہدیا ہے اسواسطے اوس پیشوا کی قول کی
اتباع کے سامنے جو کوئی دلیل اہل سنت وجماعت حلت ایسی جانور کے بارہ مین پیش کرتے ہین اونکو وہابیہ قبول
نہین کرتے ہین اور جیسے مشرکین سابقین جنکا ذکر اس آیت مین ہے وہ کوئی دلیل حلت سائبہ وغیرہ کی بارہ مین
جو آنحضرت صلعم وصحابہ رضہ اونپر پیش کرتے تھے اور اوس دلیل سے سائبہ وبحیرہ کا حلال ہونا ثابت کرتے تھے
وہ مشرکین سابقین تسلیم نہین کرتے تھے اور کہتے تھے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا الآیہ ایسے ہی ان وہابیہ کا حال ہے
کہ اپنی پیشواؤنکی قول کی اتباع کرتے ہین اور کوئی دلیل حلت ایسی جانور کی بارہ مین قبول نہین ہے پس یہہ وہابیہ
بھی اس آیت مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کے مصداق ہین جیسے کہ مشرکین مصداق ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ اس
آیت کو یہہ وہابیہ اہل سنت وجماعت کی حق مین قرار دیتے ہین یعنی اہل سنت وجماعت کو بہت سے امور کے
بارہ مین مصداق اس آیت کا ٹھہراتے ہین بلاوجہ کے اور اسیطرح دوسری آیات جو خاص کفار ومنافقین ہے
اوسکے مصداق ہین اور کسی طرح اونکی مصداق اہل اسلام اہل سنت وجماعت نہین ہوسکتے ہین اونکو یہہ
وہابیہ خارج عن الدین المتین اہل سنت وجماعت کی حق مین پڑھتے ہین چنانچہ خود اس مولف نے اپنے اسی
رسالہ عمدۃ النکات جو فی الواقع قدوۃ الخرافات ہے ہین اوسکے دوسرے صفحہ مین یہہ آیت وَاِذَا قِيْلَ اتَّبِعُوْا
مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
جسکا مشرکین کی حق مین اور حرام کہنے والی سائبہ وبحیرہ کے حق مین نزول ہے جسکی مصداق وہابیہ اور مولف ہی کا

ہونا اپنی دلیل سے معلوم ہوچکا ہی اوسکو بلا وجہ کی مولف نی اہل اسلام کی حق مین پڑہا ہے اور ایسی ہی یہ آیت وَاِذَا قِیْلَ
لَہُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ جو خاص منافقین کی حق مین ہے اور ایسی ہی یہہ آیت سَوَآءٌ
عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ جو خاص کفار مانند ابوجہل کی بارہ مین ہی اوسکو بہی اس مولف نی مسلمانونکی حق مین
پڑھا ہے اور ایسی ہی یہہ آیت خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ
بہی خاص کفار کے ہی حق مین ہی اوسکو بہی اور بعضی دوسری آیات منزلہ فی حق الکفار کو بہی مسلمانونکی حق مین اس مولف نے
پڑہا ہے یہہ سراسر افترا و بہتان مولف و دوسرے وہابیہ کا ہے کہ ایسی آیات اہل اسلام کی بارہ مین پڑھنی اور بدگمانیان
کرکے اور بہتان باندہ کی اہل اسلام کو ان آیات کا مصداق قرار دیتی ہین بخاری کی باب قتال الخوارج والملحدین مین ہے
وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاہُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّہُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْہَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
اور مجمع البحار کی جلد اول مین تحت لفظ حدیث کی ہے کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَی الْخَوَارِجَ شِرَارَ الْخَلْقِ لِاَنَّہُمْ انْطَلَقُوْا
اِلٰی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْہَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ صحیح بخاری اور مجمع البحار دونونسی یہہ ثابت ہوا کہ حضرت
عبداللہ بن عمر رض خوارج کو بدترین اور شریر ترین تمام مخلوق کا اعتقاد کرتے تہے اسیواسطی کہ وہ خوارج اون آیات کو جو خاص
کفار کے حق مین نازل ہوئی ہین اہل اسلام کی حق مین قرار دیتی ہین اور وہابیہ کو بہی شامی نی حاشیہ در مختار مین خوارج
مین سی شمار کیا ہے اور یہہ بات بہی وہابیہ اور خود مولف مین موجود ہے کہ کفار اور منافقین کی حق مین جو آیات نازل
ہین وہ اہل اسلام کے حق مین پڑھتی ہین چنانچہ ابہی کئی آیات ہمنی ذکر کی ہین کہ مولف نی رسالہ کی دوسرے صفحہ مین وہ آیات
منزلہ فی حق الکفار اہل اسلام کی حق مین پڑھی ہین پس وہابیہ کا خوارج مین سے ہونا اور صحابہ رض کی اعتقاد مین بدترین خلائق
مین سی ہونا ثابت ہے بلکہ یہہ وہابیہ خدا تعالی کے حق مین امکان کذب بلکہ وقوع کذب کی قائل ہونیکی سبب سے اور آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنی کے سبب سے اور دوسرے امور کفریہ کی سبب سے مسلوب الایمان ہوگئی ہین انکی حق مین کوئی
منصف مزاج ذیشعور انکی حالات سی جو بخوبی واقف ہی آیات منزلہ فی حق الکفار کو پڑھی تو ممکن و درست ہی کیونکہ یہ بہی
مانند اونکی کفار و منافقین مین داخل ہین یہہ تو بطور جملہ معترضہ کی درمیان مین ذکر آگیا تہا اب مقصود اصلی کیطرف رجوع
کرکے ہم کہتی ہین کہ جب آیت یَا اَیُّہَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا الآیہ سی معلوم ہوگیا کہ غیر اللہ کی نام پر
کوئی جانور مشہور قبل ذبح کی کیا جاوی وہ حرام نہین ہوتا ہے بلکہ حلال طیب ہے اور جانور نذر اولیاء اللہ کا بہی حلال طیب ہے
کیونکہ وہ ماول ہی ساتہہ نذر اللہ و ایصال ثواب واسطے اولیاء کی جیسا کہ صاحب تفسیر احمدی کی قول سی واضح ہی اور یہی مطلب
فتاوی فقیہہ ابی لیث سے بہی ثابت ہی اور ہدایہ سی بہی روشن و ہویدا ہی کہ قبل ذبح نام غیر اللہ کا جانور پر لیا جاوے

تو اوسمین کچھہ خوف نہین ہی اور وہ موجب حرمت وکراہت ہرگز نہین اور اقوال مفسرین معتبرین سی جنمین ابن عباس رض
صحابی اور مجاہد تابعی بہی داخل ہین یہہ بالتصریح ثابت ہی کہ مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ بمعنی ما ذبح لغیر اللہ ہی اور وقت ذبح کی نام غیر اللہ لینا
مراد ہے اور تفسیر عزیزی کی عبارت ساقط الاعتبار ہے بلکہ وہ تفسیر بالرای ہی اور اوسمین نسبت تحریف کرنی آیت کی
طرف مفسرین معتبرین کی خالی بی ادبی وگستاخی سے نہین ہی اور تفسیر عزیزی کا قول محدث ہی صحابہ وتابعین ونحوہم کی
خلاف ابتداع کیا ہے اور خطا فاحش ہی جسکی تقلید ہرگز درست نہین ہے خصوصاً بمقابلہ جمہور مفسرین کی تو یہہ
قول بہی مولف کا صفحہ ۹۸ رسالہ قدوۃ الخرافات مین جو ہی (جو بکرا کسی ولی یا جن کی نیاز کی گئی ہو اوسکا کھانا حرام ہی
اگرچہ بسم اللہ اللہ اکبر بولکر حلال کیا ہو) مردود ہوگیا کیونکہ اوس سی مراد ایصال ثواب روح اولیاء کیواسطے ہی اور اگر جن
مسلمان ہی تو اوسکی بہی روح پر ایصال ثواب کرنا ممنوع نہین ہی اور اس بدگمانی کا حرام ہونا اول ہی معلوم ہوچکا ہے
کہ مسلمان نی مراد ایصال ثواب نہین لی ہے بلکہ تقرب الی غیر اللہ کی نیت کی ہی پس حرمت کا جزم وگمان کرنا مولف کا
خود مرتکب حرام وناجائز کا ہونا اور مستحق عذاب نار کا ہونا ہے ہان اگر اسطرحسی کوئی سوال کرے اوس بکری کی نیاز
ولی کیواسطے کرنیوالی سے کہ تو نی اس نیاز کرنیسی کیا ارادہ کیا ہی ایا یہہ ارادہ کیا ہی کہ تقرب بطور عبادت اوس ولی سی
تو نی چاہا ہے اور یہہ جانا ہی کہ وہی ولی تجھکو ثواب دینگا اور دین دنیا کے کامون مین وہی ولی تصرف کرنیوالی ہین اور
خدا تعالی تصرف کرنی والا نہین ہے اور ایسا ارادہ کرنا تو کفر ہے ایسی ارادہ کرنیسی مسلمان کافر مرتد ہوجاتا ہے
یا یہہ ارادہ تو نے کیا ہی کہ نذر ونیاز تو اللہ کی ہی اور اس نذر ونیاز کا ثواب اوس ولی اللہ کی روح پر یا کسی دوسری
مسلمان کی روح پر ہی اور اس ارادہ کرنیمین کوئی خرابی نہین ہے شرع شریف مین درست ہی تو جب بکرا کرنیوالا یہہ صراحۃً
کہے کہ مین نی تو وہی ارادہ اول کیا ہے نہ ثانی تو بلاشبہہ وہ شخص مرتد وکافر ہوجاویگا اور اوسکا ذبیحہ اس سبب سے
حرام ہوگا کہ وہ ذبیحہ مرتد کا ہی اگرچہ وہ بسم اللہ کی ساتھہ ذبح کرے اور اگر وہی ارادہ جو اوسنی کیا ہی دوسرا کوئی
شخص بہی اوسی ارادہ کو تسلیم کرکے اوس بکرے کو ذبح کریگا تو حرام ہوگا کیونکہ اوس ارادہ کو تسلیم وقبول کرنیکی سبب سے
وہ بہی مرتد ہوگیا اوس دوسرے کا ذبیحہ بہی اسی سبب سے حرام ہوا کہ وہ ذبیحہ مرتد کا ہی اور اگر وہ دوسرا اوسکی ارادہ ونیت کو
قبول نکری اور کہی کہ اس ارادہ کو مین جائز نہین جانتا ہون اور اسکی موافق مین ذبح نہین کرتا ہون تو اوس دوسرے
کی ذبح کرنیسی ساتھہ بسم اللہ وہ بکرا بلاشبہ حلال ہے اور اسطرحسی سوال کرنا اوس شخص سی جو بکرے کو نذر ونیاز
اولیاء اللہ تعالی یا کسی دوسرے مسلمان کی قرار دیتا ہی درست نہین کہ تو نے کیا ارادہ کیا ہی کیا تیری ارادہ ونیت مین
تقرب اولیاء کا اونکو متصرف جانکر ہے اور وجہ نہ درست ہونی ایسی سوال کی یہہ ہی کہ اوس بیچارہ کی منہہ سی عدم وقوف

معانی کلام یا عدم قدرت بیان کرنے مافی الضمیر کے سبب سے ایسی کلمات کہین نہ نکلجاوین جنکے سبب سے اوسکے ایمان مین بظاہر
خرابی معلوم ہووی اگرچہ فی الواقع اوسکا اعتقاد صحیح ہووی اور ان حضرت دریافت کرنیوالی کا مقصود یہی ہووی کہ وہ
ایسی کلمات کہدے جنسے اوس بیچارہ کا کفر ثابت ہوجاوی سائل کے زعم مین اور ان حضرت کا جو مقصود اوسکے کفر ثابت
ہونیسے ہے وہ حاصل ہوجاوی تو اوس بیچارہ کو تو خیر مجبور بہی کسیطرحسے رکھا جاسکتا ہے لکن ان حضرت
دریافت کرنیوالے کے ایمان کی خرابی اور انکا کفر بقول علماء ثابت ہوہی جاویگا چنانچہ ملا علی قاری رح شرح
فقہ اکبر مین لکہتے ہین صفحہ ۲۱۹ اور صفحہ ۲۲۰ اور صفحہ ۲۲۱ مین بقدر حاجت تلخیص کرکے عبارت نقل کی
جاتی ہے وَفِي الْحَاوِي مَنْ قِيلَ لَهُ تَعْرِفُ التَّوْحِيدَ فَقَالَ لَا مُرِيدًا بِالنَّفْيِ تَوْحِيدَ اللّٰهِ كَفَرَ وَفِيهِ
بَحْثٌ إِذِ السُّؤَالُ عَنْ حَقِيقَةِ التَّوْحِيدِ وَحَدِّهِ لَا أَنَّكَ مُوَحِّدٌ أَمْ لَا فَلَا وَجْهَ لِتَكْفِيرِهِ أَصْلًا
وَفِي الْمُحِيطِ وَمَنْ قَالَ لَا أَدْرِي صِفَةَ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَافِرٌ وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِي لَا دِينَ لَهُ
وَلَا صَلٰوةَ وَلَا صِيَامَ وَلَا طَاعَةَ وَلَا نِكَاحَ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ الزِّنَا وَفِيهِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَدَّقَ
بِجَنَانِهِ وَأَقَرَّ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُسْلِمٌ بِالْإِجْمَاعِ وَعَدَمُ عِلْمِهِ بِصِفَةِ الْإِسْلَامِ بَعْدَ اتِّصَافِهِ لَا يُخْرِجُهُ
عَنِ الْإِسْلَامِ مِنْ غَيْرِ النِّزَاعِ وَنَظِيرُهُ مَنْ أَكَلَ شَيْئًا وَلَمْ يَعْرِفْ اسْمَهُ وَوَصْفَهُ وَكَذَا إِذَا صَلّٰى
وَصَامَ بِشَرَائِطِهِمَا وَأَرْكَانِهِمَا وَلَمْ يَعْرِفْ تَفْصِيلَهُمَا وَقَالَ لَا أَدْرِي عِنْدَ سُؤَالِهِ عَنْهُمَا فَإِنَّهُ لَا يَكْفُرُ
وَإِلَّا فَلَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ فِي الدُّنْيَا مِمَّنْ يَعْلَمُ عِلْمَ الْكَلَامِ وَفِيهِ حَرَجٌ عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَمِثْلُ هٰذَا السُّؤَالِ
مَغْلَطَةٌ لِلْجُهَّالِ وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلْعَمْ عَنِ الْأُغْلُوطَاتِ وَكَذَا الصَّغِيرَةُ الْمُسْلِمَةُ إِذَا بَلَغَتْ عَاقِلَةً
وَهِيَ لَا تَعْرِفُ الْإِسْلَامَ وَلَا تَصِفُهُ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَفِيهِ مَا سَبَقَ مِنْ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مَعْرِفَةُ حُكْمِ
الْإِسْلَامِ وَلَا وَصْفُهُ تَفْصِيلًا وَلَا إِجْمَالًا فِي تَحْقِيقِ إِيمَانِهَا بَلْ يَكْفِي التَّصْدِيقُ وَالْإِقْرَارُ مَعَ أَنَّهُ إِذَا
سُئِلَتْ أَنَّ مَنْ أَسْلَمَ هَلْ يَحِلُّ دَمُهُ وَمَالُهُ فَنَقُولُ لَا فَلَا شَكَّ فِي إِيمَانِهَا وَمَعْرِفَتِهَا لِحُكْمِ الْإِسْلَامِ إِلَّا
أَنَّهَا جَاهِلَةٌ بِمُوَرِدِ الْكَلَامِ وَهُوَ لَا يَضُرُّهَا فِي مَقَامِ الْمَرَامِ وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ كَثِيرَةُ الْوُقُوعِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ
خُصُوصًا فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ بِصَدَدِ رَمْيِ قُضَاةِ السُّوءِ حَيْثُ تَقَعُ الْمَرْأَةُ مُطَلَّقَةً بِالثَّلَاثِ مَعَ أَنَّهَا
دَيِّنَةٌ قَارِئَةُ الْقُرْآنِ مُصَلِّيَةٌ فِي كُلِّ الْأَزْمَانِ وَصَائِمَةٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَقُولُ لَهَا الْقَاضِي
مَا حُكْمُ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لِجَهْلِهَا بِمَرَاتِبِ الْكَلَامِ تَقُولُ لَا أَدْرِي فَيَحْكُمُ بِكُفْرِهَا وَبُطْلَانِ نِكَاحِهَا الْأَوَّلِ
وَيُجَدِّدُ لَهَا النِّكَاحَ الثَّانِي وَرُبَّمَا يُكَفِّرُ الْقَاضِي بِهٰذَا الْفِعْلِ الشَّنِيعِ حَيْثُ رَضِيَ بِهٰذَا الْكُفْرِ

البديع فان المسكينة لو وصفت لها المسئلة وبينت لها القضية لاتت بالجواب الصواب
فان ديانتها اقوى من قضاة هذا الزمان من جميع الابواب وانما يتوسلون بمثل هذه الافعال
الى الرشوة المحرمة في جميع الاقوال ويؤيد بحثنا في هذا المقام ما حققه الامام ابن الهمام
في كلامهم قالوا اشترى او تزوج امرأة فاستوصفها صفة الاسلام فلم تعرفه لا تكون
مسلمة حيث قال المراد من عدم المعرفة ليس ما يظهر من التوقف في جواب ما الايمان
وما الاسلام كما يكون في بعض العوام لقصورهم في التعبير بل في قيام الجهل بذلك
بالباطن مثلا بان البعث هل يوجد اولا وان ارسال الرسل وانزال الكتب عليهم كان اولا
فانه يكون في اعتقاد طرف الاثبات لا الجهل البسيط لمن سئل عن ذلك فقال لا
اعرفه وقل ما يكون ذلك لمن تنشاء في دار الاسلام انتهى وهو غاية المقصود في
نقل المرام ثم رأيت في المضمرات نقلا عن محمد بن الحسن في الجامع الكبير مسئلة تدل
على ما ذكرنا وهي المرأة اذا لم تعرف صفة الايمان والاسلام قال محمد رح يفرق بينهما
وبين زوجها وبيان ذلك اذا وصف الايمان والاسلام والدين بين يديها فلو قالت هكذا
امنت وصدقت فانها تخرج عن حد التقليد ويجوز نكاحها ولو قالت لا ادري او قالت
ما عرفت لا يجوز نكاحها انتهى كلامه ملخصا اس عبارت سے واضح ہی کہ کسی شخص سی یہہ سوال
کیا جاوی کہ تو توحید کو پہچانتا ہی اور تعریف توحید کی جانتا ہی اگر وہ شخص کہی کہ مین نہین جانتا تو اگرچہ بعض نے
کافر کہا ہے لکن کافر کہنا بعض کا مخدوش ہی کیونکہ سوال حقیقت توحید و تعریف سی ہے نہ اس سی کہ تو خدا تعالی کو
ایک جاننی والا ہے یا نہین پس اس جواب دینی سے وہ شخص ہرگز کافر نہین ہوتا ہی ایسی ہی کوئی اسطرح کہدی
کہ مین صفت اسلام کی نہین جانتا تو وہ شخص بہی اگرچہ بعض کی قول مین کافر ہو لکن فی الحقیقة وعند التحقیق
کافر اسیواسطی نہین ہی کہ جب اوسکا اقرار اور تصدیق قلبی موجود ہے تو وہ بالاجماع مسلمان ہی نجاننا اوسکا
صفت اسلام کو باوجود متصف ہونی اوسکیکے ساتہہ صفت اسلام کی اوسکو اسلام سے خارج نہین کرتا ہے
یہہ بمنزل اسکی ہے کہ کوئی کسی چیز کو کہاوی اور اوسکا نام اور وصف نجانی تو اوسکی آکل اور کہانیوالا ہونے مین
اس نجاننی سے کچہہ نقصان نہین آتا ہی جیسا کہ کوئی شخص نماز و روزہ کو ساتہہ شرائط و ارکان کی ادا کری لکن
نام اور تعریف اور تعداد اون شروط ارکان کی نجانی تو اوسکی نمازی ہونیمین کچہہ نقصان اور ادا ہو جاتی نماز مین

کچھہ ضرر نہین ہوتا ہے اور وقت سوال کرنیکے اوس سی شرائط وارکان کی تعریف ونام وتعداد سی وہ کہدی کہ مین
نہین جانتا تو وہ منکر نماز کا نہین ہوتا ہے اگر ایسی نفی کرنیسی وقت ایسی سوال کی کافر ہوجاوی تو جہان مین کوئی بہی
سوائے اون لوگونکی جو علم کلام کی مسائل محفوظ رکھتی ہون مسلمان نرہیگا اور یہہ بہت بڑا حرج ہی اہل اسلام پر
پس ایسی سوالات کرنا مغلطہ اور مغالطہ مین ڈالنا جہال کا ہی آنحضرت صلعم نی ایسی اغلوطات اور غلطیون مین ڈالنی سی
منع فرمایا ہی اور اسیطرح کوئی لڑکی مسلمان بالغ ہوجاوے عاقلہ ہوکر اور وہ اسلام کی صفت نہ بیان کرسکے
تو اگرچہ بعض نی کہا ہے کہ وہ نکاح سی باہر ہوجاتی ہی لکن یہہ محقق نہین کیونکہ تصدیق واقرار اوسکی مسلمان ہونے
واسطی کافی ہی احکام اسلام اور اوصاف کا تفصیلاً جاننا مسلمان ہونیکیواسطے ضرور نہین ہی اور مورد کلام سے
اوسکا جاہل ونادان ہونا مضر نہین ہے بعضی مُلا وقاضی رشوت کہانیوالے طالب دنیا سلب ایمان سی خوف
نکرنے والی جس عورت کو اوسکا زوج تین طلاق دیدے اور زوج بغیر حلالہ کی اوس عورت سی نکاح چاہی تو اوسکی
خوشی اور ہوائی نفس کیواسطے کچھہ مال اوس مرد سی لیکر اوس عورت بیچاری سی اگرچہ وہ نماز گذار اور رمضان کا
روزہ دار اور تلاوت رات دن کرنیوالی اور بڑی دیندار ہو اوس سی وہ ملا وقاضی نابکار یہہ سوال کرتی ہین کہ تجھکو
اسلام کی احکام معلوم ہین وہ بیچاری مراتب کلام کو نجاننی کے سبب سے یہہ جواب دیدیتی ہے کہ مین نہین جانتی تو وہ قاضی
اور مُلا نا ہنجار اوس بیچاری کی کفر اور بطلان نکاح اول کا حکم لگاکر تجدید نکاح کا حکم دیتی ہین بسا وقت ملا وقاضی خود
اس فعل بد کی سبب سے کافر ہوجاتی ہین اسواسطے کہ وہ مُلا وقاضی اوسکی کفر سے ایسا حکم بطلان نکاح اول وتجدید
نکاح ثانی کرنیکے واسطی راضی ہوتی ہین اور رضا بکفر کفر ہے پس وہ خود کافر ہوجاتی ہین نہ وہ عورت اسواسطی کہ اگر اوس
عورت مسکینہ کی روبرو صفت اور ہیئت ایمان کی بیان کیجاتی اور اوس سی دریافت کیا جاتا کہ تیرا ایمان ویقین
اسپر ہے یا نہین تو وہ جواب باصواب دیتی اور کہتی ہان میرا یقین اور ایمان اسپر ہے اسطرحکا جواب اسحالت بیان
کرنی صورت وصفت ایمان مین اوس عورت کی ایمان کیواسطے کافی وافی ہی اور صفت ایمان اور اسلام کی نہ پہچاننی سی
مراد یہہ نہین ہے کہ جب اسطرح سوال کیا جاوی کہ ایمان اور اسلام کیا چیز ہے تو اوسکی جواب مین کوئی عورت
مثلاً توقف کرے جیساکہ بعض عوام بسبب قاصر ہونیکی بیان کرنیسی توقف کرتی ہین الغرض جواب کی وقت مین توقف
کرنا اور بیان کرنیمین قاصر ہونیکی سبب سے جواب ندینا ایمان واسلام نجاننا قرار نہین دیا جاتا ہے بلکہ ایمان اور اسلام
نجاننا اوسوقت قرار دیا جاویگا کہ اوس سی اسطرح سوال کیا جاوے کہ ایا بعث وقیامت ہوگی یا نہین اور ارسال
رسولونکا خدا تعالی کیطرفسی ہوا ہی یا نہین اور رسولونپر کتابین خدا تعالی کیطرفسی نازل ہوئی ہین یا نہین اس

اس سوال کی جواب مین وہ شخص مرد ہو یا عورت یہہ کہی کہ مین نہین جانتا یعنی جب ایسی تفصیل کی ساتھہ سوال کیا جاوی
اور باوجود ایسی تفصیل کی پھر کہے کہ مین نہین جانتا تو اوسوقت یہہ قرار دیا جاویگا کہ یہہ ایمان و اسلام کو نہین جانتا ہی
اور امام محمد صاحب نے جو فرمایا ہی کہ جب ایمان اور اسلام کو نجانی تو اوسکی زوج اوسکی تفریق کرادی جاوی تو اس
فرمانیکا بیان بہی یہی ہے کہ جب اوسکی روبرو صفت ایمان اور اسلام اور دین کی بیان کی جاوی اور وہ عورت
یہہ کہدی کہ ہان مین ایسی ہی ایمان لائی ہون تو نکاح اوسکا جائز ہے اور اگر باوجود بیان کرنی صفت ایمان اور اسلام
اور دین کی اوسکی روبرو یہہ کہوے کہ مین نہین جانتی ہون اور مین نہین پہچانتی ہون تو نکاح جائز نہین ہے
یہہ خلاصہ مطلب اس عبارت ملا علی قاری رح کا ہے جس سی بخوبی واضح ہی کہ حکم کفر اوسوقت کیا جاویگا اور وہ
شخص اوسوقت کافر ہوگا کہ تفصیل کی ساتھہ اوسکی روبرو بیان کیا جاوے اور باوجود اسکی وہ ایمان کی باتونکا منکر
ہووے یعنی بعد جاننی ایمان کی باتون کی پھر وہ انکار کرے ایمان کی باتونکا تو وہ کافر ہی فقط اجمالی طور پر دریافت سے
وہ توقف کرے یا نجاننا بیان کری بسبب قصور بیان کرنیکی تو وہ کافر نہین ہے پس اسیطرح جب بکر اندر
اولیاء اللہ کرنیوالی سے تفصیل سی باینطور سوال کیا جاوی کہ ایا تو نی نذر اللہ کی ہی اور ثواب اسکا اولیاء اللہ کو
بخشتا ہی کہ یہہ جائز ہے یا نذر اولیاء اللہ کی ہی کی ہے اولیاء کو متصرف حقیقی مانند خدا تعالی کی جانکر اور اولیاء سی
تقرب بطور عبادت چاہا ہی اور اونسی ہی طالب ثواب کا ہوا ہے نہ خدا تعالی سی جو کفر ہی اور باوجود ایسی تفصیلی
سوال کی پھر وہ نذر اولیاء کا کرنیوالا یہہ کہوی کہ مین نی اولیاء سی تقرب بطور عبادت چاہا ہی اور اونسی ہی طالب ثواب
ہون نہ خدا تعالی سی اور اونکو ہی متصرف حقیقی مانند خدا تعالی کی جانتا ہون تو بلاشبہ وہ شخص مرتد ہوگا اور اوسکا ذبیحہ
ذبیحہ مرتد کا ہونیکی سبب سے حرام ہوگا اور اوسکی اس نیت مفصلہ کو درست و شرعاً جائز کہنی والا اور اوسکی ایسی نیت پر ہی
دوسرا کوئی ذبح کرنیوالا بہی مرتد ہوگا اور اوسکا ذبیحہ بہی مرتد کا ہوگا نہ فقط اوس شخص بکر اندر اولیاء کرنیوالی کے
اس قول سی کہ مین نی یہہ بکر اندر اولیاء اللہ تعالی کیواسطے کیا ہی بکر احرام ہوجاوی اور وہ شخص مرتد ہوجاوے
اور اوس شخص کی بہی مراد قرار دیجاوی کہ یہہ بطور تقرب علی وجہ العبادۃ الی غیر اللہ کی ہے اوسنی یہہ کیا ہے
جیساکہ مقصود مولف اور دیگر وہابیہ کا ہی پس فقط اسیقدر سی کہ یہہ بکرا اولیاء کا ہی نہ وہ جو شخص بکریکو نذر اولیاء
کیواسطی کرنیوالا ہی نہ مرتد ہوتا ہی اور نہ وہ بکر احرام ہوتا ہے ہان جو شخص اوس سی ایسا سوال بطور اجمال کرنا یا کرانا
چاہتا ہے کہ جسکی جواب مین وہ سائل چاہتا ہی کہ وہ شخص ایسا کلمہ کہدی کہ جسکی سبب سے یہہ حضرت سائل اوسپر حکم کفر
اور ارتداد کرین تو حضرت سائل ہی خود کافر ہوجاتی ہین سبب رضامندی سائل کی ساتھہ کفر مسئول عنہ کی

چنانچہ عبارت ملا علی قاری سی مفہوم ہی اور وہ مسئول عنہ اوس کفر سی ہی پس واضح ہی کہ ایسا سوال کرنا جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا جائز نہین ہی اب بخوبی واضح ولائح ہوگیا منصفین پر کہ یا تو وہ بکرا وغیرہ جانور حرام ہی جسپر وقت ذبح کی نام
غیر اللہ کا لیا گیا ہووی یا وہ جو ذبیحہ مرتد کا ہووے اگرچہ ایسی بکری وغیرہ پر وقت ذبح کی نام اللہ کا بھی لیا ہو وی یعنی بسم اللہ اللہ
اکبر بھی کہا ہووے تب بھی وہ حرام ہی اور سوای اسکی دوسرا بکرا وغیرہ حرام نہین ہی یعنے جسکو خاص وہابیہ نی اپنے
نفس سی حرام قرار دیا ہی اور تفسیر بالرای آیت کی کرکر اوسکو ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کیا ہی وہ ہرگز حرام نہین ہی پس یہہ
قول مولف کا رسالہ عربیہ مین جو عمدۃ النکات کی آخر مین مضموم ہی (فَاِذَا تَعَیَّنَ الْحَیَوَانُ لِلّٰہِ تَعَالٰی یُقَالُ اُھِلَّ
بِہِ اللّٰہِ وَاِذَا تَعَیَّنَہٗ لِغَیْرِ اللّٰہِ یُقَالُ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَوْ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ) اور ایسی ہی یہہ قول مولف کا (اِنَّ
الْاِھْلَالَ عَیْنُ الشَّارِعِ لِلنَّذْرِ اَوْ لِلتَّقَرُّبِ فِیْ اِبْتِدَاءِ الذَّبْحِ) اور ایسی اس مولف کی دوسری اقوال جنکا
مطلب مولف نی یہہ قرار دیا ہی کہ آیت ما اہل بہ لغیر اللہ کی یہہ معنی ہین کہ قبل ذبح کی غیر اللہ کی نام سی جانور مشہور کیا گیا ہو
یا غیر اللہ کیواسطی معین کیا گیا ہو اگرچہ بغیر تقرب الی غیر اللہ کی طور پر ہو یہہ تمام مولف نی آیت قرآنیہ پر افترا کیا ہے
ہرگز یہہ مراد آیت قرآنیہ کی نہین ہی اور نہ مفسرین معتبرین نے یہہ بیان کیا ہی مفسرین معتبرین نی تو وہی بیان
کیا ہی جو ہمنی اوپر نقل کیا ہے تفاسیر معتبرہ سی اسیطرح رسالہ عربیہ مذکورہ مین جو مولف نی یہہ کہا ہی (فثبت حرمۃ
الذبیحۃ المنذورۃ لغیر اللہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ اما الکتاب قولہ تعالی او فسقا وما
اھل بہ لغیر اللہ کما مر والسنۃ قولہ علیہ السلام فی حدیث طویل لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ)
یہہ بھی بناء الفاسد علی الفاسد ہی جس سی غرض مولف کی یہہ ہے کہ جانور نذر اولیاء اللہ تعالی کا حرام ہی ساتھہ آیت ما اہل
بہ لغیر اللہ کی بنا پر اوس معنی کی جو وہابیہ نے اپنی نفس سی گھڑی ہین اسیطرح حدیث لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ سی
حرمت منذور اولیاء اللہ تعالی کی ثابت کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہی کیونکہ اس حدیث سی مراد فقط یہہ ہونا کہ جو شخص
بطور تقرب الی غیر اللہ کی جانور ذبح کرے یا وقت ذبح نام غیر اللہ کا لی وہ ملعون ہی ہماری نزدیک مسلم ہی لکن منذور
اولیاء اللہ کا ذبح کرنا بطور تقرب الی غیر اللہ یا اوسپر نام غیر اللہ وقت ذبح لیا جانا ہرگز مسلم نہین ہی پس حدیث مین
وہ یعنی جانور منذور اولیاء داخل نہین ہے اور یہہ مراد حدیث کی ہونا کہ بغیر تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کی اور بغیر نام لینیکے
وقت ذبح کی بھی کوئی غیر اللہ کیواسطے ذبح کری تو اسپر بھی لعنت ہی ہرگز مسلم نہین ہی یہہ مراد مولف اور دیگر وہابیہ نے
ہی اپنی نفس سی گھڑی ہی اسطرح سی غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنیکو حرام کہنا اور ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل کرنا جہالت وسفاہت
بلکہ مخالفت قرآن وحدیث اور عقل کی کرنا ہی اسیواسطے مہمان کی اکرام کیواسطی ذبح کرنا اور قصاب کا اپنی فائدہ کیواسطے

ذبح کرنا اور ایسی ہی ولیمہ اور عقیقہ اور شادی کیواسطے ذبح کرنا یہہ تمام غیر اللہ کی ہی واسطے ذبح کرنا ہی کیونکہ فائدہ قصاب کو
اور اکرام مہمان اور شادی اور عقیقہ اور ولیمہ یہہ تمام غیر اللہ ہین انکیواسطے ذبح کرنا غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنا ہی باوجودیکہ
یہہ غیر اللہ کیواسطے ذبح کرنا ہی پھر بھی اسکو کوئی مسلمان ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ مین داخل نہین مانتا ہی اور نہ اس ذبح کو
و ذبیحہ کو حرام جانتا ہی اگرچہ یہہ ذبح لغیر اللہ ہی چونکہ یہہ واسطے تقرب الی غیر اللہ کی بطور عبادت کی نہین ہی اور وقت
ذبح نام غیر اللہ اوسپر نہین لیا جاتا ہی اسواسطے کوئی مسلمان ادنیٰ و اعلیٰ سلف و خلف مین سی اسکو داخل ما اُہِلَّ بہ
لغیر اللہ نہین جانتا ہی اور اسکو حرام نہین کہتا ہی اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ قصاب جو گائی یا بکری مثلاً اپنی فائدہ کے
واسطے ذبح کرنیکو خریدتا ہی یا ولیمہ وغیرہ کیواسطے گائی بکری وغیرہ خریدی جاتی ہی تو وہ فائدہ قصاب و ولیمہ وغیرہ کی ہی
واسطے معین ہوتی ہی اور اسی امر کیواسطے مشہور ہوتی ہی اور یہہ تمام غیر اللہ ہین اگر فقط معین ہونا اور مشہور ہونا
غیر اللہ کیواسطے موجب حرمت اور دخول ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ ہی تو مولف کی اور دوسرے وہابیہ کی نزدیک یہہ تمام حرام ہونا
چاہیئین پس مولف اور دیگر وہابیہ جو ایسی جانورونکی گوشت کھاتی ہین تو بحسب زعم مولف اور وہابیہ کی مولف
اور وہابیہ یہہ تمام حرام کھاتی ہین یہہ مطلب شامی حاشیہ درمختار مین بزازی سی منقول ہی چنانچہ کتاب اضحیہ سے
ایک ورق قبل شامی مین یہہ عبارت موجود ہی تحت اس قول وَلَوْ ذَبَحَ لِلضَّيْفِ لَا يَحْرُمُ درمختار کی۔ قولہ
لَا يَحْرُمُ الخ قَالَ الْبَزَّازِيُّ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِاَنَّهُ ذَبَحَ لِاِكْرَامِ ابْنِ آدَمَ فَيَكُوْنُ اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى
فَقَدْ خَالَفَ الْقُرْاٰنَ وَالْحَدِيْثَ وَالْعَقْلَ فَاِنَّهُ لَا رَيْبَ اَنَّ الْقَصَّابَ يَذْبَحُ لِلرِّبْحِ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّهُ نَجِسٌ لَا يَذْبَحُ
فَيَلْزَمُ هٰذَا الْجَاهِلَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ مَا ذَبَحَهُ الْقَصَّابُ وَمَا ذُبِحَ لِلْوَلَائِمِ وَالْاَعْرَاسِ وَالْعَقِيْقَةِ انتهى
پس واضح ولائح ہی اہل انصاف ذیشعور پر کہ اگر فقط جانور کا قبل ذبح کی معین اور مشہور واسطے غیر اللہ کی ہونا موجب
حرمت کا ہوگا اور آیت ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ سی اوسکی حرمت و نجاست ثابت ہوگی جیساکہ مذہب فاسد مولف اور دیگر وہابیہ کا
ہی تو تمام ایسی جانورونکا جنکو وہابیہ اور مولف بھی بلکہ شاہ عبد العزیز دہلوی بھی حلال جانتی ہین کہ وہ ذبیحہ قصاب کا واسطے
فائدہ کی اور مانند اوسکی ہی حرام ہونا آیت مذکورہ سی ثابت ہوگا اور ایسی جانورونکا حرام ہونا تو مولف اور وہابیہ اور شاہ
صاحب دہلوی کی نزدیک باطل ہی پس معین اور مشہور ہونا قبل ذبح کی ساتھہ نام غیر اللہ کی علت حرمت ہونا بھی
باطل ہوا لان بطلان اللازم یستلزم بطلان الملزوم کما لا یخفی علی ذوی العلوم پس حرمت
منذور اولیاء جو اس امر باطل پر مبنی کی ہی مولف اور وہابیہ نی تو اوسکا بھی بطلان واضح ہی پس حلت نذر اولیاء
اللہ کی ثابت ہی اور زعم مولف اور وہابیہ مردود و مطرود ہی پس کتاب و حدیث اور اجماع سی حرمت بتانا

مولف کا ہی افترا علی اللہ والرسول والاجماع ہی اگر مولف بہت ہاتہہ پاون مارکر کسی کتاب مین مذبوح لاکرام ضیف کا
ذبح ہونا واسطے اللہ کی بتادی تو بعد تسلیم صحت اوسکی کی یہہ جواب ہی کہ ذبح قصاب للربح مین ذبح للہ موجود نہین ہے
کسی کتاب سی ثابت نہین ہی اوسمین مولف مبہوت ہوگا اور ان تمام امور مین مشہرات بغیر اللہ سی نقض باقی ہی پس مدعی
مولف ثابت نہین ہی قال المولف فی الرسالۃ الدریۃ المضمومۃ المذکورۃ فی الدر المختار قولہ ذبح
لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو وصلیۃ ذکر اسم اللہ
علیہ ھذا ھو المعتمد عند الجماھیر ثم قال ھل یکفر قولان بزازیہ وشرح وھبانیہ قلت وفی
صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا ننسبی الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادمی بھذا النحر
ونحوہ وفی شرح الوھبانیۃ عن الذخیرۃ ونظمہ شعر وفاعلہ جمھورھم قال کافرۃ وفضلی
واسمعیل لیس یکفر اقول ھذا بحسن الظن بالمسلم والا عندھما ایضا کافر وفی زماننا خصوصا
فی الدکن وفی الغجرات ینذرون للاولیاء کما ینذرون للہ عزوجل بل یبالغون فی مناقب الاولیاء
یتصرفون فی عالم الارواح والاشباح کیف شاؤا ویسمعون دعاء المضطرین وفی عقیدھم
ان من دعا الی اللہ تعالی ان شاء یعطیہ وان لم یشا لم یعطیہ لکن فلان الولی اذا سئل منہ
احد لا محالۃ یعطیہ شیئا انتھی والحال انہ یقولون عادۃ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی
فلیس فی کفرھم شک فای فائدۃ لھم بحسن الظن بھم فحفظ ایمان المسلم مقدم علی حفظ اماکن
المتبرکۃ اذا عبدت الم تر ان سیدنا عمر بن خطاب الناطق بالحق والصواب قطع الشجرۃ
التی وقعت تحتھا بیعۃ الرضوان لاجل خوف الفتنۃ ۔ اقول وباللہ التوفیق مولف نی اس
عبارت مین عبارت در مختار کی ذکر کی ہی جسکا مطلب یہہ ہی کہ کسی امیر وغیرہ کیواسطے جانور ذبح کیا جاوی تو حرام ہے
کیونکہ یہہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہی اگرچہ بسم اللہ اوسپر ذکر کی جاوی جس عبارت کا یہہ مطلب ہے اوسکی بعد مولف نی اپنی طرف سی
یہہ عبارت بڑھائی ھذا ھو المعتمد عند الجماھیر جس کا مطلب یہہ ہی کہ جمہور یعنی اکثر علمار کی نزدیک یہی
حرام ہونا ہی معتمد ہی اور معتمد مشتق ہی اعتماد سے اور اعتماد لفظ فتوی کا ہی چنانچہ در مختار کی رسم مفتی مین اما العلامات
للافتاء فقولہ وعلیہ الفتوی وبہ یفتی وبہ ناخذ وعلیہ الاعتماد الخ پس اس عبارت مولف سے
واضح ہی کہ مولف کہتا ہی کہ اسی حرام ہونی پر فتوی جمہور علمار کا ہی یہہ کہنا مولف کا یہہ ہی جمہور پر سراسر افترا
وبہتان ہی اگر مولف اس کہنی مین سچا ہی تو کسی کتاب معتبر سے ثابت کردی کہ جمہور علمار نی اسی حرام ہو جانی پر

فتوی دیا ہی ورنہ کذب اور افترا اور بہتان مولف کا ثابت ہی بعد تسلیم اس امر کہ یہہ قول جمہور کا ہی یہہ مسلم نہین ہے
کہ جمہور کے نزدیک یہہ مفتی بہ بہی ہی کیونکہ قول ہونا مفتی بہ ہونیکو مستلزم نہین ہے بہت سی اقوال علمار کی ہوا کرتی ہین
تمام مفتی بہ اون علما کی نزدیک نہین ہوا کرتی ہین اور یہہ بہی ممکن ہے کہ وہ جمہور محققین مین سی نہون بلکہ غیر محققین مین سی
ہون کبہی علمار اپنی کتب مین اکثر و جمہور کو ذکر کرتی ہین لکن وہ جمہور و اکثر سے مراد غیر محققین مراد لیا کرتی ہین مسلم الثبوت
و شرحہ بحر العلوم بحث سنت صفحہ ۴۲۷ مین یہہ عبارت ہی (وَفِيهَا) اى فِي الْبِدْعَةِ الْحَلَبِيَّةِ (الْقَبُولُ
عِنْدَ الْأَكْثَرِ) غَيْرُ مُحَقِّقِي الْحَنَفِيَّةِ هُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ مَنْ تَلَاهُمْ (خِلَافًا لِلْآمِدِيِّ) مِنَ الشَّافِعِيَّةِ
(وَمَنْ تَبِعَهُ) وَالْإِمَامُ مَالِكٌ وَمُعْظَمُ الْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ هٰذَا الْعَبْدِ الخ دیکہو اس عبارت مین
لفظ اکثر کا متن مین موجود ہے بحر العلوم نی اوسکی مراد غیر محققین حنفیہ بیان کی ہی اور معظم حنفیہ کی یہہ خلاف ہونا بیان
کیا پس ایسی ہی احتمال ہے کہ جمہور سی مراد بیچ مانحن فیہ کی بہی غیر محققین مراد ہون اور محققین کی نزدیک یہہ حرمت
مسلم نہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس قول جمہور ہونیسی حرمت مذبوح لقدوم الامیر کا مفتی بہ
اور قوی ہونا جو مدعی مولف کا ہے ہرگز ثابت نہین ہی پس حرمت مذکور کو مفتی بہ اور معتمد کہنا مولف کا غلط محض ہی
اور غلطی مین ڈالنا ہی عوام کو اور اضلال اور مضل بنا ہی اور اسی سبب سے کہ یہہ قول حرمت کا قول محققین علمار کا نہین ہی
اور مفتی بہ اور مرجح اور قوی نہین ہی خود صاحب در مختار نی سید المنیہ سے نقل کر دیا ہی واسطی رد قول حرمت کی کہ یہہ مذبوح
مکروہ ہی اور اسکا فاعل کافر نہین ہے اسواسطی کہ ہم مسلمان کی حق مین یہہ بدگمانی نہین کرتی ہین کہ کوئی مسلمان کسی آدمی کی
ایسی مذبوح وغیرہ سی تقرب بطور عبادت کریگا پہر اسکی بعد صاحب در مختار نے شرح وہبانیہ سی نقل کیا کہ اوسکی فاعل کو جمہور نے
کافر کہا ہی پہر جمہور کی مقابلہ مین فضلی اور اسمعیل کا غیر کافر کہنا اوسکی فاعل کو ذکر کیا جس عبارت کا یہہ مطلب ہے وہ مولف نی
در مختار سے اپنی عبارت مین نقل کی ہی اور علامہ شامی نی فضلی اور اسمعیل کی حق مین فرمایا قولہ وفضلی واسمعیل
اى قالا ليس بكفر والمراد بهما الامام الفضلى وغير اسمه للضرورة والامام اسمعيل الزاهد
یعنی جو فضلی اور اسمعیل اوسکی فاعل کو کافر نہین کہتی ہین تو اون دونون سی مراد امام فضلی اور امام اسمعیل زاہد ہین اس سے
واضح ہی کہ ایسی مذبوح وغیرہ کی فاعل کو کافر نکہنی والی اور مذبوح کو حرام نکہنی والی پیشوائی دین اور ائمہ مسلمین ہین اور جمہور
جو کافر کہنی والے ہین اونکا کچہہ حال صاحب در مختار اور شامی نی ذکر نکیا اور نہ اونکی قول کی کوئی وجہ جس سی اونکا
قول معتبر و لائق اعتماد ہونا معلوم ہو ذکر کی جس سی اشارہ اونکی یعنے جمہور کی قول کی غیر معتبر اور غیر معتمد ہونی کیطرف
نزدیک اہل علم منصفین کی ہو گیا مولف کو اسکی فہم کا ہوش کہان ہی مثل مشہور ہے سہ مالک کجا و کشف رموز سخن کجا

اور اہنر شناختنِ تھانِ ململ است ؛ اسی بی ہوشی و بی علمی و بد اعتقادی و اتباع وہابیہ کی سبب سے حرمت مذبوح مذکور کو
مفتی بہ اپنی نفس امارہ بالسوء کی امر و حکم سی بتادیا نعوذ باللہ من ذلک جب ان دونون امامون امام فضلی اور امام زاہد کی
قول سی اپنی بد اعتقادی ظاہر ہوتی دیکھی اور یہہ جانا کہ یہہ دونون امام و پیشوا دین ایسی مذبوح وغیرہ کی فاعل کو کافر
نہین فرماتی ہین تو حضرت مولف صاحب بمقتضائی ہندی مثل (کہ ہم آپ ہی فرمتے ہین) فرمانی لگے (اَقُوْلُ ھٰذَا
بِحُسْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ وَالَّا عِنْدَھُمَا اَیْضًا کَافِرٌ) کیا خوب اجی حضرت مؤلف صاحب جب اون دونون امامون
نے بالتصریح یہہ فرمادیا کہ اوسکا فاعل کافر نہین ہوتا ہی تو آپنی اونکی کونسے قول سی یہہ جانا کہ اون دونون امامونکی
نزدیک بہی کافر ہے اور اونکی نزدیک کافر ہونی پر (لیس یکفر) مین سی جو اونکا قول ہی کونسا کلمہ دال ہی مولف
صاحب تو پوری پوری مصداق حدیث نبوی ھَلَّا شققت قلبہ کی ہین کیا مولف صاحب کو بعد صد ہا برس کی
اون دونون امام فضلی اور امام زاہد کی عندیہ اور عقیدہ پر اطلاع ہونیکا ادعا ہی کیا مؤلف صاحب اپنی پر وحی کی
نزول کی مدعی ہین یا نہین علم غیب کا اپنی حق مین اعتقاد کرتی ہین ایسی ہی دکن اور گجرات کی مسلمانونکی حق مین علی
العموم یہہ دعوی کرنا مولف کا کہ اولیاء اللہ کی ایسی نذر کرتی ہین جیسی خدا تعالی کی اور اولیاء کو جیسا چاہین ویسا
تصرف کرنیوالا جانتی ہین اور یہہ عقیدہ رکھتی ہین کہ خدا تعالی چاہے دی چاہے نہ دی اور اولیاء تو ضرور ہی دیتی ہین
یہہ کہنا مولف کا ادعاء علم غیب ہے اور بد گمانی سخت ہی جو قرآن و حدیث و اقوال علماء سی حرام ہی کَمَا مَرَّ فِی الْاَقْوَالِ
الْمَاضِیَۃِ پس ایسی ادعاء علم غیب اور حالت ایسی بد گمانی سی خود مولف صاحب ایمان سی پاک صاف اور کورے
ہوئی جاتی ہین بلکہ ہوگئی سمجھو یہہ بیچاری اہلِ دکن اور اہلِ گجرات کو کیا کہتی ہین خود اپنی ایمان کی خبر ان حضرت کو
لینا چاہئی اگر ایسی ہی بد گمانی مولف کی نزدیک جائز ہے تو چاہئی کہ کوئی اس مولف اور اسکی پیشوا دوسرے
وہابیہ مانند مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اوسکی اتباع کی حق مین کوئی یہہ کہی کہ اگرچہ یہہ مدعیِ اسلام ہین لکن زبانسی
مدعی ہین باطن مین انکا یہہ عقیدہ حقیقت اسلام کا نہین ہی دلمین ہی پکی معاند اور منکر اور عدو دین کی ہین
اور جو لوگ انکو مسلمان کہتی ہین تو اونکی نزدیک بھی یہہ تمام کافر ہین فقط حسن ظن کی باعث اونکو مسلمان کہتے
ہین اور وہابیہ اور خود یہہ مولف محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو مانند خدا تعالی کے
معظم و مکرم جانتی ہین اور یہہ عقیدہ رکھتی ہین کہ خدا تعالی چاہے دی یا نہ دی محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسمٰعیل سے
کوئی سوال کرے تو ضرور دیتی ہین یہہ تمام مولف کی نزدیک جائز ہونا چاہئے جو جواب مولف دیگا وہی
جواب ہمارا بطرفسی مولف تصور کری اگر کسی امر کا انکار مولف کریگا تو اسطرفسی بھی اوس امر کا انکار کیا جاوی گا

اگر مولف اثبات کریگا تو اس طرف سی بہی اوسکی مانند اور مشابہ اثبات کیا جاویگا پس مولف کا وہی حال و مآل ہوگا
جو دوسری مسلمانونکی حق مین یہہ ثابت کرنا چاہتا ہی بالفرض کسی جاہل کا ایسا حال ہونا ثابت بہی ہو جاوی تو علی
العموم تمام نذر اولیا کرنیوالونکی حق مین ایسا گمان کیونکر ہو سکتا ہے آنحضرت صلعم کی زمانہ مین بعض لوگ
منافق بہی تہی تو اس سی یہہ کب لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک جنکا نفاق ثابت نہین ہوا ہی اونکو بہی قیاس
منافقین پر کرکے منافق تمام کو کہا جاوی بعض اہل اسلام سے ارتکاب محرمات کا صدور ہوتا ہی تو اونکی قیاس پر
مولف کو بہی مرتکب فعل شنیع کا جانا جاوی پس علی العموم ایسا حکم کرنا مولف اور وہابیہ کا سراسر باطل ہی اور اسلام
اور اہل اسلام کی حالات کو درہم برہم کرنا ہی اور خصوصاً قطعی حکم کا کرنا اور یہہ کہنا لَا شَکَّ فِی کُفْرِہِم خود دین سے
ہاتھ دھونا ہی کہ بلا وجہ کفر کے ایک تہمت اپنی طرف سی اہل اسلام پر لگا کر اسلام کو کفر بتانا خاصہ خوارج کا ہے
لَا شَکَّ فِی خُرُوجِ الْمُؤَلِّفِ مِنَ الدِّینِ ہمارا طرف سی مولف کی جواب مین ہی اور اس محل مین اس روایت حضرت
عمر رض کو کہ اونہون نی درخت بیعت رضوان والا قطع کرا دیا تہا اوسکو جانور منذور اولیاء اللہ سی کیا مناسبت ہی
وہان خوف پرستش تہا یہان ایسا خوف کہان ہی ایسی ہی قیاس ابلیسی سی وہابیہ اعمال اہل سنت و جماعت کو
ناجائز اور کفر و شرک و ضلالت بتایا کرتی ہین اور ضال مضل بنتی ہین اسقدر فہم نہین کہ بی محل کسی دلیل شرعی کا
ذکر کرنا بہی تو بی ادبی مین داخل ہی یہہ روایت تو ایسی محل پر چسپان ہوتی کہ جہان آیندہ کو قباحت متوقع ہوتی
جیسی کتاب نسوان وہ تو مولف کی نزدیک مانند شیر مادر کی حلال طیب ہی ازمنہ و اوقات و حالات کا بہی کچھ خیال
نہین اسطرح سی تو شیر مادر کو بہی کوئی مسلمان حلال نجانیگا وہ بہی موقت بوقت مخصوص ہی اور کتابت
مذکورہ اس زمانہ فتنہ و فساد مین بہی مولف حلال جانتا ہی یتبدل الاحکام بتبدل الازمنۃ مولف کے
اور اوسکی مقتدا اونکی فہم سی بہت بعید ہے اس روایت قطع شجرۃ بیعۃ الرضوان کی بارہ مین چند شکوک کا ورود ہوتا
ہی بعض اونمین سی یہہ ہی کہ حدیث نبوی صلعم سے ثابت ہی کہ شیطان مایوس ہوگیا ہی اس سی کہ اوسکی پرستش
جزیرہ عرب مین ہووے باوجود اس حدیث کی ثبوت کی حضرت عمر رض کو خوف پرستش شجرہ مذکورہ کا کسطرح
ہو سکتا ہے پہر مولف نی کیون اسکو ذکر کیا اور بعض اونمین سے یہہ ہی کہ خوف غلبہ حال کی سبب سے بہی ہو سکتا ہی
چنانچہ خود حضرت عمر رض نی جراد یعنی ٹڈی کو دیکہا تو خوف قیامت قائم ہونیکا ہوا تہا سوار دوڑایا جب جراد لیکر آیا
تو اطمینان حاصل ہوا اسی قسم مین سی اس شجرہ کی بارہ مین بہی خوف کا ہونا محتمل ہی ایسی ہی حضرت عمر رض غلبہ
حال کی سبب سے تلوار لیکر کہڑی ہوگئی تہے کہ جو کوئی آنحضرت صلعم کی وفات کا قائل ہوگا تو اوسکو قتل کرونگا

ایسی ہی یہہ خیال پرستش شجرہ کا بہی ہونا محتمل ہی اور بعض اونمین سی یہہ ہی کہ اگر خوف پرستش درخت مذکور کا
ہوتا تو خود آنحضرت صلعم اوس درخت کو قطع کرا دیتی جیسا بنا رکعبہ کو سبب حدیث الاسلام ذ قوم کی آپنی موقوف رکھا
اسواسطی کہ بد اعتقادی لوگونکا خوف تہا اور جیساکہ زیارت قبور سے اول منع فرما دیا تہا سبب اسی قسم کی خوف کی
جب وہ خوف جاتا رہا زیارت قبور کی اجازت دیدی یا حضرت صدیق اکبر قطع کرا دیتی یہہ تمام امور دال ہین
خوف پرستش نہونی پر باوجود اسقدر شکوک کی یہہ اثر کیونکر دلیل مدعی مولف کی ہو سکتا ہی اور ممکن ہی کوئی دوسرا
سبب اوسکی قطع کا راوی کچہہ اور سمجہا ہو موافق اپنی فہم کی ذکر کیا ہو ایسا بہی رواۃ سی ہوا ہی فلا بد لرفع ہذہ الاحتمالات
والشکوک من الادلۃ اور بعد ان امور کے ہم کہتی ہین کہ بکرا مثلاً نذر اولیاء اللہ جو فی الواقع وہ نذر اللہ اور ایصال
ثواب للاولیاء ہے اوسکو قیاس کرنا اوس جانور پر جو لقدوم الامیر ذبح کیا جاوی تعظیماً للامیر گو کسی قسم کی تعظیم ہو
جائز نہین ہی اسواسطے کہ ایسی بکر یکا یعنی منذور اولیاء کا تعظیماً للاولیاء ہونا مسلم نہین ہی پس وصف جامع
ان دونو نمین نہونیکی باعث سی قیاس مع الفارق ہوا اور ایسا قیاس تو مجتہد کیواسطے بہی جائز نہین چہ جائیکہ
مولف سی جاہل وغالی محض کیواسطے جائز ہو جاوی بلکہ مولف کیواسطی ایسی قیاس سے استحقاق عذاب نار ثابت ہی
یہانتک بطلان اقوال عمدۃ النکات ورسالہ مضمومہ اوسکی ساتہہ کا ہو گیا اگرچہ ہماری ان تقاریر و بیانات سے
مولف کی اوس رسالہ مطبوعہ کی اقوال کا بطلان بہی بخوبی واضح ہی جسکو جواب مفتیان مکہ معظمہ مولف نی قرار دیا ہی
لکن چونکہ مولف کو اوس رسالہ پر بہت بڑا فخر ہے کہ عوام کالانعام کی دھوکہ دینی کیواسطے اوس رسالہ کی آخر مین
ایک اعلان بہی ایک دغابازی کی ساتہہ لگا دیا ہے کہ (جو عالم یا شاعر ان اشعار کی معارضہ مین امر واقعی کا معارضہ
کرے اور رد جواب باسند موافق اپنی دعوی کے نظم مین لکھیگا اور نقاد حدیث اوس رد جواب کو صواب سمجھ کے
قبول و منظور فرمائینگی زیادہ کی تو قدرت نہین مگر انشاء اللہ تعالی کم سی کم ایک سو روپیہ کی نوٹ بمعرفت ٹپال
بخط رجسٹر اوسکی نام پر مرسول ہوگی مدت اعلان تا آخر رمضان صحیح راقم السطور محمد نور فارغ ساکن دمن خورد
محلہ کہاری واڑی مورخہ جمادی آخر تاریخ دوم سنہ ۱۳۰۹ ہجری) اگر مولف کو دہوکہ دینا عوام کو منظور نہوتا تو جواب
نظم مین لکہنی کی قید کیون لگاتا کیا مسئلہ حق کا بیان شعر و نظم مین ہونی پر موقوف ہے اور کیا عالم دیندار اور حق گو
ہونا ناظم و شاعر ہونے پر موقوف ہی شارع علیہ السلام نی کسی مسئلہ کا بیان کرنا موقوف نظم پر نہین کیا اور معتبر
ہونے مسئلہ کیواسطی نظم اور شعر مین ہونا شرط نہین فرمایا بلکہ امام شافعی رح کا یہہ شعر مشہور ہی ؎ ولولا
الشعر بالعلماء یزری ؛ لکنت الیوم اشعر من لبید ؛ جس سی شعر کا اہل علم کیواسطی عیب ہونا واضح ہی

اگرچہ کسی وقت خاص مین حسن عارضی شعر کو لاحق ہووے جیسی کہ بمقابلہ کفار اشعار حسان رض معروض حسن
ہوئی لکن کیفما اتفق فی حد ذاتہ اوس مین حسن نہین اور کمال علمی و عملی کا وہ مبدا و منشا نہین ورنہ جامع جمیع
کمالات بشریہ کے حق مین خدا تعالی پاک یہہ نہ فرماتا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اور خود حضور انور صلعم
اشعار کی عیب ناکی نہ فرماتی پہر مولف نے جو اشعار و نظم مین اس مسئلہ کی بیان کو منحصر کیا تو سوای دہوکھا دہی
عوام اور فریب و دغابازی کی کوئی دوسرا امر متصور نہین اور باوجود اس کی پہر بہی قید آخر رمضان کی
لگائی جس سے واضح ہی کہ مولف کو اول سی ہی خوف تہا کہ ہر اہل حق ذی علم اسکا جواب باصواب دندان شکن
مولف کو دیدیگا تو مولف کا مایہ فقط سو روپیہ کا جو ہے وہ بہی جاتا ہی گا تو مولف کو پیٹ پکڑ کر رونا پڑی گا
تو اسواسطے جمادی الآخر سی آخر رمضان کی قید لگائی یہہ جانکر کہ اس زمانہ قلیلہ مین کسکو غرض ایسی سخت ہی
اور کونسا اہل حق ایسا طالب دنیا ہی کہ سو روپیہ کی لالچ سی جواب لکہکر طبع کرا دیگا اور بعد اس زمانہ کی خود مولف کو
یہہ عذر ہوگا کہ ہماری اعلان کی مدت گذر گئی اسمین بہی سراسر دغابازی ہے ورنہ آخر رمضان کی قید پر کون
امر شرعی داعی ہی اور معلوم نہین کہ وہ نقاد حدیث کونسی ہین جنکی سمجہنے پر جواب کی حقیقت کو موقوف کیا ہی
خود مولف ہی وہ نقاد حدیث بنا ہی یا کوئی دوسرا اوبابی قدیم و جدید ہی یہہ قید بہی بطور اجمال و ابہام بلا تعیین
اسواسطے لگائی کہ وقت پر مولف یہہ کہکر گلو گذاری کرے کہ اگرچہ فلان فلان اہل حدیث نی تمہارے جواب کو قبول
کر لیا اور صواب جانا لکن مین نی اپنے قول مین اہل حدیث سی مراد وہ نہین لئی ہین فلان اپنی ہم مشرب مراد لئی ہین
الغرض جس رسالہ کی آخر مین ایسا اعلان مولف نی لگایا ہے جسکا کچہہ حال بطور اجمال ہمنی ظاہر کیا اوسپر
مولف کو بڑا فخر تہا اسواسطے اوسکی اقوال کی مردودیت اور مطرودیت بہی کچہہ بطور اجمال ذکر کیجاتی پس
جاننا چاہئی رسالہ مذکورہ عربیہ مین ایک سوال لکہا ہی جسکا ترجمہ اردو مین یہہ ہی کہ کوئی شخص بہوت یا جن
وغیرہما مانند نبی یا ولی کی اسطرحسی نذر کرے کہ میری فلانی مریض کو شفا ہو یا فلان مراد حاصل ہو تو مین اوسکے
واسطے گائی یا بکری یا مرغ ذبح کرونگا پس بنابر توافق تقدیر اوس شخص کی مراد حاصل ہو جاوی اور وہ شخص
نذر پوری کرنیکو وہ جانور گائی بکری مرغ ذبح کرے یا سوا اوسکی اور طعام کری تو اوسکا کہانا حلال اور بسم اللہ کی ساتہہ
ذبیحہ اوسکا درست و حلال ہے یا نہین اس سوال کی جواب کا خلاصہ ترجمہ اردو مین یہہ ہی کہ ذبیحہ لغیر اللہ حرام ہے
اسواسطی کہ نذر عبادت خاصہ ہی واسطے خدا تعالی کی پس یہہ نذر نذر معصیت کی ہی لقولہ علیہ السلام
لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ یعنی جو نذر خدا تعالی کی معصیت مین ہو اوسکی وفا نہین ہی وَقَالَ

رسول اللہ صلعم اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَاِنَّہٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَلَا فِیْمَا لَا یَمْلِکُ ابْنُ اٰدَمَ
رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ یعنی ایک شخص نے نذر خدا تعالی کیواسطے آنحضرت صلعم کے زمانہ کی تھی کہ اونٹ مقام بوانہ مین
ذبح کریگا پہر اوسنے آنحضرت صلعم کو آکر اسکی خبر دی آپنے فرمایا کہ کیا کوئی بت جاہلیت کا وہان پوجا جاتا تھا
یا کوئی عید و میلہ کفار کا وہان ہے صحابہ رضی نے کہا نہین تو آپنے اوس شخص سے کہا کہ اپنی نذر کی وفا کر لی نہین ہے
وفا ایسی نذر کی جو معصیت خدا تعالی مین نذر کی ہو اور نہین ہے وفا ایسی نذر کی جسکا آدمی مالک نہین ہے
روایت کیا اسکو ابوداؤد نے پہر کسطرح جائز ہووے نذر لغیر اللہ ولقولہ تعالی وَمَا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اگرچہ ذکر کیا جاوے
ساتھہ اوسکے نام اللہ تعالی کا کیونکہ معارض ہوا اوسمین مطہر اور پاک کرنیوالی کے تئین نجاست پیدا کرنیوالی معارض ہے
وہ نجاست جو سبب موت کی ہے یہہ تبصرۃ الرحمن کی سورہ مائدہ مین ہے اور سورہ انعام مین ہے اُہِلَّ بِہٖ ای
صُوِّتَ فِیْہِ بِاسْمِ لِتَعْظِیْمِ غَیْرِ اللّٰہِ ای بِسَبَبِ ذَبْحِہٖ لَہٗ فَاِنَّہٗ وَاِنْ قُرِنَ بِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ لَا یُؤَثِّرُ مَعَہٗ
فِی التَّطْہِیْرِ انتہی ملخصاً تبصرۃ الرحمن لعلی المہائمی الشافعی یعنی اہل بہ کی معنی یہہ ہین کہ آواز کیا جاوے اوسمین
ساتھہ اسم کے واسطے تعظیم غیر اللہ کے سبب ذبح اوسکے واسطے اوس غیر اللہ کے اگرچہ اوس آواز غیر اللہ کے ساتھہ بسم اللہ
بہی ساتھہ ہی کہی جاوے تو اوسکی تطہیر مین وہ بسم اللہ موثر نہین ہے اور مخصوص ہوا اہل بہ اور ذبح واسطے عموم معنی
ای مشہور کیا گیا یا آواز دیا گیا یا جو کچھہ مناسب اس مقام کے ہو قولہ علیہ السلام لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ
یعنی لعنت خدا تعالی کی اوسپر جو واسطے تعظیم غیر اللہ کے ذبح کرے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے کہ اجماع ہے علماء کا
کہ اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اوسکی ذبح مین تقرب الی غیر اللہ کے کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور ذبیحہ
اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہے اور فتاوی فقیہہ ابی لیث مین ہے کہ اگر نا ذر لغیر اللہ ساتھہ نذر کے قصد تقرب الی غیر اللہ کا
کرے اس حال مین کہ اوسکا گمان یہہ ہو کہ وہی غیر اللہ کامون مین متصرف حقیقی ہے نہ خدا تعالی تو اوسکی نذر باطل ہے
اور اوسکا ارتداد ثابت ہے و اگر اوسکا قصد نذر غیر اللہ مین تقرب الی اللہ اور ایصال ثواب طرف اولیاء اللہ کے ہو
اور وہ جانتا ہو کہ کوئی ذرہ بغیر اذن اللہ کے حرکت نہین کرتا ہے اور اولیاء کو وسیلہ اپنے اور خدا تعالی کے درمیان مین
بیچ حصول مقاصد کے گردانے تو اسمین کچھہ حرج نہین ہے اور ذبیحہ اوسکا حلال طیب ہے یہی حق ہے اور یہی صواب ہے
اور اسی پر عمل مشائخ اہل سنت وجماعت کا ہے یہہ جواب مین ذکر کرکے پہر وہی عبارت در مختار کی مجیب مجہول نے
ذکر کی قولہ (ذُبِحَ لِقُدُوْمِ الْاَمِیْرِ اَوْ نَحْوِہٖ) کَوَاحِدٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ (یُحَرَّمُ) لِاَنَّہٗ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَلَوْ
وَصْلِیَّۃً (ذکر اللہ تعالی علیہ) پہر اسکے بعد وہی افترا سابق مجیب مجہول و جہل اور مفتری نے کیا

کہ یہی معتمد نزدیک جمہور کے ہے پہر اسپر تفریع فاسد کی کہ اسپر اجماع ہوگیا پہر بمقتضائی آب ندیدہ موزہ کشیدہ اجماع کی
حقیت کی ثبوت کیواسطی یہہ احادیث پیش کرنے لگا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ وقولہ
علیہ السلام اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ پھر ہدایۃ المبتدی حلبی کی عبارت ایسی جیسی کہ ابہی
درمختار کی گذری ہی وَلَوْ ذَبَحَہٗ لِقُدُوْمِ الْاَمِیْرِ الخ نقل کردی پہر حرمت ایسی ذبیحہ کا مذکور ہونا جوہرہ اور فتاوی
قاضیخان اور ہندیہ اور قنیہ اور اشباہ وحمادیہ وطحطاوی اور غرائب اور قرۃ الانظار اور تحفۃ الاخیار وغیرہا مین بغیر نقل
عبارات ان کتب کی ذکر کیا آخر مین منہیہ تفسیر احمدی کا حوالہ بہی بغیر نقل عبارت کی دیدیا اور کہدیا کہ فَفِیْہِ رُجُوْعٌ اِلَی
الْحَقِّ پھر بحوالہ تفسیر کبیر ذکر کیا کہ علماء نی کہا ہے کہ کوئی مسلمان جانور ذبح کری اور اوسکی ذبح سے قصد طرف غیر اللہ کی
کرے تو مرتد ہوجاتا ہی اور یہہ حکم غیر ذبائح اہل کتاب کا ہے اسکی بعد اہل سنت وجماعت کی علماء کی نسبت جو نذر اولیاء
کی ذبیحہ کو حلال فرماتی ہین اس جاہل ومجہول ومہمل وبداعتقاد مجیب غیر مصیب نے یہہ کہا کہ کسطرح اندہی ہوگئی ہین کہ
بینائیان اونکی کہ دیکہتی نہین ہین اور دیکہتی ہین تو رجوع نہین کرتی اور پہرتے نہین ہین پہر کہا کہ بسط کیا ہے
باب النذر مین صاحب در البحار اور بحر الرائق ونہر الفائق نے جو چاہی ان کتب کیطرف رجوع کری پہر کہا یہہ وہ چیز ہی
کہ کتابون معتبر حنفیون سی بلا نزاع وبلا خلاف کی ثابت ہے اس جواب کی بعد مجیب غیر مصیب ومفتری وکذاب
ومعاند ومستحق عذاب نی اپنا نام نہ لکہا تاکہ دغابازی اور بدایمانی اوسکی کہل نجاوی معلوم نہین اسکا مجیب
غیر مصیب کوئی آدمی ہی یا غول بیابانی ہے سوال رسالہ مذکورہ مین یہہ گستاخی اور بدادبی کی ہی کہ عفریت
وبہوت وجن کی ساتہہ نبی اور ولی کو بہی شامل کرکے ذکر کیا ہی اور اس ذکر کرنیمین نبی اور ولی کو ساتہہ عفریت
اور جن کی اشارہ اسطرف کیا ہے کہ جیسی کفار بہوت اور جن کی نذر اونکو متصرف حقیقی جانکر کرتی ہین ایسی ہی نذر کرنیوالا
نذر نبی اور ولی کی بہی ایسا ہی اونکو جانکر کرتا ہی سراسر افترا اور بہتان ہے اسطرحسی اہل اسلام نذر نبی اور ولی کی
ہرگز نہین کرتی ہین بلکہ ایصال ثواب فقط نبی اور ولی کی روحپر کرنا نذر سی مراد لیتی ہین یہہ سوال مولف یا کسی دوسرے
وہابی مولف جیسی نے اپنی نفس سی گہڑا ہے اہل اسلام کی اعمال کو بدبنانی کیواسطے اور مجیب غیر مصیب نی اپنی جہالت سی
یا تعصب وعناد سی باوجودیکہ جواب قابل تفصیل تہا جواب مین تفصیل نہ کی علی الاطلاق جواب دیدیا ایسا جواب دینی
والیکو فقہاء مخطی فرماتی ہین چنانچہ فتاوی سراجیہ مطبوع نولکشور صفحہ ۴۸۵ مین ہی اَلْمُفْتِیْ اِذَا سُئِلَ عَنْ
مَسْئَلَۃٍ یَمْعَنُ النَّظَرَ فِیْہَا فَاِنْ کَانَتْ مِنْ جِنْسِ مَا یُفَصَّلُ فِیْ جَوَابِہَا یُفَصِّلُ وَلَا یُجِیْبُ عَلَی الْاِطْلَاقِ
فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ مُخْطِئًا انتہی مولف یا کوئی دوسرا عوام کالانعام کو یہہ دہوکہ ندیوی مانند مولف جیسی عامی جو کسی

درجہ کا رتبہ اجتہاد تو کجا بتحر علمی بہی نہین رکھتی ہین بیان مسائل مین خطا کرین تو معذور ہین گنہگار نہین ہوتی ہین اسواسطے
کہ علماء محققین نے صراحۃً فرمادیا ہے کہ خطا کرنے مین جو معذور رکھا جاتا ہی اور گنہگار نہین ہوتا تو وہ حاکم ہی جو عالم ہو
اور باوجود عالم ہونیکے اہل بہی حکم کا ہو یعنی اوسکو درجہ اجتہاد کا بہی حاصل ہو اور جو ایسا نہین ہی یعنے مجتہد نہین ہے
تو وہ معذور نہین ہی گنہگار ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین فرماتی ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد ثم اخطا فلہ اجر قال العلماء اجمع المسلمون
علی ان ہذا الحدیث فی حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجران اجر باجتہادہ واجر باصابتہ
وان اخطا فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ اذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما
من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق
الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو عاص فی جمیع احکامہ سواء
وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر من شیء من ذلک انتہی اس عبارت امام نووی سے
واضح ہی کہ جو مجتہد نہین ہی اوسکی خطا معاف نہین ہے اور وہ خطا مین معذور نہین ہی اور وہ گنہگار ہی اور خطا مین معذور
ہونا مخصوص ساتھہ مجتہد کے ہے بلکہ جو شخص مجتہد نہین وہ حق کو پہنچاوے تب بہی وہ گنہگار ہے پس مولف نے
جو مسئلہ تفصیل طلب مین تفصیل سے منہہ موڑا اور عوام کو مغالطہ مین ڈالنے کو حلال کو حرام اعتقاد کرانیکو علی الاطلاق
نذر لغیر اللہ کو حرام کہدیا اور اسمین سخت خاطئی ہوا جو موجب استحقاق عذاب ہی اوسمین یہہ مولف ہرگز معذور نہین ہے
طرفہ یہہ ہی کہ اس مولف نے اس رسالہ مین بہی اور اوس رسالہ مین بہی جو قدوۃ الخرافات کے ساتھہ مضموم ہی امام علم الہدی
فقیہہ ابی لیث حنفی معتبر سے نذر لغیر اللہ مین تفصیل ہونا خود نقل کیا کہ وہ امام موصوف بالتصریح فرماتی ہین کہ اگر نذر
لغیر اللہ سے ناذر کی مراد نذر اللہ کی اور ایصال ثواب واسطے اولیاء کے ہے تو وہ نذر لغیر اللہ حلال طیب ہی اور مولف معاند
عوام کی عقائد کو فاسد کرنیوالا اور حلال طیب کو حرام اعتقاد کرنیوالا یہہ تفصیل بیان کرکے حکم نذر لغیر اللہ پر نہین لگاتا ہی
اور ایسا نہین کہتا ہی کہ بعض نذر لغیر اللہ حلال طیب ہے جس سے مراد نذر اللہ کی اور ایصال ثواب للاولیاء ہو اور بعض نذر لغیر اللہ
حرام ہی جسمین تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کی ہو اور ایسی نذر لغیر اللہ جس مین تقرب الی غیر اللہ بطور عبادت کی ہو اوسی سے
آدمی نذر کرنیوالا کافر اور مرتد ہوجاتا ہے نہ اوسکی غیر سے ایسا تفصیل سے بیان کرنا مولف پر فرض و لازم تہا تاکہ حق و ناحق
و حلال و حرام و کفر اسلام کا حال مفصل ہر ادنی اعلی افہم والیکو معلوم ہوجاتا اسنے تو علی الاطلاق نذر اللہ کو حرام کہنا اور تمام کا
ایک ہی حکم لگانا اور حلال اور حرام کو ملتبس کرنا اور حق و باطل خلط کرنا اپنا پیشہ گردان لیا اور اسلام کو بہی کفر مین ہی

داخل کردیا ایسی شخص کی حق مین یہہ کہا جاوے کہ یہہ اوپر طریقہ اون لوگونکے چلتا ہی جنکی حق مین یہہ آیت خدا تعالی نے
فرماتا ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ تو بجا اور درست ہی اور طرفہ یہہ کہ علماء محققین
مانند صاحب درمختار و امام فضلی اور امام اسمعیل رح مسلمان کی حق مین ایسا گمان کرنیکو کہ وہ تقرب آدمی کیطرف
بطور عبادت کی کرے منع فرماوین اور علامہ شامی ایسا تقرب حلال مسلمان سے بعید ہونا فرماوین اور یہہ مؤلف
اپنی زٹلیات و خرافات کی اثبات کیواسطے وہی گمان فاسد جو حرام ہی اہل اسلام کی حق مین کری اور اوسکی ذبیحہ کو
حرام اور فاعل کو مرتد قرار دی اس ہٹ دھرمی و تلبیس کا کیا ٹھکانا ہی علامہ شامی تحت اس قول صاحب درمختار کی
قُلْتُ وَفِي صَيْدِ الْمُنْيَةِ أَنَّهُ يُكْرَهُ وَلَا يُكَفَّرُ وَلَا نَسِيءُ الظَّنَّ بِالْمُسْلِمِ أَنَّهُ يَتَقَرَّبُ إِلَى الْآدَمِيِّ بِهَذَا
النَّحْرِ وَنَحْوِهِ یہہ عبارت فرماتی ہین قَوْلُهُ أَنَّهُ يَتَقَرَّبُ إِلَى الْآدَمِيِّ أَيْ عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ لِأَنَّهُ الْمُكَفِّرُ
وَهَذَا بَعِيدٌ مِنْ حَالِ الْمُسْلِمِ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ قَصَدَ الدُّنْيَا أَوِ الْقَبُولَ عِنْدَهُ بِإِظْهَارِ الْمَحَبَّةِ بِذَبْحِ فِدَاءٍ
عَنْهُ لَكِنْ لَمَّا كَانَ مِنْ ذَلِكَ تَعْظِيمٌ لَهُ لَمْ تَكُنِ التَّسْمِيَةُ مُجَرَّدَةً لِلَّهِ تَعَالَى حُكْمًا كَمَا لَوْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ
وَاسْمِ فُلَانٍ حُرِّمَتْ وَلَا مُلَازَمَةَ بَيْنَ الْحُرْمَةِ وَالْكُفْرِ كَمَا قَدَّمْنَا عَنِ الْمُقَدَّسِيِّ فَافْهَمْ انتہی اس
عبارت کی نقل کرنیسی ہماری غرض یہہ ہی کہ اسمین مصرح ہی کہ تقرب آدمی کیطرف کوئی علی وجہ العبادت کری اوسوقت
کافر ہوتا ہی ورنہ نہین اور یہہ تقرب علی وجہ العبادۃ آدمی کیطرف کرنا مسلمان سی بعید ہے ظاہر یہی ہی کہ اوس نے
مسلمان نے وقت قدوم امیر کی جو جانور ذبح کیا ہے تو اوس سی قصد عبادت اوس امیر کا نہین کیا ہی بلکہ قصد دنیا
اور اوس امیر کی نزدیک مقبول ہونیکا کیا ہی ساتھہ اظہار محبت کی ذبح کرنیکے ساتھہ پس جب علامہ شامی نی یہہ فرمایا
تو واضح ہوگیا کہ مولف جس بدگمانی سے مسلمان کو مرتد بنانا چاہتا ہی اور مسلمانونکو اولیاء اللہ کیطرف تقرب علی
وجہ العبادۃ کرنیوالا اقرار دیتا ہے یہہ تمام مزعوم مولف کا علامہ شامی کی قول سی مردود ہوگیا اگر مؤلف عوام کالانعام کو
یہہ فریب دیوی کہ اس عبارت علامہ شامی مین موجود ہی کہ جب اس ذبح لقدوم الامیر مین تعظیم امیر کی ہوئی
تو تسمیہ مجرد خدا تعالی کیواسطی حکما نہوئی پس جیسی کوئی وقت ذبح کی بسم اللہ و اسم فلان کہی تو جانور تسمیہ
مجرد للہ تعالی حقیقۃ نہونیکی سبب سے حرام ہوجاتا ہی ایسی ہی حکما تسمیہ مجرد نہونیکی سبب سے بھی حرام ہوجانا چاہیے
اور حرمت اور کفر کے درمیان مین ملازمت نہین ہی یعنے حرام ہونیکی واسطے فاعل کا کافر ہونا لازم نہین ہے
فاعل کافر نہو تب بھی اس حکما تسمیہ مجرد نہونیکی باعث ذبیحہ حرام ہوجاویگا پس علامہ شامی کی فرمانی سے
ہمارا مدعی کہ حرمت ذبیحہ لقدوم الامیر ہے واضح ہوگیا اور نذر اولیاء اللہ تعالی کرتی والی بھی تعظیما للاولیاء ذبح

کرتی ہین پس اونکی تسمیہ بہی مجرد واسطے خدا تعالی کی نہوئی پس اونکا ذبیحہ بہی حرام ہوا پس یہہ دونون مدعی ہماری
شامی کی فرمانیسی ہی حاصل ہوگئی تو مولف کی اس فریب دہی عوام کا جواب یہہ ہی کہ علامہ شامی نی آخر مین لفظ
فافہم فرمایا ہے جائز ہی کہ اس لفظ فافہم سی اشارہ طرف رد اپنی تقریر کی کیا ہووے یہہ عادت مولفین اور منصفین
سی ہے کہ اول کوئی قول ضعیف و مرجوح و غیر معتبر ذکر کر دیتی ہین پہر اوسکی رد کیطرف اشارہ ساتہہ لفظ فافہم و نحوہ کی
کر دیتی ہین پس جب اس قول مین یہہ احتمال رد اور جواب کا آیا تو جب تک مولف یا کوئی دوسرا اوہابی دلیل ساطع
اور برہان قاطع رفع اس احتمال پر نہ قائم کرے تو اس قول علامہ شامی سی دلیل پکڑنا اپنی مدعی پر اوسکو جائز نہین ہے
بفحوے اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ اور منصفین اہل علم خود جانتی ہین کہ کلام علامہ شامی خالی
خدشات سی نہین ہے اول خدشہ یہہ ہی کہ یہہ ضرور نہین کہ جو حکم کسی امر حقیقۃً کیواسطے ثابت ہووی تو وہی حکم
امر حکماً کیواسطے بہی ثابت ہووی دیکہو جو شخص مسجد مین انتظار نماز کا کرتا ہے تو وہ بحکم شارع علیہ السلام نمازی قرار
دیا جاتا اور اوسکا یہہ انتظار حکماً نماز ہے اور جو حقیقۃً نماز ہی اوسکی عمل سی فرض ذمہ سی ساقط ہوتا ہی اور اس حکمی سے
وہ فرض ذمہ سی ساقط نہین ہوتا ہی پس حقیقی اور حکمی دونون اس حکم مین مساوی نہین ہین ایسی ہی جائز ہے
کہ عدم تجرد تسمیہ حقیقۃً اور حکماً کا بہی ایک حکم نہو عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی سی حرمت ثابت ہو اور عدم تجرد تسمیہ
حکماً سی حرمت ثابت نہو دوسرا خدشہ یہہ ہی ذابح لقدوم الامیر نے جائز ہی کہ قصد تعظیم امیر کا ساتہہ ذبیحہ کے
نکیا ہو بلکہ قدوم امیر کو ایک نعمت عظمی من جانب اللہ تعالی خیال کیا ہو واسطے امید قوی ہونی حصول مطالب کی
سبب سے اور اوسی نعمت عظمی کی شکریہ مین واسطی خدا تعالی کی جانور ذبح کیا ہو اور اوس امیر کے نزدیک اپنا سرخ رو
ہونا اسمین خیال کیا ہو کہ امیر یہہ خیال کریگا کہ ہماری آنیکو اس شخص نی ایک نعمت عظمی من جانب اللہ تصور کیا
اور ہماری آنیکو اسنی اچہا اور مبارک جانا اور نعمت شمار کیا اور شکراً للہ جانور ذبح کیا تیسرا خدشہ یہہ کہ حکماً
عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی اس محل مین تو اوسوقت متصور ہو کہ کلام شارع سی اسکا ثبوت ہو اور شارع نے
بالتصریح ایسا فرمایا ہو کہ جس سی یہہ عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی بحکم شارع معلوم ہو جیسا کہ قراۃ مقتدی کی بارہ مین
فرمادیا ہی مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جس سی مقتدی کیواسطے بہی بحکم شارع قرات
امام سی قرات کا ثبوت ہو جاتا ہے یا ائمہ مجتہدین کاملین جو مبینین کلام شارع علیہ السلام ہین اونہون نی یہہ حکماً
عدم تجرد تسمیہ للہ تعالی فرمایا ہو جب نہ شارع نی ایسا فرمایا اور نہ مجتہدین نی اسکی تصریح کی تو اسکو عدم تجرد تسمیہ
للہ تعالی حکماً کیونکر تسلیم کیا جاوے بلکہ کسی ایسی صاحب رتبہ نی بہی جو مانند صاحب ہدایہ کی ہو اسنی تصریح

نہین فرمائی تو کیونکر یہہ مسلم رکھا جاوے اور چوتھا حدیث یہہ ہی کہ خود در مختار مین ہی یہہ عبارت مذکور ہے
وَاِنْ ذَکَرَ مَعَ اِسْمِہٖ تَعَالٰی غَیْرَہٗ فَاِنْ وَصَلَ بِلَا عَطْفٍ کَرَہَ کَقَوْلِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ
اَوْ مِنِّیْ وَمِنْہُ بِاسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالرَّفْعِ لِعَدَمِ الْعَطْفِ فَیَکُوْنُ مُبْتَدَأً لٰکِنْ یُکْرَہُ
لِلْوَصْلِ صُوْرَۃً اِلٰی اَنْ قَالَ وَاِنْ عُطِفَ حُرِّمَتْ نَحْوُھَا بِاسْمِ اللّٰہِ وَاسْمِ فُلَانٍ اَوْ فُلَانٍ لِاَنَّہٗ اُھِلَّ
بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اِنْتَھٰی مُلَخَّصًا اور علامہ شامی بھی لکھتے ہین وَذَکَرَ الْاِمَامُ التِّمُرْتَاشِیْ اِنْ وَصَلَہٗ بِلَا وَاوٍ تَحِلُّ فِی الْاَوْجُہِ
کُلِّھَا لِاَنَّہٗ غَیْرُ مَذْکُوْرٍ عَلٰی سَبِیْلِ الْعَطْفِ فَیَکُوْنُ مُبْتَدَأً لٰکِنْ یُکْرَہُ لِوُجُوْدِ الْوَصْلِ صُوْرَۃً وَاِنْ
مَعَ الْوَاوِ فَاِنْ خَفَضَہٗ لَا یَحِلُّ لِاَنَّہٗ یَصِیْرُ اِذًا ذَابِحًا بِھِمَا وَاِنْ رَفَعَہٗ یَحِلُّ لِاَنَّہٗ کَلَامٌ مُبْتَدَأٌ وَاِنْ
نَصَبَہٗ اِخْتَلَفُوْا فِیْہِ اھ وَمِثْلُہٗ فِی الْکِفَایَۃِ وَالْمِعْرَاجِ وَجَزَمَ فِی الْبَدَائِعِ بِمَا قَالَہُ التِّمُرْتَاشِیْ
انتہی پس عبارت در مختار سے واضح ہی کہ وقت ذبح کے کوئی شخص اسم اللہ کے ساتھہ غیر اللہ کا نام اسطرح سے لے کہ اسم اللہ پر عطف
نکرے مبتدا علیحدہ قرار دے مثلاً اسطرح کہے باسم اللہ محمد رسول اللہ لفظ محمد کے اول واو عطف نہ لاوے اور محمد کے دال پر
رفع یعنی حرکت پیش کی پڑھے تو وہ جانور حرام نہین ہوتا ہی حرام اوسوقت ہوگا کہ لفظ محمد کے اول واو عطف کا
ذکر کرے اور اسطرح کہے باسم اللہ و محمد رسول اللہ اور عبارت شامی سے واضح ہی کہ امام تمرتاشی رح نے فرمایا ہے
اگر اسم اللہ کے ساتھہ اسم غیر اللہ کو بغیر واو کے ملاوے تو ہر وجہ سے حلال ہی یعنے بغیر واو کے حالت مین اسم غیر اللہ کو خواہ
کسی حرکت کے ساتھہ پڑھے زیر زبر پیش کچھہ ہو حلال ہی اور اگر اوس اسم غیر اللہ کو ساتھہ واو کے ذکر کرے اور بعد ذکر کرنیکے
ساتھہ واو کے اوس اسم غیر اللہ پر زیر پڑھی تو حلال نہوگا وہ جانور کیونکہ اسوقت وہ شخص ایسا کرنیوالے نے اوس جانور کو
ساتھہ اسم اللہ اور ساتھہ اسم غیر اللہ دونون کے ذبح کیا ہے نہ فقط اسم اللہ کے ساتھہ یعنی اس حالت مین تجرد تسمیہ للہ
تعالی نہوا غیر اللہ کی بھی شرکت ہوگئی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ مین داخل ہوگیا اور اگر باوجود ذکر کرنے اسم غیر اللہ کے ساتھہ اسم
اللہ کے ساتھہ لفظ واو کے اوس اسم غیر اللہ کے آخر حرف کی حرکت مثلاً اوسنے پڑھی ہے تو اس صورت مین بھی وہ
جانور حلال ہوگا اور اسی حالت مین یعنے وقت ذکر کرنے اسم غیر اللہ کے ساتھہ لفظ واو کے اوس غیر اللہ کا نصب یعنی زبر
پڑھیگا تو اسمین علماء نے اختلاف کیا ہی بعض نے حلال کہا بعض نے حرام یہانتک قول امام تمرتاشی کا ہی اور کفایہ
اور معراج مین بھی ایسا ہی ہے اور کتاب بدائع مین امام تمرتاشی کے فرمانے پر بھی جزم و یقین کیا ہی شامی کی عبارت کا
مطلب یہانتک تمام ہوگیا پس جب فقہاء معتبرین اور ائمہ دین وقت ذبح بھی کوئی اسم اللہ تعالی کے ساتھہ اسم
غیر اللہ وقت ذبح ذکر کرے بغیر عطف کے یا عطف کا لفظ ذکر کرنیکی حالت مین کسرہ یعنے زبر نہ پڑھی بلکہ پیش پڑھے

تو اوس تسمیہ کو مجرد ہونیسے خارج نہین مانتے ہین بلکہ اوسکو تسمیہ مجرد للہ تعالی قرار دیتے ہین اور اشتراک غیر اللہ کا اوسمین قبول
نہین فرماتے اشتراک فقط اوسوقت ہی مانتے ہین کہ عطف کے ساتھہ غیر اللہ کو ذکر کرے اور کسرہ یعنی زیر اسم غیر اللہ کا پڑھے
تو اس سے واضح ہے کہ جب بالکل زبان سے نہ بطور عطف نہ بغیر عطف کسی طرح نام غیر اللہ کا ذبیحہ پر وقت ذبح کوئی نلیوے
اور ذابح اہل ذبح ہو مثلاً مرتد و مشرک نہو تو اوسکا اپنے دلمین کسیکی تعظیم کرنا جو بطور عبادت نہو تو کیونکر موجب عدم
تجرد تسمیہ للہ تعالی ہو سکتا ہے ہرگز نہین ہو سکتا ہے پس ایسے ہی خدشات کے سبب سے علامہ شامی نے فافہم فرمادیا ہے
اور اوسکے جواب کے طرف اشارہ کردیا ہے ایسے ہی اس قول صاحب درمختار کے تحت مین وَالشَّرْطُ فِي التَّسْمِيَةِ
هُوَ الذِّكْرُ الْخَالِصُ انتہی علامہ شامی فرماتے ہین وَيَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ فِي الشُّرُوطِ أَنْ لَا يَقْصُدَ مَعَهَا تَعْظِيمَ
مَخْلُوقٍ لِمَا سَيَأْتِي أَنَّهُ لَوْ ذَبَحَ لِقُدُومِ أَمِيرٍ وَنَحْوِهِ يَحْرُمُ وَلَوْ سَمَّى تَأَمَّلْ انتہی دیکھو یہان بھی علامہ
شامی نے ذبح لقدوم امیر و نحوہ سے حرمت ہوجانا ذکر کرکے اوسکی آخر مین بھی لفظ تامل کا فرمادیا اہل علم منصفین پر
واضح ہے کہ یہان بھی علامہ شامی نے اس سے حرمت ہوجانیکی مخدوش ہونیکیطرف اشارہ فرمادیا چنانچہ ابھی اوس
مخدوشیت کا کچھہ حال تھوڑا سا راقم الحروف کی جو فہم مین آیا ذکر کیا گیا مولف جیسے ناقص العلم اور بد اعتقاد کی فہم مین
مخدوشیت اگر نہ آئی ہو یا بعد آنے کے مولف نے اوسکو پوشیدہ کیا تو اوسمین دوسرونکا کیا قصور ہے مولف کی جہالت
و تعصب کا وضوح اور ظہور ہی اہل انصاف پر پس اس بیان سے اہل انصاف پر بخوبی روشن اور ہویدا ہوگیا کہ عبارات
درمختار وغیرہ مانند لَوْ ذَبَحَ لِقُدُومِ أَمِيرٍ وَنَحْوِهِ جو مولف نے جہان جہان پیش کی ہین واسطے ثبوت حرمت جانور
منذور اولیاء اللہ تعالی کے اون سے ہرگز ہرگز حرمت جانور منذور اولیاء اللہ کا ثبوت نہین ہو سکتا ہے مولف اور مولف کے
ہم مشربونکا تعصب یا جہالت و سفاہت محض ہے اون سے حرمت منذور اولیاء کی ثابت کرنا اور یہہ اول بھی ہم کہہ
چکے ہین کہ منذور اولیاء اللہ واسطے تعظیم اولیاء کے کب ذبح کہا جاتا ہے بلکہ واسطے ایصال ثواب کے اوپر اولیاء اللہ
تعالی کے ذبح کیا جاتا ہے پھر وہ مذبوح لقدوم امیر مین کب داخل ہے پس مذبوح لقدوم امیر کو منذور اولیاء اللہ کے
حرمت کے واسطے دلیل بنانا مولف اور دیگر وہابیہ کا سراسر جہالت و سفاہت ہے بلکہ شقاوت و ضلالت ہے اور سوال
رسالہ عربیہ کے جواب مین جو یہہ کہا ہے کہ (یہ نذر نذر معصیت کی ہے لقولہ علیہ السلام لا وفاء للنذر فی المعصیۃ)
جس سے غرض یہہ ہے کہ نذر واسطے اولیاء اللہ کی نذر معصیت ہے وہ ایسے امر فاسد پر مبنی کیا ہے کہ نذر اولیاء کو منحصر
تقرب الی اولیاء بطور عبادت مین کیا ہے اور بطلان اس انحصار کا اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ خود مولف نے فقیہہ امام ابی
لیث سے نذر لغیر اللہ کی یہہ معنی و مراد ہونا بھی نقل کیا ہے کہ نذر واسطے خدا تعالی کے ہے اور غیر اللہ کیواسطے ثواب ہے

جب نذر غیر اللہ سی مراد یہہ بہی ہوئی تو اسصورت مین اس نذر کو نذر معصیت کہنا باطل ہوا اور بنا الفاسد علی الفاسد
ہونا واضح ہوگیا اور اسمین اپنی جہالت مجیب غیر مصیب نے یہہ ظاہر کی کہ نذر اولیاء کی معصیت ہونیکا تو دعوی
کیا اور اس دعوی پر دلیل حدیث لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ لایا چنانچہ اسطرح کہا (فھذا النذر نذر
المعصیۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ) اہل انصاف ان سفہاء کی
جہالت اور حماقت پر ذرا نظر کرین کہ ان کو اسقدر بہی تمیز نہین کہ دلیل کی دعوی سی مطابقت اور عدم مطابقت
بہی سمجہہ سکین حدیث مین یہہ کہان ہی کہ نذر اولیاء معصیت ہی حدیث مین تو یہہ ذکر ہے کہ جو نذر خدا تعالی کی
معصیت مین ہو اوسکو وفا اور پورا کرنا نہین ہے یہہ حدیث تو اس دعوی کی دلیل ہو سکتی ہی کہ نذر معصیت کی
وفا نہین نہ اسکی کہ نذر اولیاء معصیت ہی سہ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ ان حضرات مؤلف و دیگر
وہابیہ کو اسقدر تمیز ہوتی تو ایسی امور عقلہ شرعیہ کی منکر ہی کاہیکو ہوتے ایسی ہی حدیث ابی داؤد جو اسکی بعد
ذکر کی ہی اوس سی بہی یہہ ہرگز معلوم اور مفہوم نہین ہے کہ نذر اولیاء کی نذر معصیت ہی اوس سی تو اسیقدر مفہوم
ہی کہ جب اوس مرد نے ایسی جگہہ اونٹ ذبح کرنیکی نذر کی نہ وہان کسی بت کی بتون زمانہ جاہلیت سے
پرستش ہوتی ہی اور نہ وہان کوئی عید اور میلہ کفار کا ہوتا ہے تو اسجگہہ مین اپنی ذبح کرنی اور نذر وفا کرنے
کی اجازت فرمادی اور حکم کیا کہ اپنی نذر کی وفا کرلی یعنی اوسی جگہہ و مکان جہان نذر کی پرستش بت اور عید کفار سی
خالی اور پاک ہی پس غایت یہہ ہی کہ اس سی یہہ بہی مفہوم ہوا کہ جب ایسی جگہہ جانور ذبح کرنیکی کوئی نذر کرے
کہ وہان پرستش بت کی ہو یا وہان کوئی میلہ اور عید کفار کی خاص ہو تو نذر کی وفا نکری اسکو نذر اولیاء سے
کیا علاقہ ہی نذر اولیاء مین وفا کرنا جائی پرستش بت یا عید کفار مین کہان ہی جو اس حدیث سی اوسکی ممانعت
مفہوم ہو اور اس حدیث مین ایک تو وہی اول حدیث کا مضمون ہی کہ نذر معصیت کی وفا نہین اور
اور دوسری یہہ بہی ہی کہ جسکا آدمی مالک نہین اوسکی بہی وفا نہین ہی اسکو نذر اولیاء سے کچہہ علاقہ نہین ہی
پس ان دونون حدیثونکو بے محل اس مجیب بے علم نی ذکر کیا ہی پہر ان دونون حدیثونکے ذکر کرنیکی بعد مجیب
غیر مصیب نے یہہ کہا (فکیف یجوز النذر لغیر اللہ) جس سی واضح ہی کہ یہہ نتیجہ اس مولف نی اپنی فہم
کی موافق ان دونون حدیثونسی خیال کیا ہی ہر منصف مزاج جانتا ہی کہ ان احادیث مین سی یہہ ذکر کہان ہی
کہ نذر لغیر اللہ کسیطرح جائز ہی نہین ہے تو یہہ نتیجہ نکالنا مجیب غیر مصیب کا صحیح ہووی بلکہ نذر لغیر اللہ کی جو انکا
حال اور کیفیت و صورت اوپر مذکور ہوئی ساتہہ اوس نقل امام فقیہہ ابی لیث کی جسکو فور مؤلف نے

اپنی دونون رسالونمین نقل کیا ہے کہ مراد اوس سی یعنی نذر لغیر اللہ سی تقرب الی اللہ اور ایصال ثواب الی الاولیاء ہو
تو یہہ نذر جائز اور حلال طیب ہے پس مولف اور مجیب کا یہہ کہنا کہ (فکیف یجوز النذر لغیر اللہ) جسکی
مراد یہہ ہی کہ نذر لغیر اللہ کسی طرح جائز نہین ہی سراسر جہالت وسفاہت اور ضلالت وحماقت ہی خود فقہاء نامدار
اور ائمہ ذوی الاقتدار سی نذر لغیر اللہ کی مولف ومجیب جواز کی تقدیر نقل کرتا ہی اور اوسکو یا تو سمجھتا ہی نہین ہی کہ اسیواسطے
یہان انکار کرتا ہی یا بعد سمجھنی کی اور معرفت حق کی کتمان حق مانند اہل کتاب کی کرتا ہی اور مصداق آیت یکتمون الحق وہم
یعلمون کا بنتا ہی نعوذ باللہ من ذلک پھر اونہین دونون حدیثونپر اپنی اس قول کو (ولقولہ تعالی ما اھل
لغیر اللہ بہ فانہ وان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارض المطھر فیہ المنجس مع نجاستہ بالموت
تبصرۃ الرحمن) عطف کیا جس سی واضح ہی کہ اس مجیب نی اس آیت وعبارت تبصرۃ الرحمن کو دلیل اس امر کی قرار
دیا ہی کہ یہہ نذر یعنی منذور اولیاء اللہ کی نذر نذر معصیت کی ہی منصفین غور فرماوین جیسی اون دونون حدیثون کو
دلیل اس مدعی کی قرار دینا سفاہت اور حماقت مجیب اور مولف کی ہی ایسی ہی اس آیت اور عبارت کو بھی اس
مدعی کی دلیل بنانا جہالت ہی کیونکہ آیت مین دلالت اوپر اس مدعی کی ہونا نہ بطور عبارت ہی نہ اشارت نہ دلالت
نہ اقتضاء آیت تو اسپر دال ہی کہ جس جانور پر اہلال لغیر اللہ کیا گیا ہو وہ حرام ہی اور اہلال لغیر اللہ کی وہی معنی ہین
جو اوپر چند مرتبہ بخوبی گذر چکی ہین کہ بوقت ذبح اوسکو غیر اللہ کی نام کی ساتھہ ذبح کیا ہو خواہ تنہا غیر اللہ کا نام اوسپر
لیا ہو جیسی باسم اللات والعزی یا باسم المسیح مشرکین ونصاری نی مثلاً کہا ہو جیسا کہ بحوالہ تفاسیر یہہ مذکور ہوا ہی
یا اسم اللہ کی ساتھہ اسم غیر اللہ کا ساتھہ عطف کی لیا ہو جیسا کہ بسم اللہ ومحمد رسول اللہ ساتھہ کسرہ دال کی کہا ہووے
جیسا کہ ابھی اوپر درمختار وشامی سی منقول ہوا ہی اور اقوال سابقہ مین بھی بحوالہ ہدایہ کی گذر چکا ہی نہ وہ معنی جو
وہابیہ نی گھڑی ہین کہ فقط غیر اللہ کی نام سے قبل ذبح مشہور کرنا اور پکارنا بھی اہلال لغیر اللہ بہ ہی اور موجب ہی
حرمت جانور کا اگرچہ وقت ذبح غیر اللہ کا نام نلیا گیا ہو اور جیسا کہ ہم معشر اہل سنت وجماعت کی اور وہابیہ کی
درمیان منذور اولیاء کا حلال اور حرام ہونا متنازع فیہ ہی ایسی ہی اس آیت کی وہ معنی جو وہابیہ نی گھڑی ہین جسکا
ذکر ابھی ہمنی کیا ہی وہ بھی متنازع فیہ ہی ایک متنازع فیہ کو دوسرے متنازع فیہ کیواسطی دلیل ٹھہرانا بھی تو سفاہت
وجہالت سی خالی نہین ہے پس آیت سی نہ تو حرمت منذور اولیاء کا ثبوت ہی اور نہ اس امر کا ثبوت ہی کہ منذور
اولیاء اللہ نذر معصیت ہی اسیطرح عبارت تبصرۃ الرحمن سی بھی کوئی مدعی مولف ومجیب کا حاصل نہین ہے
کیونکہ عبارت مذکورہ مین نہ تو تصریح اسکی ہی کہ نذر اولیاء نذر معصیت ہی اور نہ تصریح اسکی ہی کہ وقت ذبح اسم غیر اللہ

تلیا جاوی فقط اسم اللہ کا ہی لیا جاوی تب بہی بسبب اسکی منذور اولیاء اللہ کا حرام ہوجاتا ہی کہ قبل ذبح کی اولیاء اللہ کی واسطی وہ جانور
مشہور ہوگیا ہی بلکہ عبارت مذکور سی تو فقط اسی قدر ثابت ہی کہ اہلال لغیر اللہ کی معیت مین اسم اللہ بہی اگر لیا جاوی تو جو نجاست
سبب اہلال لغیر اللہ کی آئی ہے اوسکو اسم اللہ رفع نہین کرتا ہی اسمین کچہہ تفسیر اہلال لغیر اللہ کی صاحب تبصرۃ الرحمن نی ایسی نہین کردی
جو موافق قول وہابیہ کی ہووی پس یہان بہی وہی معنی اہلال کی ہوسکتی ہین جو معتبر اہل سنت وجماعت کی نزدیک معتبر ہین
کہ وقت ذبح کی نام غیر اللہ کا لینا مراد ہے خواہ بالاستقلال خواہ بالاشتراک اور مطلب عبارت تبصرۃ الرحمن کا یہی ہونا جائز ہے
کہ اسم اللہ کی ساتھ بطور عطف کی اسم غیر اللہ کا وقت ذبح کی لیوے اور دونو اسم اللہ اور اسم غیر کی ساتھہ ذبح کری تو حلال نہوگا
اور اسم غیر اللہ وقت ذبح لینی کے ساتھہ ہی اسم اللہ کو بہی اوسکی معیت مین اوسوقت ذکر کری تو یہہ اسم اللہ اسکی معیت اور مقارنت مین
ذکر کرنا رافع پلیدی اوس ذبیحہ کو نہین ہی اور ایسی ہی اسکی بعد مولف نی تبصرۃ الرحمن تحت آیت سورۂ انعام سی جو یہہ عبارت
نقل کی ہی (اھل بہ ای صوت فیہ باسم لتعظیم غیر اللہ ای بسبب ذبحہ لہ فانہ وان قرن بہ اسم اللہ
لا یوثر معہ فی التطہیر) اسکا مطلب بہی وہی ہوسکتا ہے کہ کسی غیر اللہ کا نام بوقت ذبح لیا جاوی اور اوس غیر اللہ کے
نام کو وقت ذبح کی لیکر واسطی تعظیم اوس غیر اللہ کی اوس جانور کو ذبح کری اور اوسکی تعظیم وقت ذبح اسطرح سی کری کہ جیسی اسم اللہ کو
وظیفہ ذبح کا قرار دیتا ہی ویسا ہی اوس غیر اللہ کو وظیفہ ذبح کا قرار دی اور بطور عطف کی اسم اللہ کی ساتھہ اوسکو وقت ذبح ذکر کری
اور دونو کی ساتھہ اوس جانور کو ذبح کرے تو اوس غیر اللہ کی معیت اور مقارنت مین جو اسم اللہ کو اوسنی ذکر کیا ہے وہ پاک
وحلال کرنی جانور مین موثر نہوگا جیسا کہ فقط وقت ذبح غیر اللہ کا ہی نام لیکر ذبح کرنا اور وہ جانور حرام اور پلید ہوتا ایسا ہی
غیر اللہ کی نام کی ساتھہ بوقت ذبح شرکت اسم اللہ کی ہوجاوی تب بہی وہ جانور ویسا ہی حرام اور پلید ہوگا پس تبصرۃ الرحمن
سے تو ہمارا ہی مدعا حاصل ہی نہ مولف ومجیب غیر مصیب کا مولف ومجیب نی اس عبارت تفسیر تبصرۃ الرحمن مین لفظ صوت فیہ
باسم دیکہکر اپنی حماقت سی یہہ خیال کر لیا ہی کہ اس سی وہی مراد ہی جو وہابیہ بکدیا کرتی ہین یا جو شاہ عبد العزیز صاحب سی
واقع ہوگیا ہے کہ قبل ذبح آواز کرنا اور مشہور کرنا مراد وہی آیت ما اہل بہ لغیر اللہ سی نہ وقت ذبح کی اس خیال خام کی موافق
اپنی حجت بنالی اسقدر خبر نہین کہ یہہ عبارت تفسیر تبصرۃ الرحمن کی مولف کی خصم کی حجت ہونا بہی جائز ہی اور اتنا
شعور اور تمیز نہین کہ باوجود جواز اور احتمال مدعی مخالف کی بغیر اقامت برہان قاطع رفع احتمال مذکور کی یہہ عبارت حجت
نہین ہوسکتی ہی اسیطرح حدیث نبوی لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا حجت بنانا واسطی اثبات حرمت منذور اولیاء اللہ کی
سفاہت ہی مولف اور مجیب کی کیونکہ حدیث مذکور کی مراد بہی یہی ہوسکتی ہے کہ جو غیر اللہ کیواسطی بطور عبادت
اوس غیر اللہ کی ذبح کرے یا اوس غیر اللہ کا نام بجای بسم اللہ بالاستقلال والخصوص یا بالاشتراک یعنی ساتھہ اسم اللہ کی

بطور عطف کی وقت ذبح کرلے پس یہہ حدیث اس مدعی مذکور اور مراد مذبور کے ہرگز مانع نہین ہی اور مدعی مؤلف
ومجیب پر اوسکی دلالت کسیطرح ہونا مسلم نہین ہے پس اس سے بھی اپنی مدعا فاسد کا زعم کرنا جہالت وسفاہت ہوئی
مولف اور مجیب کی ایسی ہی مؤلف ومجیب نے جو یہہ کہا ہی کہ (وفی تفسیر الغرائب نیشاپوری قال اجمع العلماء
لوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد) اس سے
بھی مدعی مولف ومجیب کو کچھہ علاقہ نہین کیونکہ اس سے تو فقط اسیقدر مفہوم ہی کہ صاحب تفسیر نیشاپوری کا قول ہی کہ اجماع
کیا ہی علماء نے کہ کوئی مسلمان بالفرض کوئی ذبیحہ ذبح بقصد تقرب الی غیر اللہ کرے تو وہ مرتد ہوجاتا ہی اور اوسکا ذبیحہ مرتد کا
ذبیحہ ہوتا ہی اوپر شامی سے گذر چکا ہے جس تقرب الی غیر اللہ سے کافر اور مرتد ہوجاتا ہی تو وہ تقرب وہ ہے جو بطور عبادت کے
غیر اللہ کیطرف ہو پس اس عبارت نیشاپوری سے تو اسیقدر ثابت ہوا کہ تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ کرنیسے کافر اور
مرتد ہی ذبیحہ بھی اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہی یعنے چونکہ ذبیحہ مرتد کا حرام اور میت ہوتا ہے اوسکی ارتداد کی باعث سے تو اس مرتد کا ذبیحہ بھی
ایسا ہی حرام اور میت ہی سبب ارتداد کی اور منذور اولیاء کا فاعل تقرب بطور عبادت الی اولیاء کہان کرتا ہی چنانچہ علامہ
شامی اور امام فضلی اور امام اسمٰعیل زاہد رحمہم سے اوپر گذر چکا ہے کہ مسلمان کی حال سے تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ کرنا
بعید ہی اور ہم ایسی بدگمانی مسلمان کی حق مین نہین کرتے ہین پس قول نیشاپوری سے بھی ہرگز کچھہ مطلب مولف ومجیب کا
ثابت نہین ہوتا ہے پس اس قول نیشاپوری کو پیش کرنا بھی سراسر نادانی وضلالت ہی اسکی بعد وہی عبارت فتاوی فقیہہ
ابی لیث رح کی ذکر کی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھر مصنفین اوسکو ملاحظہ فرمالین ہم پھر نقل کرتی ہین یہہ ہی (وفی
فتاوی ابی اللیث اوضح منہ قال الناذر لغیر اللہ ان قصد بالنذر التقرب الی غیر اللہ وظن انہ
یتصرف فی الامور کلہا دون اللہ فنذرہ باطل وارتدادہ ثابت وان قصد بالنذر التقرب
الی اللہ وایصال الثواب الی الاولیاء ویعلم انہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ویجعل الاولیاء
وسائل بینہ وبین اللہ فی حصول مقاصدہ فلا حرج فیہ وذبیحتہ حلال طیب) اس عبارت مین
تصریح ہی کہ ناذر لغیر اللہ اپنی نذر مین اگر تقرب الی غیر اللہ کا قصد اور نیت کرے اور یہہ گمان کرے کہ یہہ غیر اللہ ہی کل کامون مین
تصرف کرتا ہی اور خدا تعالی تصرف نہین کرتا ہی جب اوس ناذر لغیر اللہ کی نذر باطل ہوگی اور اوسکا مرتد ہونا ثابت ہوگا یہہ ہر
منصف مزاج جانتا ہی کہ کیسا ہی جاہل مسلمان ہو اوسکی نسبت بھی یہہ یقین بلکہ گمان غالب بھی نہین ہوتا ہی کہ وہ
اولیاء کو ہی متصرف جانتا ہے نہ خدا تعالی کو اور اگر ناذر لغیر اللہ اپنی نذر مین یہہ نیت کرے کہ تقرب تو اللہ کی ہی طرف ہی
فقط ایصال ثواب اولیاء کو ہے اور یہہ جانے کہ بغیر اذن اور ارادہ خدا تعالی کی کوئی ذرہ حرکت نہین کرسکتا ہے

اور اولیاء اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان اپنے مقاصد کا وسیلہ ٹھہراوے تو اس نذر نماز لغیر اللہ مین کچھہ حرج کسی قسم کا
نہین ہی اور اوسکا ذبیحہ حلال ہی نذر اولیاء اللہ جو اہل اسلام کرتے ہین تو ایسی ہی ہوتی ہی پس فقیہہ ابی لیث کے
قول سے نذر لغیر اللہ جو اولیاء کیواسطے مسلمان کرتی ہین اوسکا حلال طیب ہونا واضح ہی اس کو مغزی کو ذرا اہل
انصاف غور فرماوین کہ قول فقیہہ ابی اللیث سے تو بالتصریح مدعی و مطلب اہل سنت وجماعت بہت اچھی طرح
ثابت ہی اور یہہ مجیب اور مولف اسکو اپنی کور مغزی سے بالکل نہین سمجھتا ہی اس سے عدم جواز و حرمت نذر اولیاء اللہ کی
ثابت ہونا زعم کرتا ہے اس سفاہت کا کیا ٹھکانا ہی یہہ عبارت فقیہہ ابی لیث کی فتاوی کی نقل کرکے مولف و مجیب
صاحب فرماتی ہین (فماذا بعد الحق الا الضلال وھو الصواب وعلیہ عمل المشائخ من اھل السنۃ
والجماعۃ ومن شذ منھم شذ فی النار) یہہ بھی ہم اہل سنت وجماعت کو جو نذر اولیاء اللہ کو جس معنی کرکے مسلمان
کرتی ہین کہ وہ موافق قول فقیہہ ابی لیث کی حلال طیب ہے جائز کہتی ہین نافع ہی اور ہمارے طرفسے مولف اور مجیب وارد ہی
کیونکہ جب نذر اولیاء جو مسلمان کرتی ہین بقول فقیہہ ابی لیث حلال و طیب و حق ہوئی تو مولف اور مجیب اور وہابیہ کا
اسکو غیر حق اور حرام و نجس کہنا سوائے ضلال کی نہین ہی اور یہی نذر اولیاء اللہ جائز ہونا اور حلال طیب ہونا صواب ہے
اور ایسی نذر اولیاء اللہ کی جواز اور حلال ہونی عمل مشائخ اہل سنت وجماعت کا ہی جو اس سے جدا ہوا اور اوسکو
حرام و نجس جس نے جانا جیسا کہ مولف و مجیب تو جدا ہو کر آگ دوزخ مین ڈالا جاویگا اسکے بعد وہی مولف رسالہ ہذا اور
مجیب ہذا السوال نے وہی عبارت درمختار (ذبح لقدوم الامیر ونحوہ الخ) ذکر کی جس سے حرمت نذر اولیاء اللہ
ہرگز ثابت نہونا ہمنے اوپر بخوبی ذکر کر دیا ہے اور یہہ بھی بخوبی بیان کر دیا ہی کہ محققین کے نزدیک مذبوح لقدوم امیر
بھی حرام نہین ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہی حاجت اعادہ کی نہین ہے اور یہہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہی
کہ منذور اولیاء اللہ تعالیٰ کو مذبوح لقدوم امیر ونحوہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی اگر بالفرض عند المحققین
اوسکی حرمت ثابت ہو جاتی تب بھی منذور اولیاء اللہ تعالیٰ کی حرمت جسکا حلال طیب ہونا بقول فقیہہ ابی لیث
ثابت ہی کما مر آنفا ہرگز ثابت نہین ہو سکتی ہی اور نہ ثابت ہے پس جب مذبوح لقدوم امیر ونحوہ کی حرمت عند المحققین
مانند امام فضلی و امام اسمٰعیل ونحوہما کی نزدیک ثابت نہین تو جو چیز اوسپر مولف و مجیب غیر مصیب نے بغیر وصف جامع قیاس کی
ہی اوسکی حرمت نزدیک محققین کی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہو سکتی اسکے بعد جو رسالہ عربیہ مذکور مین
فتاوی قاضیخان وغیرہ کا حوالہ دیا ہی تو اون کتابون مین جو کلام ہے تو مذبوح لقدوم امیر ونحوہ کی بارہ مین ہی وہی تقریر
ہماری جو درمختار کی عبارت مین ہمنے کی ہی ان کتابونکی عبارات مین بھی جاری ہی پس اوس مسئلہ کی ان کتابون مین

مذکور ہونیسی یہہ لازم نہین آتا ہی کہ اوسپر قیاس کرنا نذر اولیا کو بہی جائز ہے اور نذر اولیاء اللہ کو جسکی حلت و طیبت
قول فقیہہ ابی لیث سی بہی ثابت ہی وہ مسئلہ مذبوح لقدوم امیر و نحوہ کی ان کتابونمین مذکور ہونیکی سبب سے حرام اور نجس ہے
اور مسئلہ حرمت مذبوح لقدوم امیر جو فی نفسہا عند المحققین غیر مقبول اور مخدوش بخدشات متعددہ ہی چنانچہ
اوپر معلوم ہو چکا ہے وہ ان کتب مین مذکور ہونیسی مقبول عند المحققین اور پاک صاف خدشاتسی اور قابل اعتماد نہین ہوا
جاتا ہے دیکہو حدیث رفعیدین کی بہت سی کتب معتبرہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہما مین موجود ہونیکی سبب سی یہہ لازم
نہین آتا ہی کہ اوس حدیث کا جو مرجوح یا منسوخ ہونا نزدیک ہمارے علماء محققین حنفیہ کی ثابت ہی وہ ان کتابون
معتبرہ مین مذکور ہونے اور محدثین اور شافعیہ کی اوسکو مقبول و معمول بہ جاننے سے ہماری علماء محققین کی نزدیک بہی وہ
حدیث رفعیدین کی مقبول و معمول بہ نہین ہوئی جاتی ہے ایسا ہی یہہ مسئلہ مذبوح لقدوم امیر بہی جاننا چاہیے
کہ ان کتابونمین مذکور ہونیسی نزدیک محققین حنفیہ کی یہہ مقبول نہین ہوا جاتا ہے اور خدشات مذکورہ سی بغیر اقامت
ادلہ قاطعہ کی اونکی رفع پر پاک و صاف نہین ہوا جاتا ہے اور اوسپر قیاس منذور اولیاء کو کرنا صحیح نہین ہوا جاتا ہی
اور اسمین تعظیم لامیر بالفرض والتقدیر پائی جانیسی منذور اولیاء کا ذبح کرنا بہی واسطے تعظیم اولیاء اللہ کی علی وجہ
العبادۃ لازم نہین آتا ہے پس ان کتب کا حوالہ بہی اس غرض سی دینا کہ منذور اولیاء اللہ کی حرمت ثابت ہو جاوے
جہالت اور سفاہت ہی خدا تعالی ایسی شقاوت اور ضلالت سی مسلمانونکو بچاوی جو خواہ مخواہ حلال کو حرام بناوین جیسا
کہ مولف و مجیب اور وہابیہ بناتی ہین اور اعتقاد عوام کا بگاڑتی ہین اور اونکو گمراہ کرتی ہین اور مجیب غیر مصیب نے جو صاحب تفسیر
احمدی کی منہیہ کی نسبت یہہ کہا ہے (ففیہ رجوع الی الحق) جس سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مجیب جاہل کے
خیال مین یہہ ہی کہ تفسیر احمدی مین جو بقرہ منذور اولیاء کو حلال طیب لکہا ہی وہ حق نہین ہی اور منہیہ مین اوس سے
رجوع کی ہی یہہ سراسر جہالت ہے منہیہ مین اوس سی رجوع ہرگز نہین کی ہے بلکہ منہیہ مین اوس اعتراض کا دفع ہی
جو بادی الرای مین تفسیر احمدی کی عبارت پر واقع ہوتا تہا چنانچہ ہمارے اقوال سابقہ سی اسی بحث مین گذر چکا ہے
یہانتک مولف کی اوس رسالہ کا جس پر مولف کو بڑا فخر تہا قلع قمع بخوبی ہو گیا اور تمام دہوکہی اور فریب اور مکر اور دغا
بازیون اور جہالات کا انکشاف ہو گیا اور خدا تعالی نے اظہار حق اور ابطال باطل کرا دیا فالحمد للہ علی ذلک عجب نہین
کہ مولف یا کوئی دوسرا ہم مشرب مولف کا وہابیہ مین سے عوام کالانعام کو یہہ دہوکہ دیوی کہ دیکہو نذر غیر اللہ کو کتب
معتبرہ مین حرام اور باطل بالاجماع لکہا ہی چنانچہ درمختار مین قبیل باب الاعتکاف کی ہے واعلم ان النذر الذی
یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام

الکرام تقرباً الیہم فھو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفہا لفقراء الانام ایسی ہی عالمگیریہ وغیرہا مین بہی ہے
پس جانور جو نذر اولیاء کی ہو وہ بہی نذر غیر اللہ کی ہے وہ بہی حرام اور باطل بالاجماع ہی تو جواب اس دھوکہ مولف کا یہہ ہے
کہ ہم اہل سنت وجماعت اسطرحکی نذر کو واسطے غیر اللہ اولیاء وغیرہ کی جیسے کہ کتب معتبرہ مین حرام اور باطل بالاجماع لکھی ہے
جائز ہرگز نہین کہتی ہین بلکہ ہم بہی ایسی نذر کو حرام اور باطل بالاجماع کہتی ہین لکن وہ نذر جو بالاجماع حرام اور باطل کتب
معتبرہ مین لکھی ہی وہ وہ ہے جو بطور تقرب کی طرف غیر اللہ کی کی جاوے چنانچہ اسی عبارت درمختار مین جس نذر کو
حرام اور باطل بالاجماع لکھا ہے اوسمین یہہ قید تقرب کی طرف اولیاء اللہ کی لگائی ہی چنانچہ اوپر جو عبارت گذری
اوسمین یہہ قید باین الفاظ (تقرباً الیہم) لگائی ہوئی موجود ہے اگر بغیر اس قید کی بہی نذر اولیاء حرام اور باطل ہوتی
تو اس قید کی لگانیکی ضرورت نہوتی پس واضح ہی کہ نذر اولیاء کا حرام اور باطل ہونا بالاجماع فقط اوسی وقت ہی
جب نذر بطور تقرب الی الاولیاء کی جاوے ورنہ نہین ہی اور اس تقرب سی تقرب عبادت کی طور پر ہونا مراد ہے
جسکے سبب سے نذر عبادت ہو جاوے اور وہ نذر مراد ہی کہ جو اس گمان پر کی جاوی کہ مثلاً اولیاء اللہ جنکی نذر کی ہی
وہی امور مین تصرف کرتی ہین نہ خدا تعالی جب اوس نذر حرام اور باطل بالاجماع سے وہ نذر مراد ہوئی جو ان
قیود کی ساتھہ ہی اور یہہ قیود علت وسبب ووجہ اوسکی حرمت وبطلان بالاجماع کی ہین تو علامہ شامی نے
ایسی نذر کی حرمت وبطلان بالاجماع مین بہی قیود ذکر کی ہین اگر وہ نذر بہی حرام اور باطل ہوتی جس مین
قیود نہون تو علامہ شامی کا ان قیود کو علت وسبب ووجہ حرمت وبطلان بالاجماع ٹھہرانا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے یہہ جب ہی صحیح ہو سکتا ہی کہ جب یہہ قیود اوس نذر مین جو حرام وباطل بالاجماع ہی موجود ہون
عبارت علامہ شامی کی یہہ ہی قولہ باطل وحرام) لوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق
لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنہا
انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقاد ذلک کفر اللہم الا ان قال
باللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم
الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری
حصیر المساجدہم او زیتا لوقودہا او دراہم لمن یقوم بشعائرہا الی غیر ذلک مما یکون
فیہ نفع للفقراء والنذر للہ عز وجل وذکر الشیخ انما ہو یحل لصرف النذر لمستحقیہ
القاطنین بربط او مسجدہ فیجوز بہذا الاعتبار انتہی بقدر الحاجۃ پس بخوبی واضح ولائح ہی

کہ جس نذر کو علماء معتبرین نی کتب معتبرہ مین سے حرام اور باطل بالاجماع فرمایا ہی تو وہ وہی نذر ہے جسمین تقرب طرف
غیر اللہ اور مخلوق کی بطور عبادت کی پایا جاوی اور مخلوق اور غیر اللہ کو ہی متصرف جاننا جاوے اور خدا تعالی کو متصرف
نہ جاننا اوسمین پایا جاوے پس یہہ نذر اور چیز ہی اور جسکو ہم اہل سنت وجماعت جائز کہتی ہین وہ وہ نذر ہے
جو تقرب الی المخلوق علی وجہ العبادۃ سے پاک وصاف ہی اور مخلوق کو متصرف حقیقی جاننی اور خدا تعالی کو متصرف
امور مین سنجاننی سے خالی ہی بلکہ یہہ نذر نذر اللہ کی ہے اور ایصال ثواب اولیاء اوس سی مراد ہے بنا بر فقط
محاورہ عرف کی اسکو نذر اولیاء کہا جاتا ہے اور ادنی مناسبت سی اوس نذر کی نسبت اور اضافت اولیاء کیطرف
کی جاتی ہے اور وہ مناسبت یہہ ہی کہ اوسمین ایصال ثواب اولیاء اللہ کو ہی ورنہ فی الحقیقۃ وہ نذر اللہ کی ہی نہ اولیاء کی
مولف اور دیگر وہابیہ نکتۂ عرفیہ سے ناواقف ہین نذر اولیاء اللہ مین نذر کی لفظ کو مضاف طرف اولیاء کی دیکھکر
مانند حمار وحشی گھبرائی اور گانی لگے کہ یہہ نذر مخلوق کی ہی اور نذر عبادت ہوتی ہی تو مجوزین نی عبادت مخلوق کو جائز
کردی ہے اور اپنی اس جہالت پر نزاع لفظی کرنیلگے اور نذر اولیاء جو باین معنی ہی جو مذکور ہوئی اوسکو حرام بلکہ
کفر وشرک اپنی جہالت سی بکنی لگے اور مسلمانونپر اپنی حماقت سی حکم کفر اور ارتداد جاری کرنی لگے اور خود مستحق کفر
اور ارتداد کی حکم کی ہوگئی اور علی الاطلاق نذر اولیاء کو منع کرنی لگے بلا بیان تفصیل کی یہہ تمام ان حمقاء کی جہالت کا
ثمرہ ہی اگر جہال وعوام کی بداعتقادی کا خوف کسی خیر خواہ اسلام کو دامنگیر ہو اور ایسا وہم وشک ہو کہ بعض عوام
وجہال کہین اولیاء اللہ کو متصرف حقیقی جانکر بطور عبادت تقرب الی الاولیاء نذر اولیاء سے کہین مراد نہ لینی لگین
تو اوسکی یہہ سبیل اور راہ ہے کہ جب کبھی نذر اولیاء اللہ کا ذکر ایسی لوگ کرین تو خیر خواہ اسلام کو چاہئی کہ دونون
صورتین نذر کی کہ ایک جائز باین صورت دوسری ناجائز بآن حالت ہی جنکا ذکر اوپر ہوا بیان کردیا کری تاکہ وہ عوام
اور جہال قباحت وشناعت مین پڑنی سی بے خوف ہون جیسی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ نی حجر اسود کا بوسہ لینی کے
حق مین لوگونکی سامنے فرمایا کہ مین اسواسطے بوسہ لیتا ہون کہ آنحضرت صلعم نی لیا ہی ورنہ یہہ ایک پتھر ہے کچھہ نفع ونقصان
نہین پہنچا سکتا ہی مین آنحضرت صلعم کو بوسہ لیتی نہ دیکھتا تو نہ لیتا اور یہہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی نکیا کہ بالکل بوسہ حجر اسود کو
اس خوف سی منع کردین کہ لوگ معبود نہ جاننی لگین مانند بتونکے پس مولف اور وہابیہ خیر خواہ اسلام کی ہوتی تو اسیطرح کرتی
کہ نذر اولیاء کرنی والے عوام کی روبرو دو قسمین نذر اولیاء کی جائز وناجائز اونکو قسم ناجائز سے بچانی کے
واسطے بیان کرتی نہ یہہ کہ علی الاطلاق نذر اولیاء اللہ کو منع کرتے پس ان لوگون کا خیر خواہ اسلام
واہل حق نہونا واضح ہی بلکہ انکا بدخواہ اسلام ہونا لائح ہی کہ قسم جائز وحلال کو بھی حرام اعتقاد کراتی ہین عوام سی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

لاحول ولاقوۃ الا باللہ اب رہی یہ بات کہ رسالہ عربیہ پر یعنی استفتاء اہل سورت وجواب اہل مکہ معظمہ جسکا نام ہی اوسپر کسی شخص اہل مکہ
وغیرہ کی مہرین ہین تو اسکا حال یہہ ہے کہ سوال مین سائل نے یہ چالاکی اور فریب کیا ہی کہ اسمین عفریت اور جن کو بھی سا تہ نبی وولی کے
ذکر کیا ہی عفریت وجن کے ذکر کرنیکے قرینہ سے جس کسی مرد نیکبخت ومتقی ومفتی صالح نے اسپر مہر کی ہی تو یہ خیال کرکے کی ہی کہ کوئی
مسلمان تو بھوت پلید کی نذر کرتا ہی نہین ہی کفار جو آشکارا کفر کرتے ہین اونھین کا یہ کام ہی تو وہ تو بھوت وپلید وجن کو معبود ہی
جانکر نذر کرتے ہین ایسے ہی کوئی نبی وولی کو بھی معبود جانکر کرے تو اوسکی ہی حال سے سوال ہی نہ اوسکے حال سے کہ نذر ولی دینے
سے نذر اللہ تعالے اور ایصال ثواب ولی ونبی کی روح پر مراد لی اور جواب کو بھی انھون نے ایسے ہی شخص کے حق مین خیال کیا ہی جو
بھوت وپلید ونبی وولی کی نذر اونکو معبود جانکر کرے اس خیال سے انھون نے مہر کردی ہی یعنے انھون نے یہہ دھوکہ کھاکر مہر کی ہی کہ
سائل ومجیب دونون اس شخص کے حال سے بحث کرتے ہین جو نذر بطور عبادت کے تقرب طرف غیر اللہ تعالے کے کرتا ہی اور فریبیون
مانند مؤلف نے علی الاطلاق اوسکو قرار دیکر عوام وجہال مین مشہور کردیا ہی کہ مطلقاً نذر اولیاء اللہ تعالے حرام ہی اور کرنیوالا مرتد
ہی یہہ فریب وغابازی کرنا مؤلف جیسے کا معلوم ہوتا ہی پھر اوسپر مؤلف صاحب بڑی چڑھکر بولتے ہین کہ (اب اشتہار مولوی
توبہ اور حکیم حسن خان اور رامپور والونکا بلا تردد ساقط الاعتبار بل بے اعتبار ہی) چوری اور سرزوری اسی کو کہتے ہین ذرا سا بھی
جس کسی کو شعور ہی تو وہ جانتا ہی کہ جو کچھ عبارات اس رسالہ اور دوسرے دونون رسالونمین مؤلف نے ذکر کی ہین کسی سے بھی مدعی مؤلف
کا کہ علی الاطلاق نذر غیر اللہ کا حرام ہوتا ہی اور فاعل کا مرتد ہونا ہی ہرگز حاصل نہین ہی پھر اشتہار مولوی توبہ اور حکیم حسن خان
اور رامپور والونکا کیونکر ساقط الاعتبار ہوسکتا ہی مؤلف اپنی شرمندگی مٹانے کو اور وہابیہ جہال کو خوش کرنیکو فقط اپنے منہ
میان مٹھو بنکر اشتہار کو ساقط الاعتبار کہتا ہی وہ تو اشتہار ویسے ہی اپنی جائے پر برقرار وزینت بخش ہی اور کیونکر وہ اشتہار اپنی
جائے پر برقرار نہوا اسواسطے کہ اوسمین اثبات ایسے جانور کی حلت کا ذکر ہی کہ جسکے فاعل نے نہ تو وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام ہی
طرح سے لیا ہی کہ جو موجب حرمت ہو اور نہ اوس جانور کے ذبح مین تقرب بطور عبادت الی غیر اللہ اوسنے کیا ہی اور ایسے جانور
کی حرمت کسی دلیل شرعی سے ہرگز ثابت نہین ہی اور نہ اون تفاسیر واحادیث واقوال علما سے اوسکا حرام ہونا ثابت ہی جو اس
مؤلف نے اپنے تینون رسائل مین ذکر کئے ہین اور اون مواہیر مذکورہ کے بارہ مین ہمارے طرف سے گفتگو دوسری وجہ سے یہہ ہی کہ خود
یہہ مؤلف اپنے رسالہ قدوۃ الخرافات جو اسکے زعم فاسد مین عمدۃ النکات ہی اوسکے صفحہ ۱۱ مین واسطے اعتبار مواہیر اون علماء کے
جنھون نے تحفہ رفاعیہ پر مواہیر کی ہین یہہ لکھتا ہی (وہ کون ہی علما مشہور ہے جسنے گواہی لکھی تحفۃ الرفاعیہ پر اور حال آنکہ
علماء بمبئی کو مین پہچانتا ہون اور حال سورت والونکا بھی پس چاہیے ظاہر کرے نام اوس مشہور عالم کا اوسکے والد ماجد کے
نام کو ساتھ اور کسکا شاگرد اور کس سے اوسنے علم حاصل کیا اور کس سے پائی سند حدیث شریف کی اگرچہ اجازت کے طور پر

ہرگز نہین ہوسکتا ہی

اثبات عدم

ہو) اور اسی صفحہ مین یہہ بھی مؤلف نے کہا ہی (اس زمانہ مین اکثر عالم مہر کردیا کرتے ہین فتوونپر واسطے طمع دنیا کے اور واسطے
اپنی شہرت کے بعض تو ایسے بھی ہوتے ہین کہ نہین جانتے کہ اسمین حق لکھا ہی یا ناحق اور بعضے تو فتوی لکھنے والے کے بھروسہ
مہر کردیا کرتے ہین اور بعضے ایک دوسری کی پیروی پر اور بعضے ملاحظے کے مارے اور بعضے خوشامدی کے روسے اور بعضے
ساتھ بے پرواہی کے یعنے صحیح ہو یا غلط مہر کرتے وقت کچھ حق و ناحق کی پرواہ نہین کرکے مہر یا صحیح کردیتے ہین چنانچہ یہہ
اس زمانہ مین دیکھا جاتا ہی) اس عبارت مؤلف سے ظاہر و باہر ہی کہ جسکے مقابلہ مین مواہیر کسی فتوی و رسالہ پر کرائے جاوین
تو اسکے نزدیک اُن مہر کرنیوالے علماء کا مشہور ہونا اور انکے نام مع اونکے والد و نکے نام کے معلوم ہونا ضرور ہی کہ یہہ بھی
اوسکو معلوم ہوجاوے کہ وہ کسکے شاگرد ہین اور کس سے علم حاصل کیا اور کس سے سند حدیث حاصل کی ہی یعنی مؤلف کی زعم
مین ان تمام باتونکا معلوم ہونا بہ نسبت اوس شخص کے ضرور ہی جسکے مقابلہ مین وہ فتوے یا رسالہ ہی اگر یہ تمام امور اوسکے نزدیک
معلوم نہون تو اون مواہیر کا اعتبار نہین ہی پس اسیطرح سے ہماری طرف سے اُن مواہیر و دستخط کا جواب ہی جو مؤلف کے اس
رسالہ عربیہ پر ہین جب مؤلف اون تمام مہرون اور صحیح کرنیوالونکی یہ تمام باتین ہمارے نزدیک ثابت کریگا تو مواہیر معتبر ہرگز
نہین ہین اور بعد ثبوت اُن امور کی بھی مہرون و صحیحونکا معتبر ہونا مؤلف کی زعم کے موافق ثابت نہین ہوا جاتا ہی کیونکہ مؤلف
کی آخر عبارت سے روشن ہوا ہی کہ اس زمانہ کی اکثر عالمونکے مہرون و صحیحون کا اعتبار اسواسطے نہین ہی کہ مؤلف خود بیان کرتا ہی کہ
بعضے طمع دنیا سے کرتے ہین اور بعضے شہرت کیواسطے اور بعضے مین لیاقت حق و ناحق پہچاننے کی نہین ہوتی ہی اور بعضے
فتوی لکھنے والے کے بھروسہ پر کردیتے ہین اور بعضے ایک دوسرے کی پیروی سے کرتے ہین اور بعضے ملاحظے کے مارے اور
بعضے خوشامد کے سبب سے اور بعضے حق و ناحق ہونیکی پرواہ نہین کرتے ہین صحیح یا مہر کردیتے ہین ایسے ہی مؤلف کو ہماری
طرف سے اپنے مہرونکے جواب مین سمجھنا چاہئے کہ مؤلف کے رسالہ پر مہرین کرنیوالے بھی ایسے ہین کیونکہ وہ بھی اسی زمانہ کی عالم ہین
اور اس زمانہ کے عالمونمین جن وجوہ کے سبب سے اعتبار اونکے مہرون و دستخط کا نہین ہی مؤلف کے نزدیک وہ وجوہ مین پھر مؤلف
کی سراسر جہالت ہی کہ اوسنے ہمارے مقابلہ مین اُن مواہیر کو پیش کیا اور حالانکہ اوسکے ہی قول سے ایسے مواہیر کا غیر معتبر ہونا فی الواقع
ثابت ہوا اس سے یہہ بھی ایک بات حاصل ہوئی کہ مؤلف کے نزدیک جو امر واقعی نہین ہوتا ہی اوسکو بھی مؤلف اپنے خصم کے مقابلہ
مین پیش کردیتا ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ خود لکھتا ہی کہ (علماء بمبئی کو مین پہچانتا ہون اور سورت والونکو بھی) چنانچہ مؤلف کا یہہ
قول رسالہ قدوۃ الخرافات کے صفحہ ۱۱۲ سے اوپر ابھی گذرا ہی جس سے واضح و لائح ہی کہ مؤلف کے نزدیک بمبئی اور سورت مین کوئی
ایسا عالم نہین جسکے مہر و دستخط کا اعتبار ہو اور پھر بھی اپنے اوس رسالہ عربیہ پر جو قدوۃ الخرافات کے آخر مین مضموم ہے
مہرین اور دستخط سورت والونکی بھی اس مؤلف نے کرائی ہین اور انکی مہرین اور دستخط معتبر قرار دینے کیواسطے ہر ایک کو

مولینا مولوی کرکے لکھا قال مولینا مولوی محمد کاظم - قال مولینا مولوی محمد بن محمد بن ہاشم و علی ہذا القیاس دوسرونکو بھی
ایسا ہی لکھا ہی اب اس مولف ہٹ دہرم سے کوئی مسلمان کہے کہ تو تو خود سورت والونکو عالم نہین جانتا ہی تو نے فریب دینے
کو مولینا مولوی کرکے اب سورت والونکو کیون لکھا ہی جب تیرے مدعی کے خلاف پر مہرین ہوئین ان لوگون کی تو تو نے سورت والے
اور علمار بمبئی اور دیگر علمار اس زمانہ کو غیر معتبر بنایا اور جب تیرے مدعی اور مطلب پر انھون نے مہرین و دستخط کردین تو اب تو نے
اونکو معتبر و مولینا مولوی قرار دیدیا یہ فریب و غبازی دین مین ہوئی یا نہین پس تیرے قول و فعل و عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی
مثل مشہور ہی - بک رہا ہی جنون مین کیا کیا کچھ نہ سمجھ خدا کرے کوئی - پس مولف کی مہرون اور دستخط کرائے ہوئے کا مولف
کے قول سے غیر معتبر ہونا ثابت ہی اب تیسری وجہ گفتگو کی ہمارے طرف سے مواہیر کے بارہ مین یہ ہی کہ جس رسالہ کو جواب
مفتیان مکہ معظمہ قرار دیا ہی مولف نے تو اسمین فریب یہ کیا ہی کہ عوام لوگ یہہ دہوکہ کھاوین کہ اوسکے آخر مین جو مواہیر
ہین تو مکہ معظمہ کے اُن علمار کے ہین جو مفتی ہین اور وہ تمام مفتی مکہ معظمہ کے ہی ہین اور حالانکہ یہ تمام غلط و دہوکہ دہی مولف
کی ہی فقط مفتی صالح تو اول مفتی مکہ تھے اب نہین ہین اونکی مہر کو تو خیر مفتی کی مہر کوئی تسلیم کرسکتا ہی باقی دوسری ایک احمد مکی
لکھے ہین وہ مفتی نہین اور محمد نواب والیتی ہین اور عارف خان بخاری ہین محمد اویس اور عبد الحق شریفی معلوم نہین کون ہین
اور ایک محمد محسن رفوگر بھی کوئی مجہول ہین ان تمام کو ان حضرت نے مفتیان مکہ کے ساتھ صیغہ جمع کی بیان کیا اور سب کو مکی
بنا دیا اور معلوم نہین اسمین فریب باطن کیا کیا ہی پس یہ جواب جواب مفتیان مکہ معظمہ نہونا ثابت ہوا اور خود اسی رسالہ مولف
کا غیر معتبر ہونا واضح ہوگیا اسی گھمنڈ پر اشتہار مولوی توبہ و حکیم حسن خان و رامپور والون کو ساقط الاعتبار و بے اعتبار
قرار دینا بلا شبہ بنا بر فاسد علی الفاسد ہوا اب رہا حال عبارت تفسیر عزیزی کا جو وہابیہ کی بہت بڑی دلیل ہی تو اوسکا حال
یہ ہی کہ اونکے ہمعصرون نے ہی اونکے یعنے صاحب تفسیر عزیزی کی عبارت کو رد کردیا ہی اور اوسکے اجوبہ شافیہ دیئے ہین اور ایک
ایک مولوی خلیل الرحمن صاحب رامپوری مرحوم بھی ہین چنانچہ اونکا رسالہ مطبوع بمبئی ۱۲۵۹ ہجری کا جسکو اب ۱۳۱۱ ہجری ہین اکاون سال کا عرصہ ہوا بندہ راقم الحروف کی پاس موجود ہی اس رسالہ مین اول ثبوت متنازع فیہ کرکے پھر عبارت
تفسیر عزیزی کو جو متنازع فیہ سے متعلق ہی نقل کی اور اوسکے بعد اوسکا رد لکھا ہی وہ رسالہ فارسی مین ہی اوسکا مطلب کچھ کچھ
اردو مین راقم الحروف نقل کریگا تاکہ اردو دان کو بھی تفسیر عزیزی کی قول کا حال معلوم ہوجاوے لیکن عبارت فارسی تفسیر عزیزی
کی بھی نقل کرنا اس محل مین مناسب تر ہی وہ یہ ہی ما اہل بہ یعنی و دیگران جانور کہ آوردہ و شہرہ دادہ شدہ در حق آن
جانور کہ لغیر اللہ یعنی برای غیر خدا است خواہ غیریت باشد یا روحی خبیث کہ بطریق بھوک بنام او بدہند خواہ جنی مسلط بر خانہ
یا سرای کہ بدون دادن جانور از ایذا رسکنہ آنجا دست بردار نشود یا توپ کہ روانہ کردن مذہد خواہ پیرے یا پیغمبرے را بابن وضع

نقل عبارت تفسیر عزیزی

جانوری زنده مقرر کرده دهند که انهمه حرام است و در حدیث صحیح وارد است که ملعون من ذبح لغیر الله یعنی
بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواه در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نه زیرا که چون شهره داد که این جانور برای
فلانیست و ذکر نام خدا وقت ذبح فائده نکرد که آن جانور منسوب بآن غیر گشت و خبثی دران پیدا گشت که زیاده از خبث مردار است زیرا که مردار
بی ذکر نام خدا جان داده است و جان این جانور را از آن غیر خدا قرار داده کشته اند و آن عین شرک است و هرگاهیکه این خبث
در وی سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمیشود مانند سگ و خوک اگر بنام خدا ذبح شود حلال نمیگردد و گفته این مسئله
آنست که جان را برای غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و ماکولات و مشروبات و دیگر اموال را نیز اگرچه اراده تقرب
لغیر الله دادن حرام و شرک است اما ثواب چیزها را که عاید بدهنده میشود از آن غیر ساختن جایز است زیرا که انسان را رسد
که ثواب عمل خود را بغیر بخشد چنانچه میرسد که مال خود را بغیر خود بدهد و جان جانور مملوک آدمی نیست تا او را بکسی نتواند بخشید و نیز
دادن مال باین جهت مستوجب ثواب است که آدمیان بوی منتفع میشوند و چون مرده ها بعد از مفارقت این جهان قابل
انتفاع بعین مال نمانده اند طریق نفع بآنها عائد سازند و جان جانور اصلا قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی
نیز قابل انتفاع نباشد آری اضحیه از طرف مرده کردن در حدیث صحیح آمده است لیکن معنیش همین است که دادن جان
برای خدا ثوابیکه دارد برای آن بخشیده شود نه آنکه ذبح برای مرده کرده آید و بعضی جهال مسلمین در ینمقام کجفهمی میکنند و میگویند
که گوشت را نخته بنام مرده ها دادن بلاشبه جایز است و ما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مرده همین قدر قصد مینمائیم برای
فهمانیدن ایشان یک نکته کافی است که بایشان باید گفت هرگاهیکه شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا میکنید اگر عوض
آن جانور گوشت همین مقدار خریده و نخته بفقرا بخورانید در ذهن شما آن نذر ادا میشود یا نه اگر میشود راست میگوئید که
مقصود شما از ذبح غیر از گوشت خورانیدن برای ثواب آن مرده نبود و الا تقرب بذبح او کرده آید و شرک صریح لازم می آید
این لفظ اهل که در چهار جا از قرآن مجید وارد شده تامل باید کرد که ما اهل به لغیر الله فرموده اند نه ما ذبح باسم
غیر الله پس ذبح کردن بنام خدا همراه شهره دادن و آواز بر آوردن بانگ فلانی گاو برای فلانی میکنید هیچ فائده نمیکند و گوشت
آن جانور حلال نمیگردد و ما اهل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف است هرگز اهلال در لغت عرب و عرف آن دیار
و یا دران وقت بمعنی ذبح کردن نیامده و بهیچ شعر و بهیچ عبارت بلکه اهلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شهره دادن
است چنانچه اهلال هلال و اهلال طفل نوتولد و اهلال بمعنی تلبیه حج و غیر ذلک مستعمل است و اگر کسی بگوید که اهلت لله هرگز
معنی ذبحت لله فهمیده نخواهد شد و نیز اگر اهل را بر ذبح حمل کرده شود پس ذبح لغیر الله مراد خواهد شد ذبح باسم غیر الله از
کجا فهمیده شود تا مدعای این مردم حاصل شود پس درین عبارت اهلال را بمعنی ذبح گرفتن باز لغیر الله را بجای باسم

غیر اللہ ساختن قریب بتحریف کلام الٰہی میرسد در تفسیر نیشاپوری میگوید اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد
بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی و کافران در جاہلیت در وقت برآمدن
از خانہ در راہ بنام بتان آواز میکردند و چون بمکہ معظمہ میرسیدند طواف خانہ کعبہ مینمودند این طواف ایشان بخانہ خدا سرگزاز
ایشان مقبول نبود و لہذا حکم شد کہ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا پس درینجا نیز چون آواز برآوردند و شہرہ دادند کہ این
جانور از فلانی است و بنام اوست و برای او میکنیم در وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانیدن اصلا موجب ترتب علیت نگشت
و سرش آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہرگونہ کہ مقرر متعین است برای رسانیدن جان جانور برای ہر کہ منظور باشد
چنانچہ الحمد و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح خواہ بقصد رسانیدن ثواب
بآن ارواح نمایند یا بقصد تقرب و دفع شر و چاپلوسی و تملق آرے ذکر نام خدا بر آن جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب
بغیر خدا از دل دور کردہ و خلاف این شہرہ و آواز دیگر دہد کہ ما ازین کار برگشتیم انتہی۔ اسقدر عبارت تفسیر عزیزی کی فاضل
رامپوری مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم نے نقل کرکے جواب اسکے دیے ہین فاضل رامپوری کا رسالہ بھی فارسی مین ہی
اسکا مطلب اردو مین ہم نقل کرتے ہین چنانچہ فاضل رامپوری بعد نقل عبارت تفسیر مذکور کے لکھتے ہین کہ مخفی نرہے کہ
مراد ما اہل بہ لغیر اللہ سے بموجب کتب تفاسیر کے چنانچہ مفصل معلوم ہوگا وہ جانور ہی جو بنام غیر خدا ذبح کیا گیا ہو اور نا اہل
بہ لغیر اللہ کی یہہ تفسیر کرنا کہ وہ جانور ہی کہ جسپر آواز دیا جاوے اور شہرہ دیا جاوے واسطے غیر خدا کے اگرچہ وقت
ذبح کے نام خدا کا اوسپر لیوین (جیسا کہ عبارت تفسیر عزیزی سے معلوم و مفہوم ہی) یہہ تفسیر ما اہل بہ کے مخالف تفاسیر کے ہی
اور وہ جو کہا ہی (شاہ عبد العزیز نے اسی عبارت تفسیر عزیزی مین) کہ جب یہہ شہرہ دیا کہ یہہ جانور واسطے فلانے کے ہی
تو جانور وقت ذبح کے نام خدا تعالی کا ذکر کرنے سے حلال نہین ہوتا ہی جیسا کہ کتا اور سور نام خدا تعالی کے ساتھ
ذبح کرنیسے حلال نہین ہوتا ہی (اوسکا جواب فاضل رامپوری کیطرف سے یہہ ہی) کہ ٹھہرانا جانور کا ساتھ نام غیر خدا تعالی کے
اس امر مین ہرگز معتبر فی الشرع نہین ہی کہ اس ٹھہرانیکے سبب سے وہ جانور حرام ہوجاوے بلکہ یہہ جانور غیر کا اگر کوئی فی الواقع
قرار دے تو یہہ قرار دینا تقول باطل اور افترا خدا تعالی پر ہی لقولہ تعالی قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون پس اس افترا
سے کیونکر خبث جانور مین اسطرحکا پیدا ہوجاویگا کہ وقت ذبح کے ساتھ نام خدا تعالی کے مسلم صحیح الاسلام جو لیاقت اور
اہلیت ذبح کرنیکی رکھتا ہو اور ساتھ شرائط ذبح کے اور موافق قاعدہ شرع کے ساتھ ذکر خالص نام خدا تعالی عز و جل کے ذبح
کرے تو حلال نہووے (بلاشبہ یہہ کہنا فاضل رامپوری کا بہت درست و بجا ہی کہ تقول باطل اور افترا سے خبث اسطرح کا جانور
مین ہرگز پیدا نہین ہوتا ہی کہ وہ جانور حرام ہوجاوے چنانچہ راقم الحروف کی اقوال مین بھی اوپر گذر چکا ہی کہ سائبہ و بحیرہ کو

کو بھی تقول باطل وافترا سے کفار بتون کی طرف منسوب کرتے تھے اور بتونکے نام سے وہ مشہور ہوتے تھے باوجود اسکے سائبہ
اور بحیرہ کے حق مین خدا تعالی نے فرمایا ہے یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا اگر غیر خدا تعالے
کیطرف منسوب کرنیسے خبث آجاتا تو خدا تعالی حلال طیب نہ فرماتا بلکہ اسطرح فرماتا کہ غیر خدا تعالی کے نام پر مشہور کرکے
اور غیر اللہ کیطرف منسوب کرکے جانورونمین خبث مت پیدا کرو اور فرماتا کہ ایسے جانور حرام ہین اونکو ہرگز مت کھاؤ اور
حالانکہ معاملہ بالعکس ہے کہ خدا تعالے نے اونکے کھانیکو فرمایا اور حلال اور طیب کہا پس زعم صاحب تفسیر عزیزی ساقط و باطل
ہے) اور وہ جو کہا ہے (شاہ عبد العزیز صاحب نے) کہ جب جانور منسوب طرف غیر خدا کے ہوگیا تو اوس جانور مین مردار سے زیادہ
خبث پیدا ہوگیا اسلئے کہ مردار نے بغیر ذکر نام خدا تعالی کے جان دی ہے اور اس جانور کی جان کو ملک غیر خدا تعالی کی
قرار دیکر قتل کیا ہے اور یہہ عین شرک ہے) اس کلام (شاہ عبد العزیز صاحب) مین بھی نظر اور اعتراض ہے تفصیل اوس
نظر اور اعتراض کی یہہ ہے کہ اس جانور قتل کرنیسے وہ قتل کرنا جو اس قول مین مذکور ہے کہ (اس جانور کو ملک غیر خدا کی قرار
دیکر قتل کیا ہے اور یہہ عین شرک ہے) کیا مراد ہے یا تو یہہ مراد ہے کہ بغیر ذکر نام خدا تعالی کے اوسپر اوسکو قتل کیا ہے یا قتل کرنیسے قتل
کرنا ساتھ نام خدا تعالے کے مراد ہے پس اگر مراد شق اول مراد ہے تو یہہ جانور اسصورت مین مذبوح ساتھ خدا تعالی کے
نہین ہوا ہے نہ یہہ کہ نام خدا تعالے نے فائدہ نہین کیا ہے اور دعوی یہی تھا کہ نام خدا تعالے کا ذکر کرنا وقت ذبح کے جانور پر
فائدہ نہین کرتا ہے اور اسکے سبب سے وہ جانور حلال نہین ہوتا پس جو دعوے تھا اوسکا ثبوت دلیل سے نہوا اور اگر مراد شق ثانی
ہے یعنے قتل کرنے جانور سے مراد قول مذکور مین قتل کرنا ساتھ ذکر نام خدا تعالی کے ہے تو تقریر کلام (شاہ صاحب) کی اسطرح
ہے کہ جان اس جانور کی ملک غیر خدا کی قرار دیکر ساتھ ذکر نام خدا تعالے کے اس جانور کو قتل کیا ہے اور وہ عین شرک و موجب
خبث لعینہ ہے جیسا کہ کتا اور سور اور جب اس خبث نے اس جانور مین سرایت کی تو اب ساتھ ذکر نام خدا تعالی کے حلال ہوگا
جیسا کہ کتا اور سور خدا تعالی کے نام کے ساتھ ذبح کرنیسے حلال نہین ہوتا ہے اس تقریر کلام مین یہہ نظر اور یہہ اعتراض اولا
ہے کہ ہونا اوسکا عین شرک اور موجب خبث کا مشرک مین ہوتا ہے جو موصوف ساتھ اس شرک کے ہے قال اللہ تعالی انما المشرکون
نجس یہہ شرک موجب خبث کا ان طیبات مین نہین ہے جو خدا تعالے نے اپنے بندونکے واسطے پیدا کئے ہین یہہ اعتقاد
رکھنا کہ شرک سے طیبات بھی حرام ہوجاتے ہین اتباع خطوات الشیطان کی ہے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے یاایھا الناس
کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء
والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون (بیان اس آیت کا بالتفصیل اوپر راقم الحروف کے اقوال مین
گذر چکا ہے فتذکر) اور ثانیا اعتراض اور نظر اوس کلام شاہ صاحب مین یہہ ہے کہ شہرت جانور کی بنام غیر خدا تعالے

کی موجب خبث جانور مذکور ہونا اور ذکر نام خدا تعالی کا اوسپر وقت ذبح فائدہ نکرنا اور اس سے حلال نہونا یہی اول دعوے
(شاہ صاحب کا) ہی اور یہی دلیل مین ذکر کردیا ہی اور اسی سی اوسکا ثبوت دیا ہی اور نہ حلال ہونے جانور کو ساتھ ذکر
کرنے نام خدا تعالی کے اوس جانور پر وقت ذبح کی متفرع اوسپر کیا ہی کہ خبث نے اوس جانور مین سرایت کی ہی اور یہہ خالی
مصادرہ علی المطلوب سی نہین ہی اور ثالثاً اوس کلام شاہ صاحب مین یہ اعتراض اور نظر ہی کہ فائدہ دینا ذکر نام خدا تعالی
کا اور نہ فائدہ دینا جانور زندہ مین وقت ذبح مین متصور ہوسکتا ہی نہ اوس جانور مین جو کشتہ اور قتل اور ذبح ہوچکا ہو
پس اس قول شاہ صاحب کے کہ (دیگر بذکر نام خدا حلال نمیشود) یعنے پھر ساتھ ذکر نام خدا تعالی کے حلال نہین ہوتا ہی کچھ
معنے نہین ہین یعنے بے معنے ہی اور غیر مفید اور لغو ہی بلکہ غلط ہی اگر مخالف لوگ یہہ کہین کہ مراد یہہ ہی کہ جب اوس جانور کو ساتھ
نام غیر خدا تعالی کی قرار دیا تو اوسمین خبث مانند کتے اور سور کے پیدا ہوگیا پھر وقت ذبح کے خدا تعالی کا نام لیکر ذبح کرنا
فائدہ نہین کرتا ہی تو ہم جواب مین کہتے ہین کہ ساتھ نام غیر خدا کے قرار دینے سی اُس جانور مین خبث آجانا اور یہہ قرار دینے
سی اوسمین خبث ہونا اوس جانور کی حقیقت ممنوع ہی ہرگز مسلّم نہین ہی چنانچہ اوپر مشروحاً گذر چکا ہی علاوہ یہہ ہی کہ اگر بالفرض
والتقدیر جانور مذکور مین خبث ثابت ہوجاوے تب بھی خبث اُس جانور کا خبث مردار سی زیادہ ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اسواسطے
کہ مردار تو بغیر ذکر نام خدا تعالی کے مرچکا ہی اور اب بعد مرنیکے قابل ذبح کی ساتھ نام خدا تعالی کے ہرگز نہین ہی اور یہہ جانور
زندہ و سلامت ہی اور قابل اسکے ہی کہ ساتھ نام خدا تعالی کے ذبح کیا جاوے پس یہہ جانور تو برابر بھی مردار کی اور اوسکا
مثل بھی نہین ہی چہ جائیکہ مردار سے زیادہ ہوجاوے ہان وہ جانور جسکو ذبح کیا ہووے بوقت ذبح نام غیر خدا کی ساتھ جو
مفسرین معتبرین کی نزدیک ما اہل بہ لغیر اللہ ہی اوسکا خبث مردار کے خبث سی زائد اس جہت سی ہونا ممکن ہی کہ مردار نے بغیر
ذکر نام خدا تعالی کی اور بغیر ذکر نام غیر خدا تعالی کی جان دی ہی اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ساتھ ذکر نام غیر خدا تعالی
کے کشتہ اور قتل ہوا ہی کہ وہ یعنے ذبح بنام غیر خدا تعالی شرک ہی اور مردار خالی شرک اور توحید سی ہی اور ما اہل بہ لغیر اللہ
مقتول مشرک کا ہی اور مردار اس سی خالی ہی اور مقتول مشرک کا خبیث تر ہی مقتول غیر مشرک کی سی اگرچہ یہہ مردار بھی خبیث
ہی بسبب نہونے مقتول موحد کے لکن وہ جیسا کہ مقتول موحد کا نہین ہی ایسے ہی وہ مقتول مشرک کا بھی نہین ہی اور وہ
یعنے ما اہل بہ لغیر اللہ جب مقتول مشرک ہوا تو یہہ مقتول مشرک کا ہونیکی جہت سی مردار سی خبث مین زیادہ ہوا پس مردار خبیث ہوا
اور ما اہل بہ لغیر اللہ اخبث ہوا پس ما اہل بہ لغیر اللہ کا مردار سی اخبث ہونا اسی صورت مین ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ساتھ ایسے
جانور کے کیجاوے جو بوقت ذبح نام غیر اللہ کا لیکر ذبح کیا جاوے جیسا کہ تمام تفاسیر مین ہی نہ وہ تفسیر جو شاہ عبد العزیز
صاحب نے اپنے نفس سے نکالی ہی مخالف تمام مفسرین کی ہوکر فافہم واضح ہو کہ اول کلام (شاہ عبد العزیز کا) مناقض ہے

آخر کلام کی کیونکہ اول کلام سی صراحۃً یہ ثابت ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حرمت مین زیادہ ہی حرمت مردار سی کہ وہ یعنے مردار حرام
لعینہ ہی اور کتے اور سور کے مانند ہی جو حرام لعینہا ہین پس جب شاہ صاحب کے اول کلام سی ما اہل بہ لغیر اللہ کا زائد ہونا حرمت
مین مردار سے اور مانند لہو کتے اور سور کے ہونا ثابت ہی اور یہ تینون حرام لعینہا ہین تو بالضرور اول کلام سی ما اہل بہ لغیر اللہ
کا حرام لعینہ ہونا ثابت ہوا پس اس اول کلام سی ما اہل بہ لغیر اللہ کا حرام لعینہ ہونا ثابت اور آخر کلام شاہ صاحب سے واضح ہی کہ
ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اس سبب سے ہوا کہ اوسکو مشہور کیا ہی ساتھ نام غیر خدا تعالی کی اگر اس مشہور کرنے سے ساتھ نام غیر خدا تعالی کے وہ
شخص باز آوے تو وہ جانور ساتھ ذکر کرنے نام خدا تعالی کے وقت ذبح کے حلال ہو جاویگا اس سے واضح ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ
حرام لغیرہ ہی نہ حرام لذاتہ ورنہ باز آنے اوس شخص کے سے شہرہ دینے سے حرام لعینہ تو کسی طرح حلال نہین ہو سکتا ہی پس شاہ صاحب
کا اول کلام اونکے آخر کلام سی مناقض ہوا پس بطلان و سقوط اونکے کلام کا واضح ہی اور وہ جو کہا شاہ صاحب نے کہ جان
جانور کی مملوک آدمی کی نہین ہی جو اوسکو کسی کو بخش سکے اوسکا جواب یہ ہی کہ جیسا کہ آدمی جانور مذبوح کا مالک ہی ایسے ہی جانور زندہ
کا بھی مالک ہی اسی مالکیت کے سبب سے جانور زندہ کا بخشدینا بھی شریعت مین درست ہی اس سے معلوم ہوا کہ آدمی مالک جان جانور کا
بھی ہی اور یہ بات بھی اہل علم اہل عقل پر واضح ہی کہ مقتضائے ملک کا صحیح ہونا تصرف اور ولایت کا ہی مملوک مین اور یہ صحت تصرف
اور ولایت جانور زندہ مین موجود ہی چنانچہ آدمی کو جائز اور درست ہی کہ اپنے مملوک جانور کو خواہ ذبح کر ڈالے یا زندہ باقی رکھے
خواہ کسی کو بخشدے یہ تمام دلیلین تصرف کی ہین جانور مین جو مثبت ملکیت جان جانور کی ہین اور یہی بہت سے فائدہ جانور کی جان سے
لئے جاتی ہین مانند سوار ہونے اور لادنے کے اور مانند شکار کرنے اور نگہبانی کرانیکے ساتھ کتے کے اور سوائے اسکے اور فائدہ ہین کہ یہ تمام جان
جانور کے ساتھ متصور ہین نہ فقط تن اور گوشت کے ساتھ بلکہ تن و جسم جانور کا بہت فائدونمین فقط آلہ تصرف کا ہوتا ہی اور اگر
جان جانور سے فائدہ اور نفع نلیا جاتا تو ہرگز جانور زندہ اور مردہ کی قیمت مین فرق نہوتا اور بہت وقت ایسا ہوتا ہی کہ
جانور مردہ کی ہرگز کچھ قیمت نہین ہوتی ہی اور مردار ہوتا ہی اور اس سے نفع لینا بعد مرنیکے حرام ہوتا ہی چنانچہ کتے اور باز سے بعد مرنے اونکے
کے نفع اور فائدہ لینا حرام ہی اور زندگانی مین درست ہی پس معلوم ہوا کہ جان جانور کی مملوک ہی اور تن اوسکا اوسکے جان سے نفع لینے
کا آلہ ہی اور کبھی تن ہی مملوک ہوتا ہی مانند اوس جانور کے جسکا گوشت کھانا حلال ہی اور کبھی نہین جیسا کہ وہ جانور جسکا گوشت کھانا
حرام ہی اور مراد ملک رقبہ جانور سی مالک ہونا جان جانور کا ہی اور ولایت تصرف کرنے کی جان جانور مین ہے بواسطہ تن کی خواہ تن
صرف مملوک نہو یا ہو دیکھو انسان شریعت مین سبب کفر کے مملوک اور مرقوق ہو جاتا ہی اور انسان عبارت ہے حیوان ناطق سی اور
حیوان ناطق عبارت ہی نفس ناطقہ سی اور واجب ہونا خدمت مولے کا غلام پر فقط اوپر بدن کی بغیر واجب ہونیکے اوپر جانکے
ہرگز متصور نہین ہی اسواسطے جان ہی مخاطب ہی اور سمجھنے والے خطاب کے ہی نہ تن و بدن پس غلام کے جان پر خدمت مولی

کی واجب ہی نہ بدن پر بدن فقط آلہ خدمتگاری جان غلام کا واسطے مولی کے ہی پس مملوک جان غلام کی ہی اور جان جانور کی اور امام
ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہی کہ کنیز یعنے لونڈی باندی کی دودھ کی بیع کرنا جایز نہین ہی فان الرق قد حل نفسها فاما اللبن فلا رق فیه لانه
یختص بمحل القوة التی هی ضده وهو الحی ولا حیوة فی اللبن کذا فی الهدایه یعنے مملوکیت اور لونڈی ہونا لونڈی کی نفس و جان
مین نازل و ثابت ہوا ہی لکن دودھ لونڈی کا پس اوس دودھ مین مملوکیت موجود نہین ہی اسواسطے کہ مملوک ہونا خاص ہوتا ہی ایسے محل مین جہان
ضد مملوکیت کی موجود ہوتی ہی کہ وہ حر ہوتا ہی اور وہ محل جہان رق و حریت موجود ہوتی ہی حیات ہی اور دودھ مین حیات موجود نہین ہی پس
حیات نہونے کے سبب کہ جو محل رق و مملوکیت کا ہی دودھ مین مملوکیت ثابت و حاصل نہین ہی اس سے واضح ہی کہ حاصل ہونا رق اور مملوکیت
کا نفس انسان مین ہی نہ بدن انسان مین اسیواسطے لونڈی کی دودھ کی بیع درست نہین ہی (اور در المختار کی اس مسئلہ کی تحت مین وشعر
الانسان لکرامة الادمی ولو کافرا ذکره المصنف وغیره فی بحث شعر الخنزیر انتہی علامہ شامی فرماتے ہین بان المراد تکریم صورته
وخلقته ولذا لم یجز کسر عظام میت کافر ولیس ذلک محل الاسترقاق والبیع والشراء بل محله النفس الحیوانیه
فلذا لا یملک بیع لبن امته فی ظاهر الروایه کما سیاتی فلیتامل انتہی اس عبارت علامہ شامی سے صراحۃً ثابت ہی کہ محل مملوکیت یعنے
استرقاق و بیع و شرا کا نفس حیوانیہ ہی پس بخوبی ثابت ہی کہ جان مملوک انسان کی ہی پس یہ قول شامی صاحب کا کہ جان جانور کی مملوک آدمی کی نہین
ہی سراسر غلط و مخالف کتب ہماری فقہاء عظام کی ہی پس جبکہ ثابت ہوا مملوک ہونا جان جانور کا ساتھ روایات اور براہین کی تو جایز ہوا کہ آدمی
جانور کو زندہ کسی کو بخشدے یا واسطے خدا تعالی کی فقراء کو دے یا نذر اولیاء اللہ کی باین معنے کرے کہ نذر واسطے خدا تعالے اور ثواب واسطے
اولیاء کی جیسا کہ کھانے پینے اور دوسرے مال مین کرتا ہی پس فرق کرنا درمیان جانور اور درمیان دوسرے اموال کی تحکم ہی اور دعوے بلا دلیل ہی لکن
جب جانور زندہ نذر خدا تعالی کی کرے صراحۃً یا تاویلاً اگر وہ جانور خاص کیا گیا ہی واسطے گوشت کھانیکے ہی (مانند بکری مرغی کے) اوسکو زندہ فقراء
کو دیدے یا ذبح کرکے دیوے اور اسطرح نکرے کہ ذبح کرکے فقراء کو گھر بٹھا کر کھلاوے اسلئے کہ فقراء کو کھلا دینا اباحت ہی اور اباحت مین مالک کر دینا
نہین ہوتا ہی ملک مالک کی ہوتی ہی اباحت مین فقط کھلا لینا اوسکو جسکے واسطے اباحت کیگئی ہی جایز ہوتا ہی اور یہ جانور زندہ جو نذر اللہ تعالے کی
کیا گیا ہی اسکا مالک کر دینا فقراء کو واجب اور ضرور ہی اور مالک کر دینا اسطرح حاصل ہوتا ہی کہ یا تو وہ جانور زندہ فقراء کو دیا جاوے یا بعد
ذبح کی اونکو اسکا مالک بنایا جاوے نہ یہ کہ گھر بلا کر کھلا جاوے پس بنا بر علیہ اگر کوئی جانور نذر کئے ہوئے کو ذبح کرکے اسکا گوشت پکا کر اپنے گھر
فقراء کو بلا کر کھلا دیگا تو اس شخص کی نذر پوری نہوگی اور اسکا ذمہ نذر سے بری اور خالی نہوگا اور اسکا ادا کرنا اوسکے ذمہ واجب اور ضرور
رہیگا اگر ادا کرنا ممکن ہووے جیسا کہ بیچ نذر غیر معین کی ہی ورنہ واجب ہوگی قضا اس نذر کی ساتھ مثل کی جیسا کہ نذر معین ساتھ مثل صوری کے
اگر ممکن ہو جیسا کہ مثلیات مین یا ساتھ مثل معنوی کی جیسا کہ قیمیات مین ہان اگر کوئی نذر اسطرح کرے کہ اس جانور زندہ کو مین نے نذر واسطے
خدا تعالے کے باینطور کیا ہی کہ اسکا گوشت پکا کر فقراء کو کھلاؤنگا تو پکا کر کھلانے سے بھی نذر مذکور ادا ہو جاویگی اور اس تقدیر پر فی الحقیقت

نذر کھلانے گوشت اُس جانور کے ہوگی نہ نذر اُس جانور زندہ یا مذبوح کی فافہم ولا تغفل والناس عنہ غفلون اور اگر وہ جانور فقط گوشت
کھانیکے ہی واسطے معین نہین (جیسا کہ بکری ونحوہ ہی) بلکہ مقصود اعلےٰ اس سے دوسرا ہی مانند بیل اور اونٹ کا کہ مقصود بڑا اونسے کھیت
جوتنا اور اونکو لادنا ہی مثلاً اور اُس جانور کو نذر بنام خدا تعالیٰ کیا ہی اور اس جانور سی نسبت کھانے کی یہ نفع کھیت کرنے اور لادنیکا فقرا کو
بہت زیادہ ہی تو اُس جانور کو ذبح کرنا ہرگز جایز نہین ہی اور اُسکا گوشت فقرا کو دینے سے ہرگز نذر کی وفا نہین ہوتی ہی اور نذر ادا نہین ہوتی
ہی بلکہ ذمہ نذر کرنے والیکا مشغول نذر کے ساتھ نہین رہتا ہی بلکہ واجب ہی نذر کرنیوالے پر اوس جانور زندہ کو صدقہ کرنا یا اوسکی قیمت کو تصدق
کرنا اگر حق فقرا مین نافع تر ہووے ہان مرض وغیرہ کے سبب سے وہ جانور مذکور قابل کھیت کرنے اور لادنے کے نرہا ہووے تو اُسکا حکم مانند اس جانور
کی ہی جو فقط گوشت کھانیکا ہی نفع اسی سے ہی نہ کھیت کرنے اور نہ لادنیکا اور اگر مقصود اُس جانور سی گوشت کھانا نہین بلکہ وہ حلال ہی نہین ہی مانند باز اور گدھ کے اور خچر کے
تو اوسکو زندہ ہی صدقہ کرے یا اوسکی قیمت دیوے اگر فقرا کیواسطے نافع تر ہووے اور یہہ جو کہا (شاہ عبد العزیز نے) کہ آدمی مالونسے نفع لیتے ہین
اور مردے مالونکے ثواب سی نفع لیتے ہین اور جان جانور کی زندگانی مین قابل نفع لینے کے نہین ہی پس بعد موت کے بھی وہ جان قابل نفع کے نہین ہی تو
جواب اوسکا یہ ہی کہ بعضے فائدے مخصوص بدن کے ساتھ ہین اور بعضے مخصوص ساتھ جان کے ہین چنانچہ فائدہ گوشت و پوست کا مخصوص ساتھ
بدن کے ہی چنانچہ فائدہ اور انتفاع ساتھ تعلیم شکار باز اور کتے کی اور انتفاع ساتھ مذاق حیوانات کی اور خطاب بندہ مرقوق غلام کا اور نفع اوسکی تعلیم کا
مختص روح کے ساتھ ہی یہ تمام فائدے جانکے ساتھ مخصوص ہین اور بدن ان تمام فائدونمین آلہ صرف ہی ہان صرف ذبح کرنا و قتل حیوان کا جو عبارت
خون بہانے سے ہی قابل انتفاع کے نہین ہی اسیواسطے قتل و ذبح حیوانکا اور فقط اراقۃ الدم بنام خدا تعالےٰ عبادت نہین ہی اور ساتھ نام خدا تعالےٰ
کے ذبح کرنا اور نذر کرنا اوس اراقۃ الدم جانور کا ساتھ نام خدا تعالیٰ کی موجب ثواب کا نہین ہی اسیواسطے اگر کوئی جانور نامزد خدا تعالیٰ کا کیا
جاوے تو بعد ذبح کے ساتھ نام خدا تعالیٰ کی نا ذر مالک گوشت کا نہین ہوتا ہی اگر نذر فقط اراقۃ الدم یعنے بہانے خون کی ہی ساتھ ادا ہو جاتی
تو گوشت ناذر کی ملک پر باقی رہتا کیونکہ نذر فقط خون بہانے سے ہی ادا ہو جاتی تو تصدق گوشت پر موقوف نہوتی پس گوشت ملک ناذر پر
ہی رہتا اور ایسا نہین ہی تو معلوم ہوا کہ خون بہانا ہی فقط نذر نہین ہی اور بھی یعنے فقط خون بہانا نذر نہونا مقتضے قیاس ہے اور اضحیہ و
قربانی مین یہہ مقتضائے قیاس ترک کیا گیا ہی سبب نص کے جو اضحیہ کے بارے مین وارد ہی ایام اضحیہ مین پس اضحیہ یعنے قربانی مین قربت ساتھ خون بہانے
کے ہی جاتی ہی برخلاف قیاس اسیواسطے گوشت قربانی کا کھانا قربانی کرنے والے اور غنی کو بھی جایز ہی اور حلال طیب ہے بسبب ضیافت
رحمن کی جیسا کہ کتب اصول مین شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہی اور جبکہ تقرب ساتھ بہانے خون کے بیچ قربانی کے خلاف قیاس ہوا تو اسی خلاف
قیاس ہونیکے سبب سے مقتصر ایام قربانی پر ہوتا ہی پس بنا علیہ بعد گذرنے ایام قربانی کی قضا قربانی کی خون بہانے سے جایز نہین ہوتی ہی کیونکہ
فقط خون بہانا سوائے ایام قربانی مین قربت نہین ہی پس نہوگی واسطے اُس قربانی کی جو اپنے ایام مین ادا نہین کی گئی ہی مثل نزدیک
قضا کرنے والے کی سے بعد ایام قربانی کے اور قضا عبارت ہی فعل مثل مامور بہ سے نزدیک اپنے سے چنانچہ ادا عبارت ہی فعل عین مامور بہ سے

اور جب بعد گذر جانے ایام قربانی کی ادا فوت ہوگئی جو موقت ساتھ ایام قربانی کے تھی اور مثل صورت اوسکے کہ خون بہانا غیر ایام قربانی مین
قربت نہین ہی تو اسیواسطے صدقہ کردینا عین بکری خریدی ہوئی کا واسطے قربانی کی واجب ہے اگر وہ بکری موجود ہووے اور اگر موجود نہو تو
بکری کی قیمت کا صدقہ کرے چنانچہ کتب فقہ و اصول مین مذکور ہی اور چاہیے جاننا کہ جب مجرد ذبح جانور کا قابل انتفاع اور قربت کی نہین ہی سوائے
ایام قربانی کی تو واضح ہوگیا کہ معنے ذبح جانور کے ساتھ نام خدا تعالیٰ کے عبارت ترکیہ سے ہی تقرب ساتھ ذبح کرنیکے اور جان دینے اوس جانور کے
ساتھ نام خدا تعالیٰ کی نہین ہی یعنے ذبح بنام خدا تعالیٰ کی یہ معنے نہین کہ اوسکی جان دینے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی تقرب کرنا ہی بلکہ ذکر نام خدا تعالیٰ
کا اوپر ذبیحہ کی شرط ذبح کی ہی حکماً و تعبداً واسطے حلال ہونے گوشت اوس جانور کے اور واسطے انتفع لینے کے ساتھ اس جانور کے خواہ بطریق
تقرب کے ہووے جیسا کہ واسطے تصدق و ضیافت کے ذبح کرین یا بطریق کامون دنیوی کی مانند خرید و فروخت و کھانے اور کھلانے
وغیرہ کے اگر کوئی کہے کہ روایت منقولہ تفسیر نیشاپوری لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً و
ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد اور ایسی ہی روایت در مختار ذبح لقدوم الامیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ
ولو ذکر علیہ اسم اللہ ولو ذبح للضیف لا یحرم الی ان قال لانا لا ننسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بہذا النحو
سو صراحۃً معلوم ہوتا ہی کہ ذبح اور نحر جو عبارت فقط اراقۃ الدم یعنے خون بہانیسے ہی قربت ہی اور قابل تقرب کے ہی اگر کوئی ساتھ اوس ذبح و نحر
کے تقرب غیر اللہ کیطرف کرے تو ذبیحہ حرام ہوجاتا ہی اور اگر تقرب طرف خدا تعالیٰ کے کرے تو ذبیحہ حلال ہوجاتا ہی اور ذبح لغیر اللہ عبارت ہے
تقرب سے ساتھ ذبح کیطرف غیر اللہ کی اور تقرب لہ عبارت ہی تقرب سے طرف اللہ تعالیٰ کی پس قول ساتھ ہونے اراقۃ الدم یعنے بہانے خون کے
قربت منافی ان روایات کی ہی اور یہی جب عبارت در مختار سے یہ ثابت ہی کہ ذبح واسطے قدوم امیر کے اگرچہ اوسپر نام خدا تعالیٰ کا لیا جاوے
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہی تو اس عبارت در مختار سے صراحۃً یہ ثابت ہوگیا کہ جانور شہرہ دیا ہوا اور نامزد کیا ہوا ساتھ نام غیر اللہ کے ما اہل بہ
لغیر اللہ کی قسم مین سے ہی نہ یہ کہ ما اہل بہ لغیر اللہ خاص ہی ساتھ اس جانور کے کہ جسپر وقت ذبح نام غیر اللہ کا لیا ہووے جواب اشکال اول کا بتوفیق اللہ
تعالیٰ یہ ہی کہ اراقۃ الدم یعنے ذبح کرنا اور خون بہانا بموجب قواعد مقررہ علم اصول کی کہ کچھ شک اور ریب کو اسمین دخل نہو سو ہرگز قربت نہین
ہی اور یہ عبارات و روایات منقولہ بالا اس پر محمول ہین کہ مراد ذبح لقدوم الامیر سے یہ نہین ہی کہ تقرب کیا جاوے ساتھ ذبح و اراقۃ الدم کی طرف
امیر کے اور ایسی ہی مراد ذبح للہ سے یہ نہین ہی کہ تقرب کیا جاوے ساتھ ذبح کے طرف اللہ تعالیٰ کے بلکہ مراد یہ ہے کہ ذبح کیا جاوے ہمراہ تقرب
تیمن و تبرک کو بذکر اسم اللہ تعالیٰ وحدہ کو کہ شرط حلت کی ہی یا ساتھ تقرب غیر اللہ کے کہ سبب حرمت کا ہی اور یہ تقرب الی اللہ وحدہ جو شرط حلت
کی ہی ساتھ ذکر نام اللہ تعالیٰ کے ہی وقت ذبح کی بلا فاصلہ کے ہوتا ہی اور شک نہین ہی کہ ذکر نام خدا تعالیٰ کا و تیمن و تبرک ساتھ اوسکے قربت ہی اور
تقرب ساتھ ذکر نام اللہ تعالیٰ کے اور تیمن ساتھ اوسکے بغیر ریب و بلا شبہ کے ہی اگرچہ مجرد ذبح اور اراقۃ الدم قربت نہین ہی اور نہ قابل تقرب کے ہی اور
جسوقت کہ ذکر نام خدا تعالیٰ کا قابل تقرب کے ہی پس ساتھ ذکر نام خدا تعالیٰ کی ذبح وقت ذبح کی تیمن و تبرک بتقرب بخدا تعالیٰ بذکر اسم اللہ تعالیٰ

حاصل ہوا کہ شرط حلت ذبیحہ کی ہی اگر نسیاناً ذکر اللہ وقت ذبح نکیا جاوے تو اعتقاد توحید کہ اعظم قربات کے ہی قایم مقام ذکر نام خدا تعالے
وتیمن ساتھ تقرب بذکر اللہ جو شرط حلت کی ہی قرار دیگئی ہی اور مذبوح حلال جانا گیا ہی اور امام شافعی رح تو عمداً ذکر کوئی ترک کرے تب بھی
اعتقاد توحید کو قایم مقام ذکر اللہ قرار دیتے ہین سبب حصول تقرب کے ساتھ تیمن و تبرک کے ساتھ ذکر اللہ تعالے کی بوقت ذبح کے بسبب وجود قایم
مقام ذکر کے کہ ملت اسلام ہی حاصل کلام یہ ہی کہ اراقۃ الدم یعنے خون بہانا اگرچہ قربت نہین ہے لیکن ذکر اسم حق تعالے قربت ہی اور تقرب بذکر اللہ
بوقت ذبح شرط حلت ذبیحہ کی ہی اور تقرب بذکر اسم غیر اللہ تعالے بوقت ذبح محرم ذبیحہ کا ہی اور یہی مراد ہی یعنے جسکا ابھی ذکر ہوا ذبح للہ
اور ذبح لغیر اللہ سی اور تقرب بذبح للہ سی اور تقرب بذبح بسوے غیر اللہ سی لکن عبارت مین فقط مشروط ذکر کیا گیا ہی اور شرط محذوف ہے اور جار و مجرور
متعلق ہی ساتھ شرط محذوف کی نہ ساتھ مشروط مذکور کی بسبب ظہور تعلق کی ساتھ مذکور کی غلطی واقع ہوئی ہی سمجھنے مین اور تقدیر عبارت کی اسطرح ہی
ذبح و تقرب للہ ای بالذکر پس حذف کیگئی شرط کہ وہ تقرب ہی اور کہا گیا ذبح بہ جواب وحل تہا اشکال اول کا اور **جواب** اشکال دوسرے کا
ساتھ دو طرح کی ہی ایک اسطرح سے کہ اہلال لغیر اللہ عام ہی اہلال باسم غیر اللہ تحقیقاً یا تقدیراً سی یعنے اہلال لغیر اللہ شامل ہی اہلال باسم غیر اللہ تحقیقاً اور
اہلال باسم غیر اللہ تقدیراً کو اور جبکہ واسطے مانند قدوم امیر کے ذبح کیا گیا تو اہلال باسم امیر تقدیر ہوا گویا کہ وقت ذبح کی زبان سے اسطرح کہا گیا کہ باسم الامیر
او باسم العظیم اور مانند اوسکے اب اگر اسی صورت مین تحقیقاً ذکر نام اللہ تعالے کا کیا جاوے بایں طور کہ بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا جاوے چنانچہ
یقول صاحب درمختار ولو ذکر علیہ اسم اللہ تعالے اسکی طرف اشارہ کرتا ہی تب بھی ذبیحہ مردار ہوگا بسبب شرکت کے تقرب مین بیچ وقت ذبح کی
بجہت وجود ذکر اسم اللہ کی تحقیقاً اور وجود ذکر اسم غیر اللہ کی تقدیراً گویا کہ اسطرح کہا گیا ہی بسم اللہ اللہ اکبر و باسم الامیر الاکبر اور شرکت تقرب مین
ساتھ ذکر غیر اللہ کی بوقت ذبح محرم ذبیحہ کا ہی چنانچہ قول ابن مسعود رض جوزت التسمیۃ اسطرف اشارہ کرتا ہی اور اسی سبب سے اسی جگہ سی صاحب ہدایہ نے
کہا ہی الشرط ھو الذکر الخالص المجرد چنانچہ بعد کو معلوم ہو جاویگا انشاء اللہ تعالے اور دوسری وجہ حل کی اور جواب کی یہ ہے کہ تقرب ساتھ ذکر اسم کے
بوقت ذبح تعظیم ذکری ہی اور ذبح کرنا واسطے قدوم امیر کے اور مانند اوسکی بطور تقرب بطور عبادت کے تعظیم حقیقی اور نفس الامری ہی امیر کے تئین اور
تعظیم ذکری تعظیم ثانی ہی اور تعظیم نفس الامری تعظیم حالی پس بیچ صورت مذکورہ کی شرکت بیچ ذبح کی ہوئی بسبب وجود تعظیم غیر اللہ کی ساتھ زبان
حال کی ہمراہ تعظیم اللہ تعالے کی ساتھ زبان قال کی اور جبکہ شرکت تعظیم غیر اللہ کی بیچ وقت ذبح کی ساتھ زبان حال کی محرم یعنی حرام کردینے والی ذبیحہ کی ہوتی ہی تو شرکت تعظیم غیر اللہ کی بیچ
وقت ذبح کی ساتھ زبان حال کی بطریق اولی محرم ذبیحہ کے ہوگی فان لسان الحال افصح من لسان المقال فلسان المقال یکذبہ الحال
ولسان الحال لا یکذبہ المقال اور شہرہ دینا اور مشہور کرنا جانور کا ساتھ غیر نام خدا تعالے کے پہلے وقت ذبح کی قبل اکمیدت مدید و عرصہ بعید کے ہرگز
محرم ذبیحہ کی نہین ہوتا ہی بسبب عدم وجود تعظیم غیر اللہ کے بیچ وقت ذبح کی پس نہوا وہ جانور باہل بہ لغیر اللہ مین سی فوضح الحق و وقع الفرق اور اوپر
دونو وجہ جواب و حل اشکال ثانی کی یہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ اگر تعظیم ساتھ ذکر اللہ تعالے بغیر شرکت ذکر غیر اللہ کے تقدیری ہووے یعنے تعظیم تقدیری
ہووے موافق حل اول کی جیسی کہ وہ تعظیم یعنے تعظیم تقدیری بیچ صورت عمداً ترک کرنے ذکر اسم اللہ کی بسبب ہونے اعتقاد توحید کی قایم مقام ذکر کے

ہوتی ہی یا تعظیم حقیقۃً باعتبار نفس الامر کے ہووے موافق حل دوسرے کے جیسی کہ ہدایا اور قربانیون مین بغیر ذکر کرنے نام حق تعالے کے ہوتی ہی
بسبب ایام کی یا ورود کی بیچ حرم مکہ معظمہ کے تو لازم آتا ہی حلال ہونا ذبیحہ کا بسبب وجود تعظیم خالص حقتعالی کی بغیر شرکت غیر اللہ کی جیسا کہ
لازم آتا ہی حرام ہونا ذبیحہ کا بسبب وجود شرکت کی ساتھ تعظیم غیر اللہ کی بسبب ذکر غیر اللہ تقدیراً یا حقیقۃً جیسا کہ دونو حل مین کہا گیا ہی اور
حالانکہ امر ایسا نہین بسبب عدم اکتفا کی ساتھ ذکر اللہ تعالے تقدیراً نزدیک حنفیہ کے یا حقیقۃً بالاجماع اور جواب اس اعتراض کا یہہ ہی کہ شرط ہونا ذکر
اللہ کا ساتھ نص قرآن کے ثابت ہوا ہی وہ نص یہہ ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ والیضاً ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اور ذکر لغت
مین یاد کرنیکو کہتی ہین اور یاد کرنے قلبی کا کچھ اعتبار عبادات اور معاملات شرعی مین نہین ہی چنانچہ قسم اور قرأت و طلاق و عتاق و بیع و شرا اور
مانند اونکی جو متعلق ساتھ الفاظ کی ہین اور اسمین ذکر خالص قلبی کا کچھ اعتبار نہین ہی اور حصن حصین مین ہے کل ذکر مشروع واجباً کان او مستحباً
لا یعتد بشیٔ منہ حتی یتلفظ بہ ویسمع نفسہ اور اہلال جو ما اہل بہ لغیر اللہ مین مذکور ہی اگرچہ قسم ذکر سی ہی لکن کنایت ہی ذبح لغیر اللہ سی
چنانچہ پیشتر تحقیق کیا گیا ہی فتذکرہ اور اسی سبب سے کہ اہلال کنایت ذبح لغیر اللہ سی ہی اہلال مذکور ساتھ ذکر لسانی کی مخصوص نہوا بلکہ محمول ہوا اوپر تعظیم
غیر اللہ کی ذکرا یا تقدیراً ہو یا حقیقۃً اور فی نفس الامر ہو بخلاف ذکر اللہ کہ نص اشتراط ذکر اللہ کی صریح ہی بیچ شرط ہونے ذکر کے نہین ہی وہ نص ذکر اللہ
کی کنایت تعظیم اللہ تعالے کے سی پس اسیواسطے کہ نص اشتراط ذکر اللہ کی صریح ہی نہ کنایت اشتراط تعظیم اللہ سی ذکر لسانی شرط ہوا ذکر اللہ مین اور امام
شافعی صاحب قائل ہین ساتھ تعظیم ذکر اللہ لسانی کی تحقیقی ہو یا تقدیری نہین ہین وہ قائل ساتھ تعمیم ذکر اللہ کی جو شامل ہو ذکر لسانی اور نفس الامری کو
اگرچہ تعظیم نفس الامری ملازم ہی وجود مین ہمراہ تعظیم لسانی تقدیری کی فافہم فانہ دقیق پس اسیواسطے متروک التسمیہ عمداً کو امام شافعی صاحب حلال فرماتے
ہین بسبب قیام ملت توحیدی کی بجائے ذکر کی اور ہم معشر حنفیہ صورت نسیان مین قائل تعمیم کی ہین اور متروک التسمیہ ناسیاً کو حلال ہم حنفیہ کہتے ہین اور متروک
التسمیہ عمداً کو ہم حلال نہین کہتی ہین اگرچہ ایسا ذکر اللہ جو ذکر لسانی سی عام ہی وہ یہان موجود ہے اور ہم حنفیہ متروک التسمیہ عمداً کو اس سبب سے حلال نہین
کہتی کہ ہم نص آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ پر عمل کرتے ہین اور تفصیل اسکی کتب فقہ اور اصول مین مسطور ہے اور فقہا اور اصولیین کی زبانون پر
مشہور ہے جو شخص تفصیل پر اطلاع چاہے تو کتب فقہ اور اصول و علما فحول کیطرف رجوع کرے ابھی اس کلام مین نظر اور اعتراض باقی ہی اسیواسطے
کہ ذکر قلبی محض کا شریعت مین اعتبار نہین ہے یعنے ایسے ذکر قلبی کا اعتبار نہین ہی کہ جسکے ساتھ اعضا ظاہری کو شرکت نہووے اور اگر اعضا ظاہری کو شرکت
ہووے تو اسکا شرع مین اعتبار ہی چنانچہ بیع تعاطی بغیر صدور ایجاب و قبول کی منعقد ہو جاتی ہی اور ایسی ہی ارکان نماز کی جو اعمال اعضا ظاہری ہین مانند
قیام و قعود کی کہ نماز موقوف و مخصوص اوپر ارکان زبانی کی نہین ہے بلکہ مرکب ہے ارکان زبانی اور اعمال جوارح غیر زبانی سی باوجود اسکے نماز ذکر اللہ ہی بقولہ تعالے
اقم الصلوٰۃ لذکری وان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر اور علی ہذا القیاس ارکان حج و مانند اوسکی اور بیچ حصن حصین کے ہی ولیس
فضل الذکر منحصر فی التہلیل والتسبیح والتکبیر بل کل ما یطیع للہ تعالی فہو ذاکر اور جواب اس نصر کا یہہ ہی کہ ذکر منحصر اوپر زبانی کی نہین ہی لیکن
اتباع امر شارع کی شرط ہی اگر شارع نے حکم کیا ہووے ساتھ اعمال جوارح کی تو عمل جوارح ہی ذکر ہی نہ سوا اوسکے اور اگر شارع نے حکم اور امر ساتھ ذکر زبانی

کیا ہووے تو لفظ زبانی ہی ذکر ہو نہ اوسکا غیر اور شارع نے ذبح کرنیکے بارہ مین امر ساتھ ذکر اسم اللہ کو مطلق کیا ہی کسی عمل جوارح کی ساتھ امر نہین
کیا ہی واسطے ذبح کی پس ذکر زبانی متعین ہی اسواسطے کہ ذکر قلبی محض شریعت مین معتبر نہین ہی بلکہ وہ تکمیل صرف ہی نہ ذکر اور وارد ہوا حرم مکہ معظم
مین اور طواف خانہ کعبہ کا اور سوق ہدی مامور بہ کا جدا ہی اور ذکر نام خدا تعالی کا بیچ وقت ذبح ہدایا اور ضحایا مامور بہا کا جدا ہی پس اکتفا ذکر نام
خدا وقت ذبح کی ساتھ ذکر ارکان حج اور ورود حرم کی مانند اکتفا کی ساتھ قیام وقعود کی ہی قرأت قرآن و اذکار سے وہو کما ترے ھذا ما تیسر لی فی دفع الاشکال
اور ادنی تر دیک ہمارے یہ ہی کہ کہا جاوے کہ حرمت ذبیحہ کیواسطے قدوم امر کے اگرچہ ذکر اللہ اوسپر کیا جاوے بسبب استمرار ذابح کی ہی والعیاذ باللہ بسبب
ہونے اوسکے کو قسم ما اہل بہ لغیر اللہ سے چنانچہ تفسیر نیشاپوری کی عبارت سے جو فتح العزیز مین نقل کی ہی اسکی طرف اشارہ کرتے ہی کما مر اور اوپر اس طریق کے
کوئی اعتراض و اشکال وارد نہین ہوتا ہی فافہم وکن من الشاکرین اور یہ جو کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے کہ اگرچہ ذہن اوس آدمی کو جسنے نذر جانور کو بنام مردہ
کیا ہی یہ ہووے کہ فقط اس جانور کا گوشت فقط فقرا کو کھلانا منظور ہی تو اوس آدمی سے کہنا چاہیے کہ اگر عوض اس جانور کے اوسقدر گوشت کہ جسقدر جانور
مین ہی خرید کر فقرا کو کھلاوے اوس آدمی کی ذہن مین جسنے جانور نذر کیا ہی نذر ادا نہین ہوتی ہی تو پس اس شخص نے تقرب ساتھ ذبح منذور کی بنام
مردہ کیا ہی وہ شرک صریح ہی اور اگر اوسقدر گوشت خرید کر کھلانیسے نذر اوس آدمی کی ذہن مین ادا ہو جاتی ہی تو مقصود اسکا بلا شبہ ثواب پہنچانا گوشت
اوس جانور کا ہی بنام مردہ کے نہ تقرب ساتھ ذبح جانور منذور کی بنام اوس مردہ کی جواب اوسکا یہ ہی کہ ادا کرنا قیمتون زکوۃ اور کفارہ اور صدقۃ الفطر
اور عشر اور خراج جلور نذر کا ہم معشر حنفیہ کے تر دیک جایز ہی اور امام مالک رح اور امام شافعی رح اور احمد رح کے تر دیک جایز نہین ہی اتباعا للمنصوص کما
فی الھدایا والضحایا چنانچہ کتب فقہ مین مذکور ہی پس معلوم ہوا کہ دینا عوض منذور کا مجتہد فیہ اور مختلف فیہ ہی پس اگر مقصود نذر کا پہنچانا ثواب گوشت
جانور منذور کا ساتھ نام مردہ کے ہووے اور اس جانور کا بدلنا بسبب تبرک بالمنصوص کے جایز نجانے جیسا کہ مذہب ائمہ ثلاثہ کا ہی اور خروج موضع خلاف سے
منذور سے مستحب ہی مطلقا تو شرک صریح کسطرح لازم آویگا ہرگز نہین کیا جانور منذور کے تبدیل جایز نرکھنے کے سبب سے ائمہ ثلاثہ امام مالک و امام شافعی
و احمد رحمہم اللہ کو شاہ عبد العزیز اور انکے متبعین بسبب اسکے مین مشرک جانتے ہین نعوذ باللہ من ذلک یا اس سبب سے کہ خروج موضع خلاف سے مستحب ہی کوئی حنفی
مین سے جانور مذکور کو بدلنا اختیار و پسند نکرے تو وہ حنفی مشرک بشرک صریح ہو جاویگا ہرگز نہین پس بطلان اس قول شاہ عبد العزیز کا بھی واضح
ہو گیا اور یہ جو کہا شاہ عبد العزیز نے کہ اہل کو اوپر ذبح کے حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کی ہی ہرگز اہلال بمعنے ذبح کی نہین آیا ہی نہ کسی شعر مین اور نہ کسی
عبارت مین اور اہلت لیلۃ سے ہرگز ذبحت لیلۃ سمجھا نہین جاتا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ ہم اہلال بمعنے ذبح نہین لیتے ہین بلکہ اہلال بیچ اصل لغت کی بمعنے رفع
الصوت یعنی بمعنے آواز بلند کرنیکے وقت دیکھنے ہلال کی ہی اور عرف مین بمعنے مطلق آواز بلند کرنیکے ہی ساتھ علاقہ تشبیہ کے مانند اہلال صبی کی اور اسی قبیل
سے ہی ما اہل بہ لغیر اللہ چنانچہ امام راغب اور کتب تفسیر سے آگے آتا ہی پس اہل بہ لغیر اللہ کنایت ہی ذبح باسم غیر اللہ سے اسواسطے کہ جبکہ عادت مشرکین
کی یہ تھی کہ وقت ذبح جانور کی ساتھ نام غیر خدا تعالی کی بلند کرنا آواز کا واسطے غیر خدا تعالی کی اوپر اوس جانور کے کرتے تھے تو اہل بہ لغیر اللہ کہا گیا اور اس سے
ارادہ ذبح باسم غیر اللہ کیا گیا اور یہ مراد نہین ہی کہ اہلال مستعمل بیچ ذبح کی ہی اور اہل بمعنے ذبح کی ہو گیا ہی پھر لغیر اللہ بمعنے باسم غیر اللہ کی ہو گیا

تاکہ قریب بتحریف کلام الٰہی کے ہو جاوے جیسا کہ کہا ہے (شاہ عبد العزیز نے) بلکہ مجموع ما اہل بہ لغیر اللہ کنایت ہے ذبح باسم غیر اللہ سے بطریق ذکر لازم اور
ارادہ ملزوم کی جیسا کہ باقی کنایات مین ہے مثلاً طار بہ العنقاء کنایت ہے غایب ہو جانیسے اور ہرگز طار سے غاب اور عنقاء سے زید مفہوم نہین ہوتا ہے
بلکہ مجموع طار بہ العنقا کنایۃ دلالت اوپر غاب زید کی کرتا ہے وعلی ہذا القیاس فی جمیع الکنایات یا ہم کہتے ہین کہ اہلال آیت مین بمعنے بلند کرنے
آواز کے ہے اور مراد بلند کرنے آواز سے بلند کرنا آواز کا ہے وقت ذبح کے ہے (نہ مطلقاً کہ قبل ذبح آواز بلند کرنیکو بھی شامل ہو) پس کچھ محذور لازم نہین
آتا ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ اہلال اصل لغت عرب مین بمعنے بلند کرنے آواز کے نہین ہے جیسا کہ زعم کیا ہے (شاہ عبد العزیز نے) اور نہ اہلال ہلال
اور اہلال صبی اور اہلال حج اور اہلال ذبح اوسکے مثالون مین سے ہین جیسا کہ زعم کیا ہے (شاہ عبد العزیز) لکن اول یعنے یہ کہ اہلال اصل لغت عرب مین
بلند کرنے آواز کے معنے مین نہین ہے پس اسواسطے کہ کتب لغت مین اہلال اور استہلال کی تفسیر مین چاند نیا دیکھنا اور آواز بلند کرنا اور آواز کرنا لکھا
لکھا ہے اور اشتقاق اہلال و استہلال کا ہلال سے ہے جو بمعنے ماہ نو کے ہے اور خاصیت اشتقاق باب افعال اور استفعال کی مقتضی اوسکی ہے کہ اصل
معنے اہلال کے لغت مین چاند نیا دیکھنے کے ہین چنانچہ ماہر علم تصریف پر مخفی نہین ہے اور تقدیم اس معنے کی اوپر دوسرے معانی کے اشارہ اسکی طرف
کرتے ہین اور قول قاضی بیضاوی الا ہلال اصلہ رویۃ الہلال چنانچہ عنقریب مذکور ہوگا اس معنی کی تصریح کرتا ہے لکن ثانی یعنے یہ کہ اہلال ہلال اور اہلال
صبی اور اہلال حج اور اہلال ذبح مطلقاً آواز بلند کرنے مثالون مین سے نہین ہین پس اسواسطے کہ اہلال اپنے معنے اصلی سے کہ وہ نیا چاند دیکھنا ہے نقل کیا
گیا ہے طرف معنی بلند کرنے آواز کے پھر اس سے نقل کیا گیا طرف رفع صوت مطلقاً کی چنانچہ قاضی بیضاوی اور امام راغب سے عنقریب مذکور ہوگا
اور اہلال حج اور اہلال صبی اور اہلال ذبح معنے مطلق رفع صوت کے فروع مین ہے چنانچہ امام رازی سے عنقریب مذکور ہوگا اور تاج المصادر مین
بعد تفسیر کرنے اہلال کے ساتھ نیا چاند دیکھنے کے آواز بلند کرنیکے کہا ہے ومنہ قولہ تعالیٰ وما اہل بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ لغیر اسم اللہ اور
کلمہ منہ کا متعارف ہے یعنے عرف مین مستعمل ہے واسطے ذکر کرنے معنی فرعی کے بعد ذکر کرنے معنی اصلی کے نہ واسطے بیان کرنیکے پس عبارت تاج المصادر سے واضح ہو گیا فساد
زعم زاعم کا بیچ مثال قرار دینے کے اور معلوم ہو گیا فساد زعم اوس زاعم کا بیچ اصل بتانے معنے نودی کے بلکہ بلند کرنا آواز کا اصل ہے معنے رفع الصوت
عند الذبح کے اور اصل معنے مطلقاً ماہ نو دیکھنا ہے اور رفع الصوت اصل ہے معنے رفع الصوت عند الذبح کے اور عند الولادۃ کے اور عند الحج کے پس
لفظ اہلال بیچ ان معانی کے متعارف ہو کر مانند مشترک فیہا کے ہو گیا چنانچہ عبارت صراح مین انکی طرف اشارہ ہے حیث قال استہل الصبی ای صاح عند
الولادۃ واہل المعتمر اذا رفع صوتہ فی التلبیۃ واہل بالتسمیۃ علی الذبیحۃ قولہ تعالیٰ وما اہل لغیر اللہ بہ ای نودی علیہ لغیر
اسم اللہ واصلہ رفع الصوت اور یہ قول صاحب صراح کا واصلہ رفع الصوت تصریح ہے اوپر بطلان زعم تمثیل اور اصلیت مطلق کی فافہم اور عبارت
معالم التنزیل کی جو عنقریب آویگی حیث قال الحق قیل لکل ذابح فان لم یجہر بالتسمیۃ مہل اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ معانی مذکورہ فروع
معنے رفع الصوت کی ہین نہ اوسکی مثالین اور عبارت مذکورہ مصرح ہے کہ اہلال عرف مین بمعنی ذبح کے ہے جیسا کہ عرف مین بمعنے تلبیہ اور اہلال صبی کے
بھی ہے اسی واسطے استہلال صبی کی تفسیر فیہا بما یدل علی الحیوۃ کرتے ہین ساتھ رفع الصوت کے خاصکر فافہم اور اہلال بمعنے ذبح ہونے سے

یہ لازم نہین آتا کہ اہلت لغیر اللہ کی صحت مانند صحت ذبحت لغیر اللہ کی ہو جاوے چنانچہ علم اصول مین مقرر ہو چکا ہی کہ دو لفظونکے مترادف ہونیسے یہ لازم
نہین آتا ہی کہ ہر ایک کا مقام دوسرے کے قایم کرنا صحیح ہووے صلی اللہ علیہ کہنا درست ہی دعا علیہ کہنا درست نہین بجائے صلی علیہ کے کیونکہ دعا علیہ کے
معنے بددعا کی ہو جاتے ہین اور صلی علیہ کے معنے بددعا کی نہین ہین باوجود اسکے کہ صلی اور دعا دونون مترادف ہین اسیطرح اہل اور ذبح مترادف
المعنے ہین اور اہل بغیر اللہ مفید معنی کا ہووے بدون تقدیر باسم کی اور ذبح لغیر اللہ مفید معنی کا ہووے بدون تقدیر باسم کی اور فقہ اس مقام مین یہ ہی کہ
اہل دلالت ذبح باسم پر کرتا ہی بخلاف ذبح کی پس ذبح محتاج طرف ملانے باسم کی ہوتا ہی پس گویا کہ اہل مرادف ذبح باسم کا ہی نہ مرادف فقط ذبح کا پس
واضح ہوا کہ حمل اہل کا اوپر ذبح کی محتاج طرف تقدیر باسم کی نہین ہی تاکہ بسبب احتیاج کی طرف تقدیر باسم کی اور سبب نہونے اہل کی بمعنے ذبح کی لغت عرب
مین قریب تحریف کلام الہی ہووے جیسا کہ زعم کیا ہی (شاہ عبد العزیز نے) اور نسبت تحریف کی تمام ائمہ تفسیر کیطرف کرنا اور انصاف اور ارتکاب اعتساف
کا ہی والعیاذ باللہ من ذلک اور تفسیر نیشاپوری سی جو نقل کیا ہی (شاہ عبد العزیز نے) وہ تو فقط اسی پر دلالت کرتا ہی کہ قصد کرنا تقرب کا بیچ ذبح کرنیکے
طرف غیر خدا تعالی کی محرم ذبیحہ کا اس سبب سے ہی کہ ذابح بسبب قصد کرنے تقرب کے طرف غیر خدا تعالی کی مرتد ہو جاتا ہی اور ذبیحہ مرتد کا حرام ہوتا ہی
اور وہ قول تفسیر نیشاپوری کا اسپر دلالت نہین کرتا ہی کہ بمجرد آواز بلند کرنے اور شہرہ دینے کے قبل ذبح سی کہ یہ جانور بنام غیر خدا تعالی کی ہی وہ جانور
حرام ہو جاتا ہی اگرچہ ذابح مسلمان ہووے اور وقت ذبح ساتھ تنہا نام خدا تعالی کی ذبح کرے ہان اگر وہی ناذر کہ جسنے نذر مین تقرب (یعنے بطور
عبادت) طرف غیر خدا تعالی کی کیا ہی اور ساتھ اس تقرب مذکور کے جانور کو مشہور کیا ہی اور اسی تقرب مذکور کے قصد اور نیت پر اوس جانور کو وہ ذبح
کرے اگرچہ بوقت ذبح تنہا نام خدا تعالی کا ذکر کرے تو فقط اس سبب سے کہ چونکہ قصد اسکا تقرب طرف خدا کی تھا (بطور عبادت غیر خدا کی) ذبیحہ
اوسکا ذبیحہ مرتد کا ہو گیا وہ ذبیحہ حرام ہوگا اس حرمت ذبیحہ مین اسکو کچھ دخل نہین ہی کہ اوس جانور کو واسطے غیر خدا تعالی کی مشہور کیا ہی بلکہ حرمت
ذبیحہ مین ناذر و ذابح کی ارتداد کو دخل ہی اوسکا ارتداد ہی موجب حرمت ہی یہ نہین کہ بنام غیر خدا مشہور ہونے سے وہ جانور مانند کتے اور سور کی حرام ہو گیا
ہی جیسا کہ (شاہ عبد العزیز صاحب) سمجھے ہین ایسے ہی طواف خانہ کعبہ سبب اسکے غیر مقبول ہی کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامہم
ھذا اور یہ سبب عدم مقبولیت طواف خانہ کعبہ کا نہین ہی کہ آواز کرنا ساتھ نام بتونکو راستہ مین بیچ وقت آنیکے خانہ کعبہ مین خانہ کعبہ نعوذ باللہ من
ذلک بمنزل بت کی ہو گیا اور قابل تعظیم کی ساتھ طواف کی نہین رہا بلکہ خانہ کعبہ تو معظم و محترم ہی ہی طواف کرنے والا بسبب نام بتونکا لینے کی راستہ مین
مرتد اور کافر ہو گیا اور طواف مرتد اور کافر و مشرک کا مقبول نہین پس عدم مقبولیت طواف مشرک و کافر کے وجہ اسکا شرک و کفر و ارتداد و سبب
نام لینے بتونکی ہی نہ یہ کہ اوسکے نام لینے بتونکے سبب سے کعبہ مین کوئی خرابی اور خبث آگیا ہی نعوذ باللہ من ذلک پس اسی طرح اس جانور کا حال ہی کہ اوسکو
مشہور کرنے سے ساتھ نام غیر خدا تعالی کی وہ جانور مانند کتے اور سور کی نہین ہوتا ہی وہ حلال اس سبب سے نہین ہوتا ہی کہ ذابح اسکا مشرک ہی مسلمان
نہین ہی اور مشرک کا ذبیحہ حلال نہین ہی فافہم واضح ہو کہ یہ طریقہ جو اہل اسلام مین مشہور و معروف ہی کہ جانور کو بذکر اسم اللہ جو شرط ذبح کی ہی
ذبح کرکے گوشت اسکا فقرا کو کھلاتے ہین اور فاتحہ اور قل ہو اللہ اور درود پڑھکر ثواب اوس گوشت اور فاتحہ اور قل ہو اللہ اور درود کا

مردہ کو پہنچاتی ہین یہ طریقہ تمام امور حسنات ہین اور یہ دال ہین اوپر توحید اہل مجلس کے نہ یہ کہ یہ تمام امور جو قسم حسنات سے ہین طریقہ ہین واسطے پہنچانے
جان جانور کے ارواح مردونکو واسطے تقرب کرنے طرف ارواح مردونکے اور یہ گمان فاسد ہے ساتھ مسلمانونکے اور ہم مامور ہین ساتھ نیک گمان کرنیکے
ہی مسلمانونکی حقمین ظنوا المؤمنین خیرا کے ساتھ ہان اگر ساتھ قرائن قطعیت کی معلوم ہوجاوے کہ فاعل نذر نے تقرب طرف ارواح مردونکی کیا ہے اور
بعضے مشایخ اس صورت مین بھی کافر نہین کہتے ہین لانا لانعی الظن بالمسلم چنانچہ شرح وہبانیہ سے منقول ہوگا اور یہ جو کہا ہے (شاہ عبد العزیز
صاحب نے) کہ ذکر نام خدا تعالی کا اس جانور پر اسوقت فائدہ کرتا ہے کہ خلاف اس شہرہ کی آواز دیا جاوے کہ ہم اس کام سے بھر گئے کہ قصد تقرب کا طرف
غیر خدا تعالی کی ہووے جواب یہ ہے کہ یہ اقرار کرنا ایسی دلیل ہے کہ بہت دلالت کرتی ہے اسپر کہ وہ جانور سبب شہرہ دینے اور آواز کرنے اور مشہور کرنیکے ساتھ نام
غیر خدا تعالی کو حرام مانند کتے اور سور کے نہین ہوا ہے بلکہ صرف قصد تقرب بغیر خدا سے حرام ہوا ہے اور قصد تقرب بغیر خدا تعالی صفت قاصد کی ہے نہ صفت
اوس جانور کے صفت شی کے دوسری شی کے ساتھ قایم نہین ہوتی ہے پس خبیث قاصد ہوا نہ وہ جانور کیونکہ خبیث وہ ہے جسکے ساتھ قصد خبث قایم ہے اور
وہ قاصد ہے شاہ عبد العزیز صاحب مقتدی و سند زمان ہے وعظ و درس مین تحقیقات عجیبہ و غریبہ اونکی زبان سے سنے گئے ہین ایسا کلام اونسے صادر ہونا
محل تعجب ہے شاید بعضے کاتبون نے ساتھ مکر تلبیس کے واسطے رواج دینے باطل اپنے کی اونکی یعنے شاہ صاحب کی تفسیر فتح العزیز مین درج کردیا ہوگا یہ
تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ جو اونکی تفسیر مین مذکور ہے تفسیر قرآن کو ساتھ رائے کی ہے تمام الفاظ قرآنکے محمول معنی لغوی پر نہین ہین بلکہ بہت سے الفاظ قرآن شریف
کی منقول بنقل شرعی ہین چنانچہ صلوۃ و زکوۃ و نکاح و طلاق وغیرہا اور بہت سے الفاظ قرآنکی قسم مجاز و کنایت اور دیگر فنون کلام سے ہین تمام الفاظ
قرآن کی معانی موافق لغت ہے مراد لیے جاوین تو بالضرور یہ مراد لینا تفسیر بالرائے ہوگی اور ارباب تفسیر اور حدیث تمام نے تفسیر ما اہل بہ لغیر کی ساتھ ما
ذبح علی اسم غیر اللہ کی کی ہے تفسیر جلالین مین ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح علی اسم غیر اللہ اور تفسیر مدارک مین ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام
فذکر علیہ اسم غیر اللہ واصل الاہلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اہل الجاہلیۃ باسم اللات والعزی اور
تفسیر مدارک مین ہے او فسقا اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت علی ذبحہ باسم غیر اللہ اور تفسیر بیضاوی مین ہے وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ
الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رؤیۃ الہلال یقال اہل الہلال واہللتہ لکن جرت العادۃ ان یرفع الصوت بالتکبیر
اذا رأی یسمی ذلک اہلالا ثم قیل لرفع الصوت وان کان لغیرہ اور تفسیر احمدی مین ہے وما اہل بہ لغیر اللہ معناہ ما ذبح لاسم غیر اللہ تعالی
مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء وغیر ذلک فان افرد باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ مطلقا الی ان قال ومن ہہنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم حلال طیب چنانچہ اس تمام عبارت کی نقل بعد کو ہوگی اور تفسیر رحمانی مین ہے او فسقا اہل ای صوت فیہ باسم
لغیر اللہ بہ ای سبب ذبحہ اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے بیچ تفسیر سورہ بقر کے وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام والطواغیت واصل الاہلال
رفع الصوت کانوا اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون اصواتہم بذکرہا فجری ذلک من امرہم حتی لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ مہل
قال الربیع عن انس وغیرہ وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور اسی معالم تفسیر سورہ مائدہ مین ہے وما اہل بہ لغیر اللہ وہو

ماذبح علی اسم اللہ تعالیٰ اور تفسیر درمنثور میں ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ ما اھل ماذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد وما
اھل بہ قال ماذبح لغیر اللہ واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ وما اھل بہ لغیر اللہ یقول ماذکر علیہ اسم غیر اللہ تعالیٰ اور امام راغب نے کہا ہے
الاھلال رفع الصوت عند رؤیۃ الھلال ثم استعمل لکل رفع صوت وبہ شبہ اھلال الصبی قال تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذکر علیہ غیر
اسم اللہ وھو ماکان یذبح لاجل الاصنام اور امام فخر الدین سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں تحت قولہ تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللہ کی ما اھل بہ لغیر اللہ الاھلال رفع الصوت
ومنہ یقال فلان اھل بالحج اذا لبی ومنہ استھل الصبی وھو صراخہ اذا ولد وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم اللہ ذلک
اور ہدایہ میں ہے ویکرہ ان یذکر مع اسم اللہ شیئا اخر غیرہ وھو ان یقول عند الذبح اللھم تقبل من فلان وھذہ ثلث مسائل احدھا ان یذکر موصولا
لا معطوفا ولا یحرم الذبیحۃ وھو المراد بما قال ونظیرہ ان یقول بسم اللہ محمد رسول اللہ لان الشرکۃ لم توجد فلم یکن الذبح واقعا الا انہ یکرہ لوجود
القران صورۃ فتیصور بصورۃ المحرم والثانیۃ ان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان
او بسم اللہ ومحمد رسول اللہ بکسر الدال فیحرم الذبیحۃ لاھل بہ لغیر اللہ والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی بان یقول قبل
التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ او بعد الذبح وھذا لا باس بہ لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قبل الذبح اللھم تقبل ھذہ عن امۃ محمد ممن
شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ والشرط وھو الذکر الخالص المجرد علی ما قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ جرد التسمیۃ انتہی اور تفسیر احمدی میں اس
عبارت ہدایہ پر یہ تفریع کی ہے ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہ وقت الذبح
وانکانوا یذبحونھم لھم انتہی اور اس قول پر جیسے بقرہ منذورہ للاولیا کو حلال طیب کیا ہے یہ حاشیہ لکھا ہے صاحب تفسیر احمدی نے ھذا بحسب قولہ وما
اھل بہ لغیر اللہ واما بحسب النذر فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام ونذر الاولیاء لما قال بان النذر للہ وثوابہ لھم انتہی اور ہم کہتے ہیں بتوفیق
اللہ عزوجل کہ ظاہر اس آیت کا فکلوا مما ذکر اسم اللہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم
ایسی دلیل ہے کہ خوب دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد ما اھل بہ لغیر اللہ سے وہ ذبیحہ ہے جو بنام غیر خدا کے ہو اور وقت ذبح کے اس پر نام غیر خدا کا ذکر کیا گیا ہو اسواسطے
کہ امر فرمایا ساتھ کھانے اوس چیز کے جس پر اسم اللہ ذکر کیا گیا ہو مطلق ہے اور مطلق کتاب اللہ سے اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے جیسا کہ مقید اپنے تقیید پر جاری
ہوتا ہے کما تقرر فی علم الاصول پس بنا بریں جس پر نام خدا تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہو وہ مطلقاً حلال ہے قبل ذبح سے یا ساتھ نام غیر خدا تعالیٰ کے شہرہ دیا ہووے
یا ندیا ہووے اور مراد تفصیل ما حرم علیکم سے جو آیت مذکورہ میں مذکور ہے وہ ہے جو اول سورہ مائدہ میں مذکور ہے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر
وما اھل بہ لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام
چنانچہ اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ تفصیل مذکور سے یہی مراد ہے یا تفصیل مذکور سے مراد یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم
یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے یہ اختیار کیا ہے پھر بتقدیر
ما اھل بہ لغیر اللہ جو کہ حرام ہے وہ غیر ما ذکر اسم اللہ علیہ کا ہے جو حلال ہے بمقتضائے آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ کی پس ما ذکر علیہ اسم اللہ کے نہ کھانے کی کوئی وجہ

نہین ہے یہی معنی اس آیت کے ہین وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ پس جس جانور پر اللہ تعالی کا نام وقت ذبح ذکر کیا گیا ہو وہ ہرگز حرام نہین ہے اور وہ نہ ہرگز
ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے بلکہ وہ کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ مین جو سوائے ما حرم علیکم کی ہے داخل ہے اور یہ استدلال سوائے دقت کے ہے سانح دوسرا یہ ہے کہ حرمت میتہ و غیرہ
دم مسفوح اور لحم خنزیر اور منخنقہ اور موقوذہ اور متردیہ اور نطیحہ اور ماکول سبع اشیاء شنگانہ کی جو آیت تحریم مین مذکور ہین حرمت لعینہ ہے پس بالضرور حرمت لعینہ خنزیر کی
جو ما اہل بہ لغیر اللہ ہے اور اسی آیت مین مرتبہ چہارم مین بعد لحم خنزیر کی مذکور ہے حرمت لعینہ ہونا ضرور ہے اسواسطے کہ اگر اس خنزیر مین یعنی ما اہل بہ کی حرمت لغیرہ ہوگی تو اجتماع حقیقت
و مجاز کا لفظ حرمت مین لازم آویگا اسواسطے کہ بیچ اسناد حرمت کیطرف حرام لعینہ مثلاً جب کہا جاوے المیتۃ حرام مجاز مسند مین ہے کہ وہ لفظ حرام کا ہے اسواسطے کہ مراد اس سے یعنی حرام
سے مشارالحرمۃ ہے یعنی حرمۃ فعل کہ اکل ہے اور بیچ اسناد حرمت کیطرف حرام لغیرہ کی مثلاً جبکہ کہا جاوے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اور بر تقدیر ہونے حرام لغیرہ کی کہ وہ اہلال و شہرہ دینا ساتھ غیر
خدا کے ہے مجاز بیچ مسند الیہ کے ہے اسی اکل ما اہل بہ لغیر اللہ حرام اور مسند حرام لغیرہ مین کہ لفظ حرام ہے حقیقت ہے چنانچہ مسند الیہ حرام لغیرہ مین جیسا کہ صدر الشریعۃ نے توضیح مین
ذکر کیا ہے پس بیچ اسناد تحریم کیطرف حرام لعینہ اور حرام لغیرہ کی جمع ہے درمیان حقیقت و مجاز کے بیچ لفظ مسند کے کہ وہ لفظ حرام ہے اور عبارت تفسیر فتح العزیز کی
سے ما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت حرمت لغیرہ ہونا واضح ہے اسواسطے کہ (شاہ عبد العزیز صاحب نے) آخر کلام مین کہا ہے کہ اگر قصد تقرب بغیر خدا سے دور کرکے
آواز دوسرا دیوین کہ ہم اس کام سے پھر گئے اسوقت ذکر نام خدا تعالی کا وقت ذبح مین فائدہ کریگا اور جبکہ حرمت ما اہل بہ لغیر اللہ کی حرمت لعینہ ہے جیسا کہ
اوپر معلوم ہوا تو وہ حرمت لعینہ ما اہل بہ لغیر اللہ اسی صورت مین پائی جا سکتی ہے نہ کسی دوسری صورت مین کہ مراد اس سے مذبوح بنام غیر خدا لیا جاوے
نہ وہ جو بنام غیر خدا شہرہ دیا گیا ہو حیات جانور مین کہ حرام لعینہ ہونا اوسکا باطل بالاجماع ہے چنانچہ صاحب تفسیر فتح العزیز بھی اسکا قائل ہوا ہے کما
عرفت آنفا سانح دوسرا یہ ہے کہ خدا تعالی کے قول الا ما ذکیتم مین استثناء منصرف ہے طرف اشیاء پانچ کے کہ وہ ماکول سبع اور نطیحہ اور متردیہ
اور موقوذہ اور منخنقہ ہین یا یہ استثناء مختص ہے ساتھ اکل السبع کی بالفظ الا جو قول خدا مین ہے وہ بمعنے لکن کے ہے کانہ قیل لکن ما ذکیتم من غیر ہذا فہو حلال
یا استثناء تحریم سے ہے نہ محرمات سے یعنے حرم علیکم ما مضی الا ما ذکیتم فانہ لکم حلال یہ تمام چار قول ہیں اول قول علی و ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا ہے اور رجوع کرنا
استثناء کا طرف اوسکے جو متقدم ہے منخنقہ سے کہ وہ وما اہل لغیر اللہ بہ ہے بالاجماع باطل ہے اور تفسیر احمدی مین کہا ہے لا یجوز ان یکون استثناء مما تقدم
ایضا یعنے حرمت المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ کما نص فی الزاہدی لان ہذہ الاشیاء حرام لذاتہا لم یلحقہا الحل فی حال من الاحوال
یدل علیہ ذکرہا مرارا فی القرآن بدون استثناء ولانہا لم یتصور فیہا الذکوۃ لان المیتۃ ہی التی ماتت بلا ذبح والدم ظاہر والخنزیر نجس
کان لحمہ حراما مطلقا لم یحتج الی الاستثناء ومعنی ما اہل بہ اذبح فکیف یتصور فیہا الذکوۃ ثانیا انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ الا ما ذکیتم
استثناء حرمت میتہ اور دم اور لحم خنزیر اور ما اہل لغیر اللہ سے نہین ہو سکتا ہے اور بر تقدیر تفسیر کرنے ما اہل لغیر اللہ بہ کو ساتھ شہرہ دیدے کر بنام غیر خدا کے استثناء
جایز ہو سکتا ہے کہ بعد شہرہ دینے کو ترکیہ ساتھ نام خدا تعالی کے کرے جیسا کہ صاحب تفسیر فتح العزیز خود قایل ہوا ہے اور یہ خلاف اجماع اور خلاف نصوص مذکورہ
بے احتمال استثناء کے ہے چنانچہ تفسیر زاہدی سے اشارہ اسطرف ہو گذر چکا ہے یہانتک فاضل رامپوری مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم نے رد عبارت تفسیر
عزیزی کا کردیا اور تمام اقوال عبارات مذکورہ کا قلع و قمع فاضل موصوف کے اقوال سے ہو گیا بہت بڑی دلیل مخالف لوگونکی یعنے وہابیہ کی یہی عبارت

تفسیر عزیزی کی ہی اور اس عبارت سے ان تمام وہابیہ کو دہوکا ہوا ہی اور یہی عبارت اکثر پیش کرکے عوام کالانعام کو یہ دہوکا اور فریب دیتے ہین اور اسی عبارت کو مطالب کی درستی کی ثبوت کیواسطے اور ہر اور دہر کی باتین بناتے ہین اور بے موقع اور بے محل عبارات کتب کے پیش کرکے جانور منذور اولیاء کی حرمت عوام کو فریب دہی کو ثابت کرتے ہین پس جب عبارت تفسیر عزیزی مذکور کا قابل اعتبار نہونا فاضل مذکور کے قول سی ظاہر ہوگیا تو وہابیہ کی بہت بڑی دلیل ساقط ہوگئی اور انکا قول جانور مذکور کے بارے مین بنا فاسد علی الفاسد ہونا روشن اور ہویدا ہوگیا

تمت

تمام | تمت بالخیر | شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واحبابہ اجمعین **بعد** حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ ایک رسالہ بنام نہاد تحقیق آیت کریمہ ما اھل بہ لغیر اللہ تصنیف نور محمد بن عبد الصمد سے مطالعہ مین آیا چونکہ وہ رسالہ مشتمل تھا دعاوی باطلہ اور اکاذیب لاطائلہ پر اور نیز مستلزم تھا تضلیل وتکفیر علماء کرام وائمہ اسلام پر لہذا واسطے حفظ اہل اسلام کے یہہ رسالہ مختصر متعلق اوسکے لکھا گیا ساتھہ حوالہ ونقل کتب معتبرہ معروفہ ومشہورہ علماء معتمدین کے تاکہ تطبیق اوسکی ہر شخص پر آسان ہو واللہ تعالیٰ ھو الموفق والمعین۔ واضح ہو کہ رسالہ مذکورہ مین ادعا کیا الذبیحۃ علی اربعۃ اقسام ذبیحۃ ذکر اسم اللہ علیہ خاصۃ حقیقۃ او حکما وذبیحۃ لم یذکر اسم اللہ علیہ لا حقیقۃ ولا حکما وذبیحۃ علی النصب تعظیما لھا وذبیحۃ منذورۃ لغیر اللہ فھذہ الثلاثۃ الاخیرۃ حرام قطعا ومستحلہ کافر لا محالۃ الخ **اقول** ادعا کفر یقینی اور حرمت قطعی کا اس مقام پر جو علی الاطلاق کیا بوجوہ محل کلام ہے اور استدلال ناتمام ہے اولاً دلیل مین لکھا والدلیل للثانیۃ قولہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ای خالصۃ عند ذبحہ تحقیقا او تقدیرا کالمؤمن المتعمد خلاف الناسی الی اخرہ حالانکہ مومن متعمد کی ذبیحہ کو حرام قطعی ٹھہرا کر اوسکے مستحل کو کافر لا محالہ قرار دینا بہت ائمہ اسلام کو کافر ٹھہرانا ہے چنانچہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مذہب مین ناسی اور متعمد کا ایک ہی حکم ہے کہ بہر حال ذبیحہ حلال ہے پس جزم کفر وحکم حرمت قطعی ویقینی کا کرنا بیجا خیال ہے تفسیر کبیر مین ہے قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ھذا النھی مخصوص بما اذا ذبح علی اسم النصب ویدل علیہ وجوہ احدھا قولہ تعالیٰ وانہ لفسق واجمع المسلمون علی انہ لا یفسق اکل ذبیحۃ المسلم الذی ترک التسمیۃ وثانیھا قولہ تعالیٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وھذہ المناظرۃ انما کانت فی مسئلۃ المیتۃ

روی ان ناسًا من المشرکین قالوا للمسلمین ما یقتله الصقر والکلب تاکلونه وما یقتله الله
تعالیٰ فلا تاکلونه وعن ابن عباسؓ انهم قالوا تاکلون ما تقتلونه ولا تاکلون ما یقتله الله
فهذه المناظرة مخصوصة باکل المیتة وثالثها قوله تعالیٰ وان اطعتموهم انکم لمشرکون وهذا
مخصوص بما ذبح علی النصب یعنی لو رضیتم بهذه الذبیحة التی ذبحت علی اسم الهة الاوثان
فقد رضیتم بالهیتها وذلک یوجب الشرک قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ فاول الآیة وان کان
عامًا بحسب الصیغة الا ان اخرها لما حصلت فیه هذه القیود الثلاثة علمنا ان المراد
من ذلک العموم هو الخصوص ومما یوکد هذا المعنی هو انه تعالیٰ قال ولا تاکلوا مما لم یذکر
اسم الله وانه لفسق فقد صار هذا النهی مخصوصًا بما اذا کان هذا الاکل فسقًا ثم طلبنا فی
کتاب الله تعالیٰ انه متی یصیر فسقا فرایناه هذا الفسق مفسرا فی آیة اخری وهو قوله تعالیٰ
قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر
فانه رجس او فسقا اهل لغیر الله به فصار هذا الفسق فی هذه الآیة مفسرا بما اهل به لغیر الله
واذا کان کذلک کان قوله تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه وانه لفسق مخصوصا
بما اهل به لغیر الله والمقام الثانی ان نترک التمسک بهذه المخصصات لکن نقول لم قلتم انه لم
یوجد ذکر الله ههنا والدلیل علیه ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ذکر الله تعالیٰ
مع المسلم سواء قال او لم یقل ویحمل هذا الذکر علی ذکر القلب والمقام الثالث هو انا ان نقول
هب ان هذا الدلیل یوجب الحرمة الا ان سائر الدلائل المذکورة فی هذه المسئلة توجب
الحل ومتی تعارضت وجب ان یکون الراجح هو الحل لان الاصل فی الماکولات الحل الی اخره
خلاصہ یہہ کہ مسائل اختلافیہ علماء اہل سنت مین غایتہ الامر کلام ترجیح حلت یا ترجیح حرمت مین اور اولویت وعدم
اولویت مین ہو سکتا ہے لیکن ادعاء قطعیت ویقینیت کا کرکے حکم کفر کا مرتب کرنا محض گمراہی ہے اور ثانیًا لکھا
والدلیل الثالث قوله تعالیٰ وما ذبح علی النصب وان لم یسمع فیه اهلال فیه لغیر الله وزعم صاحبه
انه ذبح باسم الله الخ **اقول** اکابر ائمہ دین تصریح فرمائی ہین کہ ذبح لغیر اللہ اور ذبح للطواغیت اور ذبح علی
الانصاب اور دوسرے الفاظ متقاربہ سے کہ بیچ اسباب کے کتاب اور سنت مین وارد ہین مراد وہ ہے کہ ذبح ساتھ نام غیر کے
کیا جاوے پس سوائے ذکر اہلال غیر کے باوجود ذبح ساتھ نام اللہ کے حکم حرمت اور کفر کا اور داخل کرنا ذبح علی النصب مین

محل کلام ہی امام نووی شرح صحیح مسلم شریف مین فرماتے ہین اما ذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ
الی آخرہ فلینظر اور ثالثا لکما والدلیل للرابعۃ قولہ تعالی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم
الخنزیر ثم عقبہا وما اھل بہ لغیر اللہ الخ **اقول** اسمقام پر ذبیحۃ منذورہ لغیر اللہ کو علی الاطلاق قسم رابع
قرار دیا ہی اور سابقا اوسکو قسم ثانی مین داخل کیا تھا وھل ھذا الا تھافت اور **رابعا** لکما اذا ذکر علیہ اسم اللہ
یقال ذکر اسم اللہ علیہ ولا یقال اھل باسم اللہ تعالی لان الاھلال عین الشارع للنذر
او لتقرب فی ابتداء الذبح فانکان للہ فللہ وانکان لغیر اللہ الخ **اقول** عامہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہی
کہ اہلال لغیر اللہ سے ذکر اسم غیر اللہ عند الذبح مراد ہے اور اہلال للہ سے ذکر اسم اللہ وحدہ مراد ہی اور مہل عرف شرعی مین بمعنی
ذابح کے ہے پس مدار اوسکا تعیین نذر و تقرب پر رکھنا مخالف اتفاق مفسرین کے ہے ہان فقہا و مفسرین کو اختلاف اس
امر مین ہی کہ ذکر اسم غیر اللہ جو عند الذبح محرم ہے اور اوسکا اس آیۃ کریمہ مین بیان ہی وہ مخصوص ہی ساتھ ذکر اصنام کے یا عام ہی
جمہور کا مذہب تعمیم کا ہی تفسیر وسیط امام واحدی مین ہی معنی ما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام وذکر علیہ اسم
غیر اللہ ھذا قول جمیع المفسرین الخ اسیطرح تمام مفسرین سلف و خلف سے ثابت ہی تا آنکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے
ترجمہ فتح الرحمن مین لکھا ہی سورۂ بقرہ و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا سورۂ مائدہ و آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او
یاد کردہ شود سورۂ انعام یا آنچہ فسق باشد کہ برای غیر خدا آواز بلند کردہ شود نام غیر خدا بر ذبح او الخ پس تمام مفسرین کو جاہل
ٹھہرانا حماقت ہی اور **خامسا** لکما فاذا کان للہ فحلال بالتسمیۃ وانکان لغیر اللہ فحرام ولو بالتسمیۃ
کما فی تفسیر الرحمان فی سورۃ المائدۃ تحت قولہ تعالی وما اھل لغیر اللہ بہ فانہ ان ذکر معہ اسم اللہ
فقد عارض المطھر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد زید فی تنجسہ ھکذا فی العمدۃ
وفی سورۃ الانعام او فسقا ای خروجا عن الدین الذی ھو کالحیات للطھرۃ اھل بہ لغیر اللہ ای صوت
فیہ باسم غیر اللہ ای بسبب ذبحہ لہ فانہ وان قرن بہ اسم اللہ لا یؤثر معہ فی التطھیر الخ **اقول** کمال
بیباکی صاحب رسالہ کے ساتھ بزاد اراکی کہ اسمقام سے ثابت ہی دعوی کیا کہ ذکر اسم اللہ کے مقام پر اہل باسم اللہ اور ذکر اسم غیر اللہ
کے مقام پر اہل لغیر اللہ صحیح نہین ہی پھر دعوی کیا کہ نذر غیر اللہ کفر ہے اور منذورہ حرام و نجس ہی اگرچہ صرف تسمیۃ حق سبحانہ کا کیا
جاوے حالانکہ عبارت مذکورہ تفسیر مین کسی دعوی کا ذکر نہین ہی بلکہ اگر عقل ہوتی تو سمجھتا کہ تفسیر مذکور مین صاف و صریح مدار حرمت
کا ذکر غیر حق سبحانہ پر وقت موت کو رکھا اور ذکر و تسمیت باسم غیر کو ذبح پر سبب حرمت کا ٹھہرایا ہی پس دعوی صاحب
رسالہ کا کسیطرح سے ثابت نہین ہی اور نیز اسی تفسیر شریف مین تصریح فرمادی ہی کہ مطہر سے مراد خاص ذکر اسم مبارک

حق سبحانہ کا ہی جو ذبیحہ پر لیا جاوے پس صورت متنازعہ مین جب بلا شرکت غیری صرف نام حق سبحانہ پر ذبیحہ کیا گیا مطہر بلا معارض
موجود ہے پس حکم حرمت کا بموجب حکم صاحب تفسیر کے مردود ہے **سادسًا** لکما فثبت حرمة الذبیحة المذکورة
لغیر الله بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله تعالیٰ او فسقا اهل به لغیر الله کما مر والسنة
قوله علیه السلام لعن الله من ذبح لغیر الله الخ **اقول** حال تفسیر کتاب کا سابقا بالاجمال لکھا گیا اور حال شرح سنت کا
یہہ ہی تفسیر روح البیان مین فرمایا ہی وفی الحدیث لعن الله من ذبح لغیر الله قال النووی المراد به الذبح باسم
غیر الله کمن ذبح للصنم او لموسی او لغیرهما وذکر الشیخ الماوردی ان ما یذبح عند استقبال
السلطان تقربا الیه انفق اهل بخارا بتحریمه لانه مما اهل به لغیر الله وقال الرافعی هذا غیر محرم
لانهم انما یذبحونه استبشارا بقدومه ومثل هذا لا یوجب التحریم کذا فی شرح المشارق لابن الملک الخ
**سابعًا** لکما والاجماع فقد اجتمعت الامة من لدن زمن خیر القرون الی یومنا هذا علی حرمة الذبیحة
لغیر الله ولو بالتسمیة لانه اهل به لغیر الله ومن خالف الاجماع فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الخ
**اقول** ادخال ذبیحہ کا جو بہ تسمیہ حق سبحانہ ذبح کیا گیا ہو حکم آیت کریمہ مین بالاجماع اور پھر تفریع خلع اسلام کی اوسپر در پردہ جرات
دلانا جہال کو ہی تکفیر ائمہ اسلام پر حالانکہ اطلاق ذبیحہ لغیر الله اور اہل بہ لغیر الله کا بموجب تصریح جماہیر ائمہ دین کی اوسیوقت صحیح ہے
کہ جب بجائی تسمیہ کی عند الذبح اسم غیر کا انفرادًا یا اجتماعًا لیا جاوے **ثامنًا** وقت ذبح کی نام لینے سے اگر بطور شرکت کی ساتھ خدا کی
ہو تو بموجب ہماری مذہب کے ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر بطور شرکت کی نہو بلکہ بطور تبرک و تعظیم کی ہو تو اوسکو بالاجماع حرام کہنا اور
علی الاطلاق کفر ٹھہرانا باطل ہی رجل ضحی او ذبح وقال باسم الله وباسم خدا وباسم نبی علیه السلام قال الشیخ محمد
بن الفضل ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی الله علیه وسلم تبجیله وتعظیمه جاز ولا باس به وان
اراد به الشرکة مع الله تعالیٰ لا یحل الذبیحة هکذا فی البزازیة وقاضیخان وغیرهما من الکتب
**تاسعًا** حرام ہو جانا ذبیحہ کا ذکر اسم غیر سے وقت ذبح کی بقصد شرکت حق سبحانہ کی اگرچہ ہمارے مذہب مین عام ہی لیکن بہت ائمہ اہل سنت کا
یہہ بھی مذہب ہے کہ اگر کتابی بنام مسیح یا عزیر کی مثلاً ذبح کرے تب بھی ذبیحہ حلال ہی پس علی الاطلاق حکم قطعی حرمت کا کرکے کفر کا قایل ہونا
بیجا ہی وہ ائمہ کہتے ہین کہ کتابی اگر باسم الله کہیگا تب بھی مراد اسکی غیر خدا ہوگا اور ہماری علماء مذہب فرماتے ہین کہ اعتبار لفظ و ظاہر کا ہی
نہ باطن و نیت کا پس جبکہ نام مسیح کا لیا جاویگا داخل اہل بہ لغیر الله کی ہو جاویگا اور جب نام صرف حق سبحانہ کا لیا جاویگا حلال ہوگا بسبب
تسمیہ حق سبحانہ کی اگرچہ ارادہ و نیت فاسدہ ہو تفسیر روح البیان مین ہی لو ذبح یهودی او نصرانی علی اسم غیر الله
کالنصرانی یذبح باسم المسیح فذهب اکثر اهل العلم الی انه یحل فان الله تعالیٰ قد احل ذبائحهم وهو یعلم ما یقولون

وقال الحسن اذا ذبح اليهود والنصرانی فذکر اسم غیر الله وانت تسمع فلا تاکله واذا غاب عنك فکل الخ
تفسیر کبیر مین ہی واحتج المخالف بوجوه الاول انه تعالی قال وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وهذا عام
الثانی انه تعالی قال وما ذبح علی النصب فدل علی ان المراد بقوله وما اهل به لغیر الله هو المراد بقوله
وما ذبح علی النصب الثالث ان النصرانی اذا سمی الله تعالی وانما یرید به المسیح فاذا کانت ارادته
لذلك لم تمنع حل ذبیحته مع انه یهل به لغیر الله فکذلك ینبغی ان یکون حکمه اذا اظهر ما یضمره والجواب
عن الاول ان قوله وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم عام وقوله وما اهل به لغیر الله خاص والخاص مقدم
علی العام وعن الثانی ان قوله تعالی وما ذبح علی النصب لا یقتضی تخصیص قوله وما اهل به لانهما آیتان
متباینتان فلا مساواة بینهما وعن الثالث انا انما کلفنا بالظاهر لا بالباطن فاذا ذبحه علی اسم الله وجب
ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن الخ اور سراجیه وغیره کتب حنفیه مین فرمایا ہی الکتابی اذا ذبح باسم الله تعالی
واراد به المسیح حل الذبیحة الی آخره اور نیشاپوری مین ہی قال مالك رض والشافعی رض وابو حنیفة رض واحمد رض اذا
ذبحوا علی اسم المسیح فقد اهلوا به لغیر الله فوجب ان یحرم واذا ذبحوا علی اسم الله فظاهر اللفظ یقتضی
الحل ولا عبرة بغیر اللفظ الی آخره **عاشرا** لکما فاذا علمت هذا فاعلم ان من ذهب الی جواز الذبیحة المنذورة
لغیر الله فهو خارج عن الاجماع فکل الذبیحة المنذورة لغیر الله ولو بالتسمیة حرام نجس کالخنزیر الخ **اول**
تفسیر احمدی مین بعد قول ما اهل به لغیر الله معناه ما ذبح باسم غیر الله وبعد بیان مسئله ہدایه کی جسمین تفصیل ذکر
اسم غیر کی وقت ذبح کی ہے فرمایا ہی ومن هاهنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء حلال طیب لانهم وان کانوا
ینذرونها لکن لم یذکر عند الذبح الا اسم الله تعالی الخ پس حکم حرمت قطعیه اجماعیه کا کرنا علماء دین کو کافر ٹھہرانا ہے
**حادی عشر** تحقیق مسئله نذر کی یہه ہی که استقلالاً نذر غیر کی کرنا بطور اوسکی عبادت کی البته مستلزم شرک ہی مگر اہل اسلام
جو نیاز اولیاء کرام کی کرتی ہین اطلاق نذر کا استقلالاً نہین ہی بلکه مجازاً او تاولاً صحیح ہی حاشیه منحیه تفسیر احمدی مین ہی هذا
بالنظر الی قوله تعالی وما اهل به لغیر الله واما بالنظر الی مسئلة النذر فقد تقرر ان النذر لغیر الله تعالی
حرام ونذر الاولیاء ماول بان النذر لله تعالی وثوابه لهم الی آخره علامه امام نابلسی نے کتاب کشف النورین
فرمایا ہی نذر الاولیاء بان یصرف علی فقرائهم المجاورین جایز فی نفسه لان النذر فیه مجاز عن العطیة والعبرة
بالمقاصد دون الالفاظ فکیف یقول عاقل بحرمة قول انسان لولی بعد الموت ان شفا الله مریضی فلك عندی
کذا فان اهل الولایة فی هذا المعنی اولی من غیرهم فان القایل یعلم ان ذلك یصرف فی مصالح الخدام

لذالك الولی وللفقراء فیجعل ذلك وعدًا وعطیة تصحیحا لقول المؤمنین واما اصرار بعض الناس علی تحریم
هذه الامور بغیر دلیل قطعی فموجبه عدم الحیاء من الله تعالی فان الحرام فی مقابلة الفرض یحتاج فی ثبوته
الی دلیل قطعی الی آخره ملخصا وملتقطا اور تفسیر روح البیان وغیره مین بھی یہہ مسئلہ مصرح ہی پس یہہ حکم کفر کا علی الاطلاق کر
دینا گمراہی ہی **ثانی عشر** لکھا والشاهد علی ذلك تفسیر النیشاپوری قال اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة
وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدًا وذبیحته ذبیحة مرتد الخ **اقول** اسمین ذکر نذر اولیاء کرام کا نہین ہے
نہ اوسکو آیت کریمہ وما اهل به لغیر الله مین داخل کیا ہی بلکہ بمناسبت حرمت ذبیحہ وما اهل به لغیر الله کی حرمت ذبیحہ مذکورہ کو بسبب مرتد ہو جانے
مسلم کی بوجہ عبادت وتقرب غیر خدا تعالی عارض ہو گئی ہی ذکر فرما دیا ہی جیسا دستور عامہ علماء کا ہی کہ باوجود مناسبت مسایل ایک
بحث کو دوسری بحث مین واسطی بسط کلام کی ذکر فرما دیا کرتی ہین اور اگر حکم حرمت کا بوجہ شمول آیت کریمہ وما اهل به لغیر الله کر ہوتا تو حاجت قید
لو ان مسلما کی کیا ہوتی حالانکہ اس مسئلہ تقرب مین مسلم وکتابی کا فرق ہی تفسیر کبیر مین ہی قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة
وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد وهذا الحکم فی غیر ذبائح اهل الکتاب اما
ذبائح اهل الکتاب فتحل لنا الی آخره **ثالث عشر** پھر لکھا وایضا فتاوی ابو اللیث السمرقندی اوضح منه قال
الناذر لغیر الله ان قصد بالنذر التقرب الی غیر الله وظن انه متصرف فی الامور کلها دون الله فنذره باطل
وارتداده ثابت وان قصد بالنذر التقرب الی الله وایصال الثواب الی اولیاء الله ویعلم انه لا تتحرك ذرة
الا باذن الله ویجعل الاولیاء وسائل بینه وبین الله تعالی فی حصول مقاصده فلا حرج فیه وذبیحته
حلال طیب هذا هو الصواب وعلیه عمل المشائخ وایضا اجمع علیه اهل البخاری الخ **اقول** اگر صاحب سالکو عقل سلیم
وفہم مستقیم ہوتا تو اسی قول فتاوی سمرقندی کا مطلب سمجھکر ہرگز علی الاطلاق حکم کفر ناذر لغیر الله کا اور حکم عام حرمت منذور لغیر الله کا
نکرتا بلکہ جیسی فتاوی سمرقندی کی اس عبارت مین ناذر لغیر الله ایک شق پر کافر اور دوسری شق پر غیر کافر اور ذبیحہ اوسکا حلال فرمایا ہے
صاحب سالکو بھی اس تقسیم کا قایل ہوتا اور مسلمانونپر علی الاطلاق حکم کفر کرنیکی جرأت نکرتا **رابع عشر** پھر لکھا وایضا فی فتاوی
خوارزم مجوسی قال لمسلم اذبح هذه الشاة للنار فذبحها لا توکل لانه اهل به لغیر الله الخ **اقول** بر تقدیر صحت
نقل کر کیا جاتا ہی کہ یہہ قول جسمین بلا تفصیل علی الاطلاق ذبیحہ مذکورہ کو داخل اہل به لغیر الله اور حرام کر دیا ہی مخالف کتب مشہورہ کی ہی پس
ترجیح اوسکی ناجایز ہی کہ اوسکی بموجب ادعاء اجماع کا کر کے جزم حکم کفر اہل اسلام کا کر دیا جاوی فوائد برہانیہ مین ہی مجوسی گاوی بمسلمانی داد
کہ بنام نار کہ معبود اوست ذبح کند مسلم بنام خدا ذبح کرد گوشت او حلال است کذا فی کتب الفقه وفی جامع الفتاوی والتاتارخانیه
مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارهم او الکافر لا لتهم توکل لانه سمی الله تعالی الخ **خامس عشر** پھر لکھا

وایضاً فی در المختار قوله ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله الخ **اقول**
حال اس مسئلہ کا یہہ ہے کہ اگر ذبح مذکور سے تقرب غیر خدا بطور عبادت کی منظور تو وہ شخص بالاتفاق مرتد ہے ذبیحہ اوسکا میتہ اور ذبیحہ مرتد کا ہے
اور اگر صرف خوشامد و مکاری بطور رشوت کی منظور ہو جیسا وقت قدوم امیروں کے دستور ہے تو اوسمین اختلاف ہے مگر بتقدیر حرمت کے بھی داخل
کرنا اوسکا ما اہل بہ لغیر اللہ مین بغیر ذکر نام غیر کے وقت ذبح کے اور حکم کفر کرنا بغیر شرک کے سہو اور محتاج تاویل ہے ونہ حکم بیگانہ از دلیل ہے ملا علی
قاری نے شرح فقہ اکبر مین متعلق مسئلہ کفر ہونے ذبح لقدوم الامیر کے فرمایا ہے ای اذا لم یسم اللہ فی ذبحہا او شارک القادم فی
التسمیۃ واما بدون ذلک فلا یظہر وجہ الکفر فی ہذہ القضیۃ الخ اور علامہ طحطاوی نے بھی صاحب در مختار کے
کلام پر اشارہ اعتراض تاویل کا کر دیا ہے قولہ لانہ اہل بہ لغیر اللہ الاہلال رفع الصوت بالذکر وہی میتۃ ولو ذکر اللہ تعالی
خالصاً فالاولی ان یقول لانہ عظم بہ غیر اللہ تعالی الخ اور اگر ایصال ثواب ذبح کا واسطے غیر خدا کے اور اطعام فقرا اور
اکل احباب مقصود ہے تو ذبیحہ بلا شک حلال ہے اور تعظیم و اکرام محبوبان حق سبحانہ کی داخل عبادت و تقرب غیر خدا نہین ہے بلکہ عین تعظیم و اکرام
و تقرب سبحانہ ہے بالجملہ حکم حرمت و کفر علی الاطلاق و بالاجماع والاتفاق کرنا جیسا کہ میان صاحب رسالہ سے ظاہر محض نافہمی ہے مقتضائے عقل
و دین یہہ تھا کہ تحقیق کر کے درمیان اقوال متفرقہ علماء کرام کی تطبیق کرتا اور اہل اسلام کی تکفیر پر جزم نہ کرتا ملا علی قاری نے مرقاۃ مین
بعد نقل قول بغوی کے جو متضمن کراہت ذبح حیوان کو وقت قدوم کے تھا فرمایا ہے وفیہ ان ذبحہ واکلہ واطعامہ للفقراء لا وجہ
لکراہتہ بل ثبت فی صحیح البخاری انہ علیہ السلام لما قدم المدینۃ نحر جزوراً وقال العلماء الضیافۃ سنۃ
عند القدوم الخ علامہ امام عابد مدنی نے رسالہ ذبیحہ مین فرمایا ہے وتعظیم غیر اللہ تعالی لیس بحرام مطلقاً فان تعظیم
الانبیاء ثم العلماء ثم الصالحین وکذلک تعظیم ابیہ وشیخہ مطلوب ثابت علیہ فاندفع بہذا ما قیل ان تعظیم
غیر اللہ کفر ولو قیل کلامنا فی التعظیم بالذبح قلت ہلم بدلیل یقتضی حرمۃ التعظیم اذا کان اسم اللہ تعالی
وحدہ مذکوراً الی آخرہ اور کتاب الانوار مین بعد نقل قول ابراہیم مروزی کے لکھا ہے وقال الرافعی مستدرکاً
خایطاً اعلم ان الذبح باسمہ نازل منزلۃ السجود وکل واحد منہما نوع تعظیم وعبادۃ فمن ذبح لغیرہ
عبادۃ کفر وحرمت ذبیحتہ وکذا الوذبح لہ ولغیرہ علی ہذا الوجہ واما من ذبح لغیرہ لا علی ہذا الوجہ کما
اذا ذبح لرفیق غیرہ او لرضاہ او للکعبۃ تعظیماً لانہا بیت اللہ تعالی او للرسول لانہ رسول اللہ فلا یحرم ومن
ہذا القبیل الذبح عند استقبال السلطان لانہ استبشار بقدومہ ونازل منزلۃ العقیقۃ ومثل ہذا
لا یوجب الکفر وعلی ہذا اذا قال بسم اللہ واسم محمد واراد الذبح باسم اللہ فقط والتبرک باسم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ینبغی ان لا یحرم ہذا کلام الرافعی وصوبہ النووی الخ ملخصاً واضح ہو کہ صاحب رسالہ جو مقام

تفصیل وتقیید مین کلام مجمل ومبہم علی الاطلاق لکھکر حکم کفر وحرمت کا بالاجماع والاتفاق لازم کیا تھا اور بین المسلمین شقاق
ونفاق قایم کیا تھا اوسکی دفع کیواسطے یہہ چند امور بہ نہایت اختصار بنظر خیر خواہی برادران دینی کو لکھے گئے باقی رسالہ مذکورہ کی اغلاط
والفاظ جاہلانہ سی تعرض نہین کیا گیا کہ عوام اہل اسلام کو چندان سود مند نہ تھا اور اہل علم تو خود حال اوس رسالہ کی خرافات کا جانتے ہین
اب واسطی اون لوگونکی جو اقوال فقہا ومحدثین ومفسرین سابقین جو اس تحریر مین مندرج ہین قبول نہین کرتے ہین اور مقلد وستبع
مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی ہین قدری کلام مولوی اسمعیل صاحب کا جو اونکی معتقدین نی مجموعہ زبدۃ النصائح مین چھاپا ہی بالاختصار
لکھا جاتا ہی اوسی رسالہ مین مولوی اسمعیل صاحب نے فرمایا ہے وجای اشتباہ درین دیار ودرین زمانہ دو صورتہا است کہ برای مرگان میکنند
پس باید دانست کہ اگر مقصود درین صورت گوشت بود چنانچہ در فاتحہ دستور است پس درین صورت حیوان مذبوح حلال است واگر نذر مقرر کند
پس نذر ہم اگر بر گوشت واقع است آن گوشت حلال اگرچہ درین نذر گفتگو است واگر مقصود ذبح برای میت است پس یا بایصال ثواب
ذبح باشد یا تقرب بذبح بسوی میت بود وصورت شبہ درین مقام چہار است اول آنکہ مقصود نذر ونیاز کردن گوشت باشد ونذر
غیر اللہ مطلقا ممنوع است الی آخرہ ملخصا اور اسی مین ہی شخصی نذر کند کہ یک روپیہ للہ بمحتاجی خواہم داد یا بہ سیدی یا بدرویشی متوکل
یا امثال ذالک وسید ودرویش گو محتاج نباشند اما خصوصیت ایشان بنظر سیادت یا توکل نذر برای خدا تعالی است اگر ہمین طور نذر
برای اولیا رگذشتگان کند روا است این طریقہ صحیح است الی آخرہ ملخصا وطریقہ قبیحہ این است کہ در عبادت تعظیم شان قصد کند الخ واگر
طریق حسن در دل باشد اما از زبان لفظ نذر گوید خللی دران ہست یا نی نظر باینکہ این لفظ در شرع مستعمل درین معنی است کہ مختص
بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات شرعیہ دران باشد ادنی آن است کہ ترک اولی باشد اما حرام نتوان گفت واگر از الفاظ مشترکہ کہ بسبب
استعمال این دیار اشتراک پیدا کردہ گفتہ آید باکی نیست الی آخرہ ملخصا اور اوسی مین ہی نذر کہ عوام برای اولیا میکنند ایشان را بہ سرحد حرام
میرساند اما آن چیز حرام نمیشود اگر نذر کند کہ بشرط بر آمدن حاجت گاو دو سالہ نیاز حضرت غوث اعظم خواہم کرد پس حکم این مثل حکم طعام است
اگر نذر بطریق حسن است ہیچ خللی نی واگر قبیح است فعلش حرام وحیوان حلال وشاید ہمین صورت مراد مولانا سین است کہ در استفتا مندرج است
ودر تفسیر احمدی علت آن واقع گشتہ الی آخرہ ملخصا اور اوسی مین ہی صورت سیوم کہ عوام زمانہ ازان غافل اند کہ بقصد تقرب خدا ذبح کند وثواب عبادت
ذبح بدیگری رساند این ہم روا است وجانور حلال وطیب است وبرای نفع موتی باید کہ این صورت بہتر از اوضاع دیگر باشد چراکہ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی
وفاتحہ خوانی وطعام خورانیدن سوای کندن چاہ ودعا واستغفار وضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید ومصافحہ بعد
نماز صبح وعصر الی آخرہ ملخصا اور اوسمین ہی صورت چہارم آنکہ تقرب بغیر اللہ بذبح منظور باشد وہمین است صورت متنازعہ فیہا الخ اور اوسکی حکم مین لکھا ہے چو این کار
دل بافعل ذبح جمع شد حیوان مردار گردید واگر متقرب غیر ذابح است ذابح را باید دید اگر بموجب حکم وقصد او ذبح کند مردار است واگر خلاف حکم ومرضی او قصد کند
حیوان حلال است لیکن حکم مغصوب دارد الی آخرہ ملخصا حررہ العبد الراجی الی الرحمۃ خالق الکونین محمد لطاف حسین البدایونی سلمہ اللہ تعالی

فقیر نے اس رسالہ فیض مقالہ مولفہ مولوی لطافت حسین صاحب کو اول سے
آخر تک دیکھا مطابق حق کے پایا اللہ تعالی مولف علام کو جزائے خیر دے اور اس سے
گمراہونکو ہدایت فرماوے آمین یارب العالمین العبد الراجی الی رحمت اللہ الاحد
محب احمد البدایونی سلمہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد۔

بیشک یہہ رسالہ ہدایۃ مقالہ میاں نور محمد کی فریبونکی رد مین کافی و وافی ہے اگر میاں
صاحب مذکور اسکو بنظر انصاف دیکھینگے تو امید قوی ہے کہ مسلمانونکی تکفیر سے
باز آوینگے اور اپنی نافہمی پر نادم ہونگے العبد الراجی الی رحمۃ اللہ الحمید محمد
فضل مجید البدایونی سلمہ اللہ۔

ملا نور محمد نے جو مسلمانونکی تکفیر مین چند خرافات بنام نہاد تحقیق تفسیر
ما اہل بہ لغیر اللہ لکھی تھے اسکے رد مین یہہ جواب باصواب ہے اللہ سبحانہ وتعالی
مصیب کو اجر خیر عطا فرماوے العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الاکبر محمد عبد المقتدر البدایونی

المجیب مصیب العبد المفتقر الی اللہ تعالی محمد عبد القیوم البدایونی

اصاب من اجاب واللہ تعالی اعلم بالصواب حررہ العبد محمد امجد احمد البدایونی

مولوی لطافت حسین صاحب کا جواب صحیح ہے اور ملا نور محمد کا رسالہ
قبیح ہے خاکسار یونس حسن بدایونی سلمہ۔

المجیب مصیب والمخالف مخطی العبد الحقیر محمد صدیق
السندھی ثم مکی۔

العبد الحقیر حافظ کرم الدین

المجیب مصیب العبد فتح محمد بخابی عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبد اللطیف عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح محمد انعام اللہ عفی عنہ

المجیب مصیب ولہ ثواب عظیم ومن شک فیہ فقد ضل وعلیہ وزر عظیم
وخزی کبیر فی الدارین حررہ اضعف العباد حسن بن نور محمد عفی عنہما

العبد محمد عبد الرشید الدھلوی

حامدا ومصلیا

اس فقیر نے اس رسالہ فیض مقالہ کو ابتدا سے انتہا تک بغور مطالعہ کیا نور
محمد کی سرکوبی اور اوسکی کلام کا ابطال بوجہ احسن پایا خداوند کریم مجیب
لبیب کو اجر جزیل عطا فرماوے اور انکی فیض کو دایم اور قایم رکھے نمقہ المفتقر
الی اللہ الشکور عبد الغفور حفظہ اللہ عن الآفات والشرور۔

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد فقد تعمقت
نظری فی ھذہ الرسالۃ فوجدت جوابہ صحیحا جزاہ اللہ المجیب خیر الجزاء
وانا خادم السادات والعلماء غلام علی ابن المرحوم سید السند
مولوی سلطان احمد الترمذی الحنفی عفی اللہ عنہما غلام سید

المجیب مصیب فقیر نے اس استفتا کو اول سے آخر تک دیکھا جو نور محمد نے تحریر کیا ہے
کہ منذور حرام ہے سو یہہ بات اسکی غلط ہے اور حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے چنانچہ
تفسیر احمدی مین صاف تحریر کیا ہے کہ بقر منذور حلال اور طیب ہے کہ اوس تفسیر مین
پانصد آیت حلال اور حرام کا بیان ہے مذبوحہ منذورہ کو حلال طیب لکھا ہے صاحب
تفسیر کا مصنف نور الانوار جو علم اصول فقہ کا ہے اور عبارت تفسیر کی یہہ ہے
من ھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب
لانہ لم یذکر فیھا غیر اسم اللہ تعالی انتہی کذا فی التفسیر الاحمدیہ مطبوعہ
صفحہ ۵۲ بمبئی اور نزدیک امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہو جو ذبیحہ مسلم کر
اور قصد تارک تسمیہ کے اور اوسکی دلمین تسمیہ کے تب بھی مذبوحہ حلال ہے اور
وصول ثواب عبادات مالیہ کا صحیح ہے اور واسطے ایصال غیر کی بھی صحیح ہے چنانچہ
مولانا علی القاری فی شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۰ مین تحریر کیا ہے ومن الادلۃ
الدالۃ علی وصول ثواب العبادۃ المالیۃ حدیث جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال
صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحی فلما انصرف الی

بکبش فقال علیہ السلام بسم اللہ واللہ الاکبر اللھم ہذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد وابوداود والترمذی وحدیث الکبشین الذین قال علیہ السلام فی احدیہما اللھم ہذا من امتی جمیعا وفی الآخرۃ اللھم ہذا من محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ احمد والقربۃ فی الاضحیۃ اراقۃ الدم وقد جعلہا لغیرہ وکذا عبادۃ الحج بدینہ ولیس المال رکنا وانما ہو وسیلۃ انتہی الخ جب تفاسیر اور احادیث سے حلال ہونا ثابت ہی اور فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قربانی واسطی جمیع امت کے کی اور قربانی مین مقصود لہو کا جاری کرنا ہی نہ گوشت تب واسطے ایصال کی مذبوحہ کرے تو کیا باک ہے ایسی چیز کو حرام کہنا اور کفر سمجھنا اور اعتقاد کرنیوالا خود کافر ہوتا ہی توبہ کرنا اوسکو لازم ہی۔ حررہ العبد المذنب المسکین محمد مرید محی الدین الحنفی القادری الغفوری عفی عنہ

محمد مرید محی الدین

اس احقر از اول تا آخر اس رسالہ کو بغور دیکھا تو حق سبحانہ مجیب پایا اور مخالف جاہل و گمراہ ہی۔ حررہ العبد الضعیف سید عابد حسین عفا عنہ۔

المجیب مصیب فقیر سید عبید اللہ علی حسینی عفی عنہ

الجواب صحیح وخلافہ قبیح کتبہ محمد طاہر عفی عنہ وعن والدیہ وعن سائر المسلمین۔

ہذا الجواب صحیح والمجیب مصیب ۔۔۔۔۔۔۔ المجیب مصیب وہ فی الآخرۃ من نصیب الساطر الوادر عبد القادر غفر لہ ربہ الغافر

محمد عمر — خوشتا جانی

ہذہ الاجوبۃ الصحیحۃ من الروایات المعتمدۃ القویۃ کتبہ خادم الطلاب محمد یعقوب ابن اسمٰعیل مظفر آبادی عفی اللہ عنہ وعن والدیہ وعن سائر المسلمین آمین ۔ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ احقر البشر سکندر کان اللہ لہ۔ حامدا ومصلیا ومسلما۔ ما اجاب بہ المجیب ہو الحق المبین جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین الجزاء الاوفی یوم الفوز والیقین حررہ واملاہ العبد المفتقر الی مولاہ محمد عبید اللہ جعل اللہ آخرتہ خیرا من اولاہ

لاشک ان ہذا الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ الاثیم محمد عبد الکریم ۔ عبد الکریم ۱۳۲۹

المجیب مصیب والمنکر مضل کما قال اللہ تعالی یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا کتبہ الراجی الی مغفرۃ الرحمن حکیم حسن محمد خان غفر اللہ لہ ولجمیع المسلمین ۔ خاکسار سراپا انکسار نے اس رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک نظر صحت سے مطالعہ کیا حق بطرف مجیب پایا حررہ کمترین قمر الدین ۔ ذرہ بیمقدار نے ان اوراقوں کو اول سے آخر تک مطالعہ کیا صحیح قول مجیب پایا حررہ قاضی غلام محمد ۔ اصاب من اجاب ولہ عند اللہ ثواب کتبہ الراجی من اللہ الغفران سید عبد الرحمان عفی عنہ وعن والدیہ ۔ ہذا الجواب صحیح لاشک فیہ کتبہ خادم الشرع قاضی شیخ محمد مرگھی عفی اللہ عنہ۔ ۹۵ شیخ محمد قاضی خادم الشرع

رفاعی بن جہیان شاہ سید عماد الدین

الامر کما ذکر کتبہ العبد المسکین السید عماد الدین الرفاعی عفی عنہ نعم

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۳ | ہوسکا پورا قرآن | ہوسکا ہی قرآن | ۱۸ | ۲ | جواستعانت | جوراستعانت | ۳۷ | ۱۴ | اعفاد | اعقاد | ۵۸ | ۱۹ | اس عقیدہ | اس عقیدہ کی |
| ۵ | ۱۰ | ہین ناکہ عوام | ہین کہ عوام | 〃 | ۱۱ | شرک | مشرک | ۴۰ | ۷ | پس تو اپنی | پس اپنی | ۶۰ | ۲ | والمتمم | والمتمم |
| ۶ | ۲۳ | فقط باطل | فقط تقول باطل | ۱۹ | ۴ | کرنے جانا | کرنیکی جاننا | 〃 | ۱۲ | سنتہ | مسافتہ | 〃 | ۴ | ممتم | متمم |
| ۷ | ۸ | کراوے | کرین وہ | 〃 | ۱۰ | خدا تعالی کا | خدا تعالی سے ہو | ۴۳ | ۱۰ | درست اور | درست ہو اور | 〃 | ۷ | اخلاق | اطلاق |
| ۸ | ۵ | شرک ہوتے | شرک ہوتی | ۲۱ | ۲۰ | تحسبہ | تحجبہ | 〃 | ۱۱ | درہم قرار رد | درہم قرار دیا جاتا | 〃 | ۱۹ | قوی النفس | قوی النفس |
| | ۱۱ | قول مرد | قول مین مرد | 〃 | ۲۱ | بعلد وکان | بعلد وکان بعرف | 〃 | ۱۴ | فردیا بنظور | فرد کی بانظور | 〃 | ۲۲ | خلقہ | خلقہ |
| | ۱۲ | کرنا درست | کرنا دیکھنا درست | ۲۳ | ۱۶ | تسبح | تسبح | ۴۴ | ۱۹ | پس کوئی | پس اگر کوئی | 〃 | 〃 | یرضاہ | برضاہ |
| | | دوسری مین | دوسری آیت مین | 〃 | ۱۸ | امام رازی | صاحب تفسیر کبیر | ۴۵ | ۳ | اقوال سے | اقوال علماء سے | ۶۱ | ۳ | مکارم الاخلاق | حسن الاخلاق |
| | | انکو واسطے | انکو اور پکارو واسطے | ۲۴ | ۷ | البس | الیس | ۴۶ | ۴ | باشیخ | بالشیخ | 〃 | ۵ | والخلق | والخلق |
| | ۱۰ | مولف نبی | معلف نبی | 〃 | ۱۳ | امام رازی | صاحب تفسیر کبیر | 〃 | ۶ | الی ان قال | الی ان قال | 〃 | 〃 | ان یستقضی | ان یستقضی |
| ۱۱ | ۹ | بقدرۃ | بقدرۃ | 〃 | ۱۶ | 〃 | 〃 | 〃 | ۱۵ | علیہ السلام سوال | علیہ السلام سوال | 〃 | ۷ | منبع | منبع |
| ۱۲ | ۱۳ | جو صفات بھی | جو باستعالی | ۲۵ | اس صفحہ مین بھی تمام جگہ امام رازی غلط صاحب تفسیر کبیر صحیح | | | ۴۷ | ۱۰ | روایت ابن عباس | بروایت ابن عباس | 〃 | ۸ | تعدی | تعدی |
| 〃 | ۱۴ | لثمانیۃ | الثمانیۃ | ۲۵ | ۲۲ | والاستعانۃ | والاستعانۃ | ۴۹ | ۱۹ | صلعم وصحابہ | صلعم کو صحابہ | 〃 | ۹ | بنیانہ | بنیانہ |
| 〃 | ۱۵ | وہابیہ ہی | وہابیہ بھی | ۲۷ | ۶ | نازل کرنا | نازل کرنے | ۵۰ | ۱۱ | اسقدر | مین اسقدر | 〃 | 〃 | موضع لبنۃ | موضع لبنۃ |
| ۱۴ | ۱ | زعم مین جواز | زعم مین عدم جواز | ۲۸ | ۱۵ | فلا تنسہا | فلا ننسہا | 〃 | ۱۴ | ادعی | ادعی | 〃 | ۱۳ | مکارم الاخلاق | حسن اخلاق |
| 〃 | ۱۳ | کی آنحضرت | کی کہ آنحضرت | ۲۹ | ۱۸ | فی اللالوہیہ | فی الالوہیہ | 〃 | ۱۷ | الکردی | الکردی | ۶۳ | ۲۰ | ومتمم | ومتمم |
| 〃 | ۱۷ | متلزم | مستلزم | ۳۰ | ۱۷ | سانہ کرنا | سانہ خاص کرنا | ۵۱ | ۱۲ | النسیان | والنسیان | ۶۴ | ۱ | امتکرہین | امتکی |
| ۱۵ | ۲ | کی ہی | کیا ہی | ۳۲ | ۱۲ | امام رازی | صاحب تفسیر کبیر | ۵۲ | ۱۰ | قراری | سے قراری | ۶۵ | ۶ | حصہ یزید | حصہ اللہ یزید |
| 〃 | ۸ | تمام مو | تمام رکھ | ۳۳ | ۱۲ | اسمداد | استمداد | ۵۴ | ۳ | اوسمین سے | اوس سے | 〃 | ۱۸ | داتی | ذاتی |
| 〃 | ۲۳ | بالمعنی اولیاء | بالمعنی لولیاء | ۳۴ | ۱۴ | ولیت | ولیت | 〃 | ۱۳ | فامور | مامور | ۶۸ | ۴ | کذب بحث | کذب بحث |
| ۱۷ | ۶ | اوس کو پرتی | اوس کو پرتی | ۳۵ | 〃 | باتفاق اولیا | باتفاق اولیا | ۵۵ | ۱۲ | ہونیکی | ہونیکا | 〃 | ۱۵ | عوام نظر | عوام کی نظر |
| 〃 | ۷ | اعتبار ہی | اعتبار تھی | ۳۷ | ۵ | سبب عارض | سبب عارض | ۵۶ | ۱۰ | کان کی خبر | کان کے خبر | 〃 | ۱۹ | علی الجاز | علی الجاز |
| 〃 | ۱۰ | وارد ہی | وارد ہے | 〃 | 〃 | اونکا مشغول | اونکا مشغول | 〃 | ۱۵ | شبیہ | تشبیہ | 〃 | ۲۰ | عبد القادر | عبد القادر |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۸ | ۲۰ | نادانی | نادانی | ۷۸ | ۱۳ | دل محبت | دوزکو محبت | ۹۶ | ۱۵ | کی ہووے | کی سائز ہووے | ۱۱۷ | ۴ | نحرہا بسم اللہ | نحرہا بسم اللہ |
| " | ۲۱ | باسمی فی شدۃ | باسمی فی شدۃ | ۷۹ | ۳ | بغیراون پیر | بغیراذن پیر | " | ۲۱ | حال | حال | ۱۱۸ | ۷ | تبعا | متعا |
| ۶۹ | " | رسول | رسول اللہ | " | ۱۷ | قبول حق اگر | قبول حق برد | " | " | مؤکدۃ | مؤکدۃ | " | ۱۷ | کہا جاتا ہو | کیا جاتا ہے |
| ۷۰ | ۱۲ | یہ دہابیہ | یہ دہابیہ | ۸۰ | ۵ | فبینما تقدم | غبینما تقدم | ۹۹ | ۸ | انطلقوا | انطلقوا | " | ۲۱ | کہ نذر | کہ جیسی نذر |
| " | ۲۱ | اتخذ | اتخذ | " | ۱۳ | شیخ الاسلام | شیخ الاسلام | ۱۰۰ | ۸ | وحدہ | وحدہ | ۱۱۹ | ۲۱ | مین سے یہ | مین یہ |
| " | " | فانتو فسلوا | فانتو فسلوا | " | ۲۲ | ان سلمنا | ان سلمنا | " | ۱۴ | فی الدنیا من | فی الدنیا الا قلیل من | " | ۲۲ | توبہ نتیجہ | جو یہ نتیجہ |
| " | ۲۳ | مرجوع | مرجوح | ۸۱ | ۱۷ | کپڑاون پڑے | کپڑاون خون | ۸ | ۲۱ | دینیۃ | دینیۃ | ۱۲۰ | ۴ | کہ اسیواسطے | اسیواسطے |
| ۷۱ | ۴ | الحنفیۃ المنع | الحنفیۃ المنع | " | ۱۹ | اپنے متوسلین | اونکے متوسلین | " | ۲۳ | یکفر | کفر | " | ۱۳ | اوسیکو | اور |
| " | ۱۶ | الآخر | الآخر | ۸۳ | ۱ | الی ان | الی اذ | ۱۰۱ | ۳ | تجشع | بجشا | ۱۲۱ | اس صفحہ مین تمام | | |
| " | ۱۷ | غیر الکفرۃ | غیر الکفرۃ | ۸۵ | ۱۳ | دفع آیات | دفع آفات | " | ۴ | اشتری | اشتری | | ہو عبدۃ الرحمن صحیح | | |
| " | ۱۸ | انزل | انزل | ۸۸ | ۱۲ | انکتوا | انکتوا | " | ۲۱ | اوسلی | اوسکی | " | ۸ | بعد مولف | |
| " | ۱۹ | فما انزل | فما انزل | ۸۹ | ۵ | حجت لازم | حجت لازم ہونا | ۱۰۳ | ۱۶ | درست شرعا جائز | شرعا درست جائز | ۵ | ۱۶ | ہو تو ہمارا | |
| ۷۲ | ۱ | احکامہا | احکامہا | " | ۶ | اوس نے | اونھون نے | " | ۲۳ | سبب | بسبب | " | ۱۹ | مراد و | |
| " | ۵ | والکل | والکل | " | ۱۱ | فاستمع قراۃ | فاستمع قراۃ | ۱۰۵ | ۳۰ | تردیک باطل | تردیک بھی باطل | ۱۲۲ | ۹ | مرتد ہے | |
| " | ۶ | ان یرجع عدم الکفر | ان یرجع عدم الکفر | " | " | اذیت | اذیت | ۱۰۶ | ۳ | مشہور الغیر اللہ | مشہور بنام غیر اللہ | " | ۱۰ | سبب ارتداد | سبب ارتداد |
| " | ۷ | اویجب | ان یجب | " | ۱۲ | سیذہب | سیذہب | " | ۴ | الربیۃ | العربیۃ | ۱۲۳ | ۳ | کور مغزی | کوڑ مغزی |
| " | ۸ | والاستغفار | والاستغفار | " | ۱۳ | ہو النبی | ہو النبی | " | | تردیک بھی | تردیک بھی | " | ۵ | " | " |
| " | " | الصحیح | الصحیح | " | ۱۴ | یعنینی | یعنینی | ۱۰۷ | ۱۰ | بطل | بطل | " | ۱۰ | حلال و طیب | حلال و طیب |
| " | ۲۱ | شیئی | شیئی | " | ۲۳ | یجی | یجی | ۱۰۸ | ۱۸ | عقیقت | حقیقت | " | ۱۲ | ہونے عمل | ہونے پر عمل |
| " | ۲۳ | سے قصد | یہ قصد | ۹۱ | ۱۱ | ہونا کہ | ہونا کہ | " | " | دلمین ہو | دلمین یہ | ۱۲۴ | ۱ | حلت و طیبت | حلت و طیبت |
| ۷۳ | ۲۲ | المؤمن | المؤمن | " | ۱۳ | خبر دیتا ہو | خبر دیتا ہو | ۱۰۹ | ۷ | حکم کا کرنا | حکم کرنا | " | ۱۲ | بجد کشات | بجد شات |
| " | ۲۳ | اختلف | اختلف | " | ۲۲ | انعم اللہ | انعم اللہ | " | ۲۶ | مری | ٹری | ۱۲۵ | ۷ | لگائی ہوئی جو | لگائی ہوئی موجود ہے |
| " | " | ضعیفۃ | ضعیفۃ | ۹۲ | ۱ | الذبیحۃ | الذبیحۃ | ۱۱۰ | ۲ | سبب بنا الاسلام | سبب بنا الاسلام | " | ۲۰ | او اشتری | او اشتری |
| ۷۴ | ۱۹ | اللہ | اللہ | ۹۳ | ۲۳ | اوس مولف | اس مولف | " | ۳ | سبب | سبب | " | ۲۲ | محل | یحل |
| " | ۲۰ | حاجۃ | حاجۃ | ۹۳ | ۱ | سمرقندی سے | سمرقندی یہ | " | ۶ | قطع کا راوی | قطع کا بہ راوی | ۱۲۶ | ۱ | مین سے حرام | مین حرام |
| ۷۵ | ۹ | یو ہنین | تو یو ہنین | " | ۳ | لاتحرک | لاتحرک | ۱۱۱ | ۲ | الفق | الفق | " | ۱۷ | حجر اسود کا بوسہ | حجر اسود کا بوسہ |
| " | " | اصل کی خلاف اصل | اصل کی خلاف اصل | " | ۴ | ذبیحۃ | ذبیحۃ | " | ۱۱ | حقیقت | حقیت | | | | |
| " | ۱۲ | اسی مولف | اس مولف | " | ۸ | مشاہدہ | شاہد | ۱۱۲ | ۹ | لایوثر | لایوثر | | | | |
| " | ۲۲ | کیا کرین | مراد لیا کرین | " | ۹ | ظاہر ہو | ظاہر ہو | " | ۱۱ | سبب | سبب | | | | |
| ۷۶ | ۱۵ | سبب ایمان | بسبب ایمان | " | ۱۶ | بغیر اللہ | لغیر اللہ | " | ۱۳ | ای مشہور | کی ای مشہور | | | | |
| " | ۱۸ | ذبیا | زبیا | ۹۵ | ۴ | کی سب کے اگرچہ | کی اگرچہ | ۱۱۵ | ۴ | حلال مسلمان | حال مسلمان | | | | |
| " | ۱۹ | ازان نست | آزان نست | " | ۸ | ترائمہ | ترائمہ | ۱۱۶ | ۳ | منصفین | مضفین | | | | |